1741

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،9۔ فروری 2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ آبکاری ومحصولات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

Motion Under Rule 75

CONSIDERATION OF REPORTS OF THE PRIVILEGES COMMITTEE.

Malik Muhammad Waris Kallu:	To move that the reports of the Committee on Privileges regarding Privilege Motion No. 15/2008 moved by Rai Muhammad Shahjahan Khan, MPA (PP-54) and Privilege Motion No. 3/2009 moved by Chaudhry Tariq Mehmood Bajwa, MPA (PP-170) may be taken into consideration at once.
Malik Muhammad Waris Kallu:	to move that the Assembly may agree with the recommendations of the Committee on Privileges as contained in the said reports.

حصہ دوم

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

1. محترمہ راحیلہ خادم حسین: یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ پنجاب میں ریس کورس روڈ لاہور لیڈیز پولیس سٹیشن کی طرز پر صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں لیڈیز پولیس سٹیشن کے قیام کا فوری بندوبست کرے۔

2. محترمہ آمنہ اُلفت: This House resolves that the Government of Punjab should take immediate steps to upgrade Nishtar Medical College to the status of Medical University.

3. ڈاکٹر اسد اشرف: یہ ایوان حکومت سے پُرزور سفارش کرتا ہے کہ تمام ممبرانِ پنجاب اسمبلی کو فوراً جم خانہ کلب کی ممبر شپ دینے کے لئے اپنا اثرورسوخ استعمال کرے۔

1742

4. محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ بھر میں ورکنگ اور گھریلو خواتین کے لئے علیحدہ ٹرانسپورٹ چلانے کے لئے جامع پالیسی بنا کر اس پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔

5. محترمہ قمر عامر چودھری: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت 25 ایکڑ تک زرعی اراضی کو ٹیکس سے مستثنٰی قرار دے۔

1743

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولھواں اجلاس

منگل،9۔فروری 2010

(یوم الثلاثہ،24۔صفر المظفر1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر5 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ
عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ
وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (21) هُوَ
اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ
الرَّحِيْمُ (22) هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ
السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ
سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (23)

سُوْرَةُ الْحَشر آیات21 تا 23

اگر یہ قرآن ہم کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ اللہ کے خوف سے دبا اور پھٹا جاتا اور یہ باتیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ فکر کریں(21) وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا ہے۔ وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے(22) وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ حقیقی

بادشاہ پاک ذات ہر عیب سے سالم امن دینے والا نگہبان غالب زبردست بڑائی والا، اللہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے(22)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

زمیں مَیلی نہیں ہوتی زمن مَیلا نہیں ہوتا
محمد کے غلاموں کا کفن مَیلا نہیں ہوتا
محبت کملی والے سے جو رکھتا ہے سنو لوگو!
یہ جس من میں سما جائے وہ من مَیلا نہیں ہوتا
جو نامِ مصطفیٰ چُومیں نہیں دُکھتی کبھی آنکھیں
پہن لے پیار جو اُن کا بدن مَیلا نہیں ہوتا
نبی کے پاک لنگر سے جو پلتے ہیں کبھی اُن کی
زباں مَیلی نہیں ہوتی سُخن مَیلا نہیں ہوتا
نبی کا دامن رحمت پکڑ لو اے جہاں والو!
رہے جب تک یہ ہاتھوں میں چلن مَیلا نہیں ہوتا

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

سوالات

(محکمہ آبکاری و محصولات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پلیز مجھے بات کرنے دیں اُس کے بعد میں آپ کی بات سنتا ہوں۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ آبکاری و محصولات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ سکینہ شاہین: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مجھے صرف دو تین منٹ چاہئیں کیونکہ میں نے بہت ضروری بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! میں روزنامہ "دن" مورخہ 9۔ فروری آج کے اخبار میں شیخ رشید پر شائع ہونے والے واقعہ کی پُرزور مذمت کرتی ہوں لیکن اخبار میں ہمارے قائدین پر جو الزام لگایا گیا ہے کہ "غیر جمہوری رویہ اور اوچھے ہتھکنڈے" تو میں یہ کہتی ہوں کہ اس طرح کی الزام تراشی نہیں کرنی چاہیئے۔

جناب سپیکر: محترمہ! لاء منسٹر صاحب نے اس پر تفصیلی بات کرنی ہے۔ جب وہ آئیں گے تو اس پر بات کریں گے۔

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! اس طرح کی الزام تراشی، اوچھے ہتھکنڈے اور سستی شہرت والی خبر۔۔۔

جناب سپیکر: جی، غلط الزام ٹھیک نہیں ہوتا۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بہت ہی اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ کل محترمہ بے نظیر بھٹو شہید ہسپتال راولپنڈی میں۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! اب آپ بتائیں کیونکہ آپ وقفہ سوالات کا ذکر کر رہے تھے تو کیا ابھی پوائنٹ آف آرڈر لینا چاہیے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں وقفہ سوالات کے بعد پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لوں گی۔

جناب سپیکر: چلیں، شکریہ۔ شاہ صاحب! سوال نمبر پکاریں۔

سید حسن مرتضیٰ: سوال نمبر 77۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

چنیوٹ و ضلع جھنگ میں پراپرٹی ٹیکس سروے سے متعلقہ تفصیلات

*77: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

تحصیل چنیوٹ و ضلع جھنگ میں پراپرٹی ٹیکس سروے کب ہوا، سروے کرنے والے ونگ میں کتنے ایسے افراد ہیں جو عرصہ تین سال سے زائد ڈیوٹی انجام دے رہے ہیں، اُن کا عہدہ و گریڈ اور سروے کے طریق کار کے متعلق تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

تحصیل چنیوٹ میں چنیوٹ ریٹنگ ایریا کا سروے سال 07-2006 میں ہوا۔ جھنگ میں جھنگ 1 ریٹنگ ایریا کا سروے سال 08-2007 میں ہوا۔

جھنگ میں سروے کے تین سال سے زائد درج ذیل اہلکاران کام کر رہے ہیں۔

جھنگ۔1

1۔	مہر فضل کریم انسپکٹر	BPS-14
	ایز در رضا جونیئر کلرک	BPS-7

2۔	خالقداد انسپکٹر	BPS-14
	زوار حسین جونیئر کلرک	BPS-7
	حبیب الرحمٰن جونیئر کلرک	BPS-7
	غلام فرید ہیڈ کانسٹیبل	BPS-3

سروے کی تفصیل

متعلقہ علاقہ کا انسپکٹر اپنے عملہ کے ہمراہ سرکل میں جاتا ہے اور ہر پراپرٹی یونٹ پر پراپرٹی نمبر لگاتا ہے اور اس کے کوائف متعلقہ سروے رجسٹر میں درج کئے جاتے ہیں۔ بعد ازاں حکومت کے دیئے گئے فارمولہ کے مطابق سالانہ تشخیص کی جاتی ہے۔ سروے فارم کے کوائف مکمل ہیں تاہم حکومت کی طرف سے فارمولہ موصول نہ ہونے کی بناء پر تشخیص کے کالم نامکمل ہیں جس کی بناء پر موجودہ ویلیوایشن لسٹ کی عمر 30۔جون 2008 تک بڑھائی جاچکی ہے اور ٹیکس کی وصولی 2002 کے سروے کے مطابق ہی کی جارہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال تھا کہ تحصیل چنیوٹ و ضلع جھنگ میں پراپرٹی ٹیکس سروے کب ہوا جس کا انہوں نے جواب دیا ہے کہ تحصیل چنیوٹ میں چنیوٹ ریٹنگ ایریا کا سروے سال 2006-07 میں ہوا۔ جھنگ میں جھنگ 1 ریٹنگ ایریا کا سروے سال 2007-08 میں ہوا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سروے سال 2006-07 میں ہوا ہے اور آج تک یہ وصولی سال 2002 کے سروے کے مطابق کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہمیں حکومت کی طرف سے کوئی فارمولہ ملنا ہوتا ہے جس پر ہم نے وصولی کرنی ہوتی ہے، حکومت تو یہ خود ہیں تو انہیں گورنمنٹ سے یہ فارمولہ کس نے لا کر دینا ہے؟ یہ 2002 کے سروے کے مطابق جو وصولی کر رہے ہیں اسے update کریں اور نئے فارمولے کے تحت وصولی کریں۔ دوسرا میں نے پوچھا تھا کہ چنیوٹ میں جو اہلکاران تین سال سے زائد عرصہ سروے میں ہی گزار چکے ہیں اُن کے نام اور اُن کی performance کیا ہے؟ یہ بھی ذرا بتادیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں معزز رکن کو بتانا چاہوں گا کہ یہ سروے 2002 میں ہوئے تھے اور ہم جو اس وقت ٹیکس وصول کر رہے ہیں وہ 2002 میں جو پراپرٹی ٹیکس لاگو کیا گیا تھا اس کے مطابق ہی کر رہے ہیں۔ یہ سروے ہم نے 2006-07 میں کروائے تھے کیونکہ پانچ سال کا اس کا پیریڈ ہوتا ہے اس کے بعد ہم نے پراپرٹی ٹیکس کا نیا فارمولہ لے کر آنا ہوتا ہے اور اس میں re-evaluation کرنا ہوتی ہے۔ اس کی دوبارہ سے enhancement کرنا ہوتی ہے جو ٹیکس بڑھانا ہوتا ہے یہ ایک فارمولہ چلا آرہا ہے۔ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ پانچ سال گزرنے کے بعد اب آٹھ سال ہو گئے ہیں کہ اس وقت ہم 2002 کا ٹیکس ہی وصول کر رہے ہیں۔ ہم نے اس کی جو پہلے permission لی تھی وہ یہاں پر ان کے سوال میں ، چونکہ ان کا سوال پرانا ہے تو میں ان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ یہاں پر یہ valuation list کی میعاد لکھا ہوا ہے کہ 30۔جون 2008 تک بڑھائی جا چکی ہے۔ یہ اصل میں اس وقت جو existing position ہے اس میں 30۔جون 2010 تک بڑھا دی گئی ہے کیونکہ سوال کا جواب جب یہاں پر اسمبلی میں بھیجا گیا تھا تو اس وقت یہ سوال ان کا پرانا ہے تو اس وقت یہ 2008 تک تھی اب یہ یکم جولائی 2010 سے ہمارا نیا فارمولہ ہے۔ ہم اس میں سروے کر رہے ہیں اور پورے پنجاب میں rating areas میں سروے ہو رہے ہیں۔ یکم جولائی 2010 سے ہمارا جو نیا فارمولہ آئے گا اس کے مطابق ہم ٹیکس ریٹ کی وصولی کریں گے۔ میں تھوڑا سا اس معزز ایوان کو بتانا چاہوں گا کہ ہم جو نیا فارمولہ جس پر آپ کا ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ پنجاب کام کر رہا ہے اس میں ہماری کوشش یہ ہے کہ جو ہمارے rating areas ہوتے ہیں جو کہ A,B,C,D,E اور F تک ہوتے ہیں، جو elite class ہے، جو امراء، جو اشرافیہ اور جو A,B class میں آتے ہیں، ہم ٹیکس کا جو نیا فارمولہ دیں اس میں ان پر ٹیکس کی ratio بڑھنی چاہئے کیونکہ وہ بڑے بڑے گھروں میں رہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ افراد کو لگاتے ہیں یا پراپرٹی پر لگاتے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پراپرٹی پر لگاتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تو کہہ رہے ہیں کہ امراء اور اشرافیہ۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہمارے جو rating areas ہوتے ہیں جو کہ A,B,C,D,E,F تک ہوتے ہیں اس میں جو A rating میں آتے ہیں وہ امراء اور اشرافیہ میں شمار ہوتے ہیں، یہ لوگ چار چار، چھ چھ کنال کے گھروں میں رہتے ہیں، ان کے لئے ٹیکس دینا کوئی مشکل نہیں ہے۔ ان پر ٹیکس کی شرح کو بڑھایا جائے اور جو غریب لوگ ہیں جو دس دس مرلہ میں یا ایک کنال سے کم پر رہ رہے ہیں اور low rating area میں ہیں تو ان کی ٹیکس کی شرح کو کم کیا جائے۔ ہم انشاء اللہ یہ نیا فارمولہ دیں گے۔

جناب سپیکر: ابھی ان کے ضمنی سوال کا ایک حصہ باقی رہ گیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے لیکن میں نے جو سوال کیا تھا اس کا جواب نہیں دیا۔ ان کا جواب تو خاصا تفصیل سے آ گیا ہے۔ میں نے ان سے عرض کی تھی کہ پراپرٹی ٹیکس 2002 کے سروے کے مطابق وصول کیا جا رہا ہے؟ اب 2010 آ گیا ہے۔ انہوں نے اس کا سروے بھی 07-2006 میں کروالیا تھا۔ حکومت نے صرف فارمولہ دینا تھا کہ اس فارمولہ کے تحت آپ یہ وصولی کریں اب یہ اس لسٹ کی عمر بڑھا رہے ہیں کبھی 2008 کر دیتے ہیں اور کبھی 2010 کر دیتے ہیں۔ فارمولہ نہ دینے کی کیا وجہ ہے اور جو 2002 کے حساب سے ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔ آج 2010 میں ان کی evaluation کے مطابق حکومت کو کتنا نقصان ہوا ہے؟ میں یہ پوچھ رہا ہوں جبکہ وہ جواب کچھ اور دے رہے ہیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ جو نقصان کے حوالے سے بات کر رہے ہیں یہ ان کا fresh question بنتا ہے کیونکہ ان کی exact figures ہوتی ہیں اور اگر figures دینے ہیں تو اس کے لئے ان کو fresh question کرنا پڑے گا۔ جہاں تک انہوں نے 07-2006 میں شروع ہونے والے سروے کی بات کی ہے تو اس کے بعد جیسا کہ آپ کو معلوم

ہے کہ 2008 میں حکومت تبدیل ہو گئی اور اس کے بعد سروے وہیں پر رُک گئے۔ ہماری حکومت جب آئی تو اس وقت ملکی حالات ایسے تھے کہ ہم نے نیا فارمولہ اس میں نہیں لگایا کیونکہ لوگوں پر already financial burden کافی زیادہ ہے ورنہ tax rate کافی increase ہو جانا تھا اس لئے ہم نے اس فارمولے کے درمیان میں جو کہ ہم نے پانچ سال کے بعد ہر صورت میں کرنا ہوتا ہے 2002 کے بعد 2007 میں یہ کرنا تھا لیکن نئی حکومت کے آنے کی وجہ سے میں نے تفصیلی انہیں بتایا ہے۔ اب یکم جولائی 2010 کو ہم انشاء اللہ تعالیٰ جو نیا فارمولہ بنا رہے ہیں اس کے مطابق لاگو کر دیں گے۔ ان کا جو دوسرا سوال تھا کیونکہ ان کا جواب کافی دیر کا آیا ہوا ہے اس میں بھی میں ان کو بتانا چاہوں گا کہ اس میں جو افسران کا لکھا ہوا ہے جن کو تین سال سے زائد ہو گئے ہیں اس میں اس وقت جو existing position ہے وہ جو یہاں جواب میں ہے اس سے مختلف ہے کیونکہ جواب ہم نے چھ سات ماہ پہلے آپ کے پاس بھیجا تھا تو اس وقت وہاں پر جو پوزیشن ہے اس میں محمد جاوید AETO جو 23۔اگست 2006 سے ہیں ، فضل کریم ایکسائز انسپکٹر جو 2001 سے ہیں ، حبیب احمد ETO جو 2005 سے ہیں، ریاض احمد 2006 سے ہیں، سجاد احمد 1997 سے ہیں، عرفان شمس 2006 سے ہیں اور حسن موسیٰ 2006 سے ہیں۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو وہاں پر نئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: حسن مرتضیٰ۔۔۔ حسن مرتضیٰ ایم پی اے تو نہیں؟ (قہقہے)

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے حسن موسیٰ کہا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! باہر مال روڈ پر T.E.V.T.A کے اساتذہ نے احتجاج کر رکھا ہے اور تمام روڈ بلاک کر رکھا ہے۔ ہمارے ہاں ایک روایت بن گئی ہے کہ جو وہاں آتا ہے ان سے بات چیت کے لئے ایک کمیٹی بھیجی جاتی ہے۔ براہ مہربانی یہاں سے وزیر صنعت جو کہ ان کے وزیر ہیں ، پارلیمانی سیکرٹری اور سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین اور جو انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کو deal کرنے والے لوگ ہیں وہ ان سے بات کریں تاکہ باہر جو لوگ آئے ہوئے ہیں ان کا موقف سنا جا سکے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وزیر صنعت اسی بارے میں میٹنگ لے رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ جو لوگ باہر کھڑے ہیں۔ حکومتی اراکین میں سے کوئی جا کر ان کو اس چیز کی یقین دہانی کرائے کہ ان کے مسائل پر غور ہو رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے، اگر آپ اجازت دیں تو میں سوال کر لوں۔ T.E.V.T.A کو وقفہ سوالات کے بعد میں کر لیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب نے جو بات کی ہے انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر لیا ہے۔ ان کی بات سن لینے دیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ایسی بات نہ ہو بلکہ ان معاملات کو بطریق احسن نمٹایا جائے۔ اس کے لئے ایک تین رکنی کمیٹی بنائی جاتی ہے جس میں عبدالرزاق ڈھلوں صاحب، سید حسن مرتضیٰ صاحب اور محمد محسن لغاری صاحب تینوں حضرات وہاں پر جائیں گے اور ان سے بات کریں گے اور آکر ہاؤس کو رپورٹ دیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ خود ہی کہہ رہے ہیں کہ ڈھلوں کو بھیج دیں۔ کمیٹیاں ڈھلی نہیں ہونی چاہئیں، انہیں آپ powerful کریں گے تو کام بہتر ہو گا۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: کمیٹیاں powerful ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ تو کوئی بات نہیں ہے کہ پہلے میں نے ضمنی سوال کا کہا ہے مگر آپ نے ان کو وقت دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: میں معذرت چاہتا ہوں۔ میں نے آپ کو دیکھا نہیں۔ میں نے پہلے ان کو دیکھ لیا تھا۔ اس کے بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ جی، حاجی صاحب!

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ یہ جو گریڈ ہے اے گریڈ، بی گریڈ کتنے مرلے سے شروع ہو گا اور جو نیا سروے ہو گا اس میں غریب لوگوں کے لئے کتنے مرلے کی چھوٹ ہو گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ایکسائز!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ گریڈ نہیں ہیں، یہ ہماری categories ہیں جو کہ A,B,C,D,E,F تک جاتی ہیں۔ اس میں پانچ مرلے تک ٹیکس کی چھوٹ ہو گی۔ اس کا جو نیا فارمولہ بنایا جا رہا ہے اس میں، میں نے پہلے عرض کی ہے کہ ایک کنال اور اس سے اوپر کے جو لوگ رہائشی ہیں وہ بھی اے اور بی کیٹیگری میں آتے ہیں۔ ان کے لئے ہم اس طرح کا فارمولہ بنائیں گے کہ ان سے ٹیکس زیادہ وصول کیا جائے کیونکہ وہ ٹیکس آسانی سے ادا کر سکتے ہیں اور جو غریب لوگ ہیں ان کے اوپر ٹیکس کا burden نہ پڑے۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے وزیر صاحب سے میری یہ گزارش ہے کہ وہ categories کو ذرا define کر دیں کہ A تا F تک جو categories ہیں ان میں کتنے کتنے مرلے کی limit ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے بتایا ہے لیکن آپ نے سنا نہیں ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں ایک بار پھر بتا دیتا ہوں۔ میرے بھائی بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور وزیر بھی رہے ہیں اور میرا خیال تھا کہ انہیں پتا ہو گا تو A,B,C,D,E,F categories areas کے حساب سے ہوتی ہیں جیسے گلبرگ میں مین بلیوارڈ "A" کیٹیگری میں آتی ہے اور اگر آپ اسی طرح پیچھے چلتے چلے جائیں تو اس کی پچھلی سائیڈ "B" کیٹیگری میں چلی جائے گی جہاں پر land کی rental value اور اس کی prices کم ہیں اسی طرح اس سے پیچھے جائیں تو وہ "C" کیٹیگری میں چلی جائے گی۔ اس طرح اسے مختلف categories میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ لاہور میں "D" کیٹیگری سے نیچے نہیں ہے۔ پنجاب کے باقی شہروں میں "E" اور "F" کیٹیگری بھی ہوتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے منسٹر صاحب سے ایک تو یہ گزارش کرنی ہے کہ A,B,C,D کی rating کون کرتا ہے؟ دوسرا یہ کہ ایک ہی طرح کی پراپرٹی میں discretionary powers کے تحت پرانی assessment سے پانچ سو گنا فرق ہے تو منسٹر صاحب بتائیں کیا یہ صحیح ہے یا غلط کہ PT.1 سامنے رکھ لیں اور میں ثابت کر دوں گا کہ فلاں فلاں پراپرٹی کا ٹیکس کم ہے اور فلاں کا زیادہ ہے۔ ان کے محکمے کے لوگوں کے پاس اتنے اختیار ہیں کہ وہ ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ بلڈنگ 1910 میں بنی تھی اور یہ بھی ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ عمارت 1990 میں بنی تھی۔ یہ discretionary powers کس کے پاس ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! شیخ صاحب! میرے بڑے بھائی ہیں اور میرے لئے بڑے محترم ہیں تو اگر ان کے پاس ایسا ریکارڈ یا proof ہے تو ہم ضرور اس کے خلاف کارروائی کریں گے اور ہم محکمہ کے اندر بھی کارروائی کرتے ہیں۔ ہمارے طریق کار کے مطابق ETO assessing authority بھی ہوتا ہے کہ اگر کسی کا PT.1 غلط جاری ہوا ہے تو ETO کے پاس appeal کر سکتے ہیں اور اگر اس کے پاس فیصلہ نہیں ہوتا تو پھر ڈائریکٹر کے پاس اور اگر ڈائریکٹر کے پاس نہیں ہوتا تو پھر EDO(R) کو بھی devolution plan میں اختیار دیا گیا تھا اور ڈی جی ایکسائز

جناب سپیکر: احسان الدین قریشی صاحب! آپ بھی ان کے ساتھ جائیں جنہیں ہم بھیج رہے ہیں کہ باہر سڑک بند کر رکھی ہے۔ آپ بھی ان کے ساتھ جائیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میری آپ سے مودبانہ گزارش ہے کہ آپ نے ruling دی تھی کہ ضمنی سوال دو ہوا کریں گے تو اس پر پانچ ضمنی سوال اب تک ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: ابھی ایک رہتا ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ ایک serious matter ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ایک بات سن لیں کہ انہوں نے آپ کو categorically کہا ہے کہ آپ کے پاس جو بھی cases ہیں، مجھے بتائیں میں ان کے خلاف action لوں گا۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! انہوں نے کوئی action نہیں لینا۔

جناب سپیکر: اگر نہیں لیں گے تو پھر House میں آئے گا۔ اگر یہ action نہیں لیں گے تو آپ مجھے بتانا اور پھر یہ House میں آئے گا اور یہاں سے پھر انہیں specially کہا جائے گا کہ یہ action لے کر ہمیں یہاں بتائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے مہربانی کرتے ہوئے ایکسائز سے متعلق میری تحریک التوائے کار کمیٹی کے حوالے کی جس کی میٹنگ میں آج تک منسٹر صاحب تشریف نہیں لائے اور ان کو بتائیں کہ PT.1 رجسٹر ہوتا ہے PT.1 کو تو میں بھی change کر سکتا ہوں، لاؤ مجھے دو ابھی change کر دیتا ہوں۔ PT.1 رجسٹر ہوتا ہے جس کے اندر یہ سارا کچھ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! نوٹ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ یہ بتائیں کہ ایکسائز کی کسی میٹنگ میں آئے ہیں؟ مجھے یہ بڑا مانتے ہیں، پتا نہیں کہ میں انہیں تعویذ دیتا ہوں یا کیا کرتا ہوں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ کبھی ایکسائز کی کسی میٹنگ میں آئے ہیں؟ کبھی انہوں نے آکر خود دیکھا ہے کہ محکمے کے حوالے سے میں نے کتنی دفعہ باتیں بتائی ہیں کہ یہ ہو رہا ہے اور ان کا محکمہ ٹیکس دینے والے کے پیچھے پڑ جاتا ہے اور جو نہیں دیتا اسے کچھ نہیں کہتے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔ آپ کی بات لگتی ہے کہ کچھ ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ آپ کی discretion ہے کہ آپ ایک سوال پر جتنے مرضی ضمنی سوال لیں۔ منسٹر صاحب میرے لئے بھی بڑے محترم ہیں لیکن اگر آپ نے منسٹر صاحب کے لئے full back کا کردار ادا کیا تو پھر اس House کو کچھ نہیں ملے گا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہیں آرہا کہ PT-1 رجسٹر کے اندر ہوتا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ discretionary powers ختم کی جائیں۔ اب انہوں نے سروے کی بات کی ہے تو میں آپ کے اور ایوان کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سروے بھی انہی کے عملہ نے کرنا ہے اور میں اس ایوان میں پچھلے tenure میں بھی بار بار کہتا رہا ہوں کہ ان کے محکمہ کے لوگوں کو out of department transfer کیوں نہیں کیا جاتا؟ انہوں نے سوال کیا کہ تین سال۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ بیس بیس سال سے لوگ وہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: وہ پولیس میں کیسے بھیج دیں گے؟

شیخ علاؤالدین: کن کو؟

جناب سپیکر: اپنے محکمے کے بندوں کو۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے اختیار دیں تو میں ابھی انہیں خوراک میں، پولیس میں بھیجتا ہوں۔ جہاں کہتے ہیں بھیجتا ہوں اور پھر کام بھی انشاءاللہ تعالیٰ لیتا ہوں۔ کام لینے والا بننا چاہئے اور کام لینے والا ہو اور کام آتا ہو۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب تک یہ معاملہ ختم نہیں ہوتا یہ گڑبڑ ختم نہیں ہو سکتی اور دسمبر 2008 میں پچھلا سروے ختم ہو چکا ہے۔ تین extensions ہو چکی ہیں اور ابھی پھر extension ہے۔ منسٹر صاحب! بتائیں کیا میں صحیح کہہ رہا ہوں کہ غلط ہے؟ ہم تو عوامی مفاد کی بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ تو پہلے ہی کہہ رہے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ House سفارش کرے کہ انہیں کوئی نہ کوئی محکمہ دے ہی دیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! چیمہ صاحب کو اپنی تکلیف ہے کہ میں شامل ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔ ماحول کو خراب نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب ماحول کیسے ٹھیک رہ سکتا ہے، یہ کون ہوتے ہیں کہ میرے لئے سفارش کریں؟

جناب سپیکر: وہ آپ سے ہمدردی کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: انہیں یہ حق کس نے دیا ہے اور اگر میں نے اگلا فقرہ بول دیا تو پھر آگ لگ جائے گی؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ ruling دیں کہ کوئی بھی شخص ایک پارٹی کے ٹکٹ پر منتخب ہو کر آیا ہو وہ کسی دوسری پارٹی کی نشست پر کھڑے ہو کر بات نہیں کر سکتا تو شیخ صاحب اُدھر سے بات کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ یہ میرا کام ہے آپ کا کام نہیں ہے۔ آپ کی بات میں نہیں سنوں گا۔

I say no. Again I say no. Please take your seat

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! انہیں میرے بچھڑنے کا دکھ ہے تو یہ مجھے حکم کریں۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! میں نے انہیں بات کرنے کی اجازت دی ہے آپ نے نہیں دی۔ آپ کیسے روک سکتی ہیں اور آپ کو کیا اختیار ہے؟ I say No, I say No,

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں نے آپ سے ruling مانگی ہے۔

MR. SPEAKER: This is not your work, this is not your job.

آپ کی مہربانی اور تشریف رکھیں۔ Order in the House

جناب سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی وزیر موصوف نے فرمایا تھا کہ وہ بڑے گھروں پر جس میں امراء اور اشرافیہ رہتے ہیں انہیں زیادہ ٹیکس لگاتے ہیں۔ امراء کی تو سمجھ آئی کہ یہ امیر لوگ ہیں لیکن میں ان سے اشرافیہ کا مطلب پوچھتی ہوں کہ یہ کون لوگ ہیں؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ غیر متعلقہ ہے، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! PT-1 کے بارے میں ہے کہ کچھ لوگ domestic رہ رہے ہوتے ہیں اور بعد میں اسے کمرشل کر لیتے ہیں تو جب وہ کمرشل کر لیتے ہیں تو پھر وہ کون سی category میں آتے ہیں؟ A,B,C,D وہ کون سی category میں آتے ہیں؟ جب وہ ایک مارکیٹ یا پلازہ بنا لیتے ہیں تو اس میں کیا طریق کار اپنایا جاتا ہے جس پر ایکسائز والے ٹیکس لگاتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز رکن نے جو سوال کیا ہے وہ جو کمرشل پراپرٹی ہوتی ہے اس کا tax rate different ہوتا ہے، اس کی ratio different ہوتی ہے اور اس ratio سے اس کے اوپر tax لگایا جاتا ہے۔ میرے محترم شیخ صاحب نے ایک بات کی تھی میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے PT-1 کی کاپی کا پوچھا تھا۔ عام فہم زبان میں PT-1 رجسٹر کو PT-1

کی کاپی ہی کہا جاتا ہے۔ وہاں سے لوگ اس کی کاپی لیتے ہیں، اس میں سارا اندراج ہوا ہوتا ہے اگر PT-1 میں کوئی غلط ہوا ہو تو اس کی اپیل کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: وہ تو بات ہو گئی، آپ محترمہ کی بات کا جواب دیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! assessment پانچ مرلے کی ہوتی ہے جب وہ کمرشل پلازہ بن جاتا ہے تو اس کا کیا طریق کار ہے؟ یہ A,B or C,D category میں آتا ہے؟ جب آپ نے گلبرگ کی بات کی ہے تو انار کلی B کیٹیگری میں ہے یا C کیٹیگری میں ہے؟ یہ مجھے بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہماری کمرشل پراپرٹیز میں بھی اسی طرح A,B,C,D categories ہوتی ہیں۔ اس کے مطابق جو main roads پر پلازے ہیں اور بڑی سڑکوں پر اگر کوئی پلازہ ہے تو اس کو A-category میں لیا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی کچی آبادی میں یا کسی چھوٹے علاقے میں جہاں پر پراپرٹی کا ریٹ کم ہوتا ہے اگر وہاں پر کوئی پلازہ بنا ہوا ہے تو وہ C-category یا D-category میں آئے گا۔ دوسرا میں انہیں یہ بتانا چاہوں گا کہ انہوں نے پانچ مرلے کے حوالے سے بات کی ہے۔ پانچ مرلے تک residential properties پر کوئی ٹیکس نہیں ہے اور اگر اس پانچ مرلے میں کوئی commercial activities ہو گی تو اس پر ہم ٹیکس وصول کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال شاہ صاحب کا ہے وہ باہر گئے ہوئے ہیں جب تک وہ آ نہ جائیں اس وقت تک کے لئے pending کیا جاتا ہے کیونکہ میں نے خود انہیں باہر بھیجا ہے۔ جب وہ آ جائیں گے پھر اس سوال کو لیا جائے گا۔ اس سے اگلا سوال میاں نصیر احمد کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 692 ہے۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور میں موجود بڑے ہوٹلوں میں شراب کا کوٹا و دیگر تفصیلات

*692: میاں نصیر احمد: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں موجود بڑے بڑے ہوٹلوں میں شراب کا کوٹا مقرر ہوتا ہے، اگر ہاں تو لاہور کے ہوٹلوں کے نام اور ان کے کوٹا کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہوٹلوں میں serve کی جانے والی شراب کا لیبارٹری ٹیسٹ بھی کیا جاسکتا ہے، اگر ہاں تو کس لیبارٹری میں کیا جاسکتا ہے، وضاحت فرمائی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہوٹلوں میں لوکل شراب کوٹا کے مطابق آتی ہے اور امپورٹڈ شراب غیر قانونی طریقے سے آتی ہے اور حکومت پنجاب کو ایکسائز ڈیوٹی کی مد میں کروڑوں روپے کا نقصان پہنچایا جارہا ہے؟

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو امپورٹڈ شراب کی غیر قانونی درآمد کو کس طرح روکا جاتا ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے، اگر نہیں روکا جاتا تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ ہوٹلوں میں شراب کا کوئی کوٹا مقرر نہ ہے۔ لاہور میں لائسنس یافتہ ہوٹلوں کے نام جہاں شراب فروخت ہوتی ہے درج ذیل ہیں:-

1- پرل کانٹی نینٹل ہوٹل لاہور

2- آواری ہوٹل لاہور

3- ہولیڈے ان ہوٹل لاہور

4- ایمبیسیڈر ہوٹل لاہور

(ب) Distillery/Brewery/ جہاں یہ شراب تیار ہوتی ہے وہاں پر موجود لیبارٹری میں اس کا ٹیسٹ ہوتا ہے۔ ہوٹل پر اگر شراب کی بوتل میں کوئی قابل اعتراض مواد نظر آئے یا کوئی شکایت موصول ہو تو اس کا لیبارٹری ٹیسٹ چیف کیمیکل اگزامینر لاہور سے کروایا جاتا ہے۔

(ج) جن ہوٹلوں کے پاس شراب کی فروخت کا لائسنس L-2 ہوتا ہے ان میں پاکستان میں تیار شدہ غیر ملکی شراب (Pakistan Made Foreign Formula Liquor) فروخت کی جاتی

ہے۔امپورٹڈ شراب کسی لائسنس یافتہ ہوٹل میں فروخت نہ کی جاتی ہے اور نہ ہی فروخت کی اجازت ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ امپورٹڈ شراب لائسنس یافتہ ہوٹلوں میں فروخت ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!اس سوال کے جز (الف)میں تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے موجودہ بڑے بڑے ہوٹلوں میں شراب کا کوٹا مخصوص ہے، اگر ہاں تو لاہور کے ان ہوٹلوں کا نام بتایا جائے؟ اس میں ہوٹلوں کے نام بھی بتا دیئے گئے ہیں، یہ تین چار ہوٹل ہیں۔ بنیادی طور پر ان ہوٹلوں میں متعلقہ محکمے نے اپنے AETOs لگائے ہوتے ہیں۔ اس میں انہوں نے PR-1 non- Muslim کے لئے جو کوٹا لائسنس جاری کیا ہوتا ہے اور اس میں یہ کھلی حقیقت ہے کہ ہر weekend پر دو سے اڑھائی کروڑ کی شراب لاہور میں آتی ہے۔ اس میں سے شاید ایک فیصد بھی non-Muslims کے لئے نہیں جاتی یہ بھی ایک کھلی حقیقت ہے۔ جتنے بھی AETOs ہیں یہ ان PR-1 non-Muslims کا جو کوٹا ہوتا ہے یہ ان کے ساتھ مل کر شراب کی فروخت کرتے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ وہ AETOs جو انہوں نے ہوٹلوں میں لگائے ہوتے ہیں، ان کے لئے ہوٹلوں میں کمرے بھی book ہوتے ہیں اور ان کے لئے اور بھی عیاشی کا سامان مہیا کیا جاتا ہے۔ ان کی اس corruption کو روکنے کے لئے انہوں نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!معزز رکن نے جو سوال کیا ہے انہوں نے لاہور کے ہوٹلوں کے حوالے سے بات کی ہے۔ لاہور میں چار ہوٹل ہیں ان میں پرل کانٹی نینٹل ہوٹل، آواری ہوٹل، ہالیڈے ان ہوٹل اور ایمبیسیڈر ہوٹل ہیں، ان ہوٹلوں میں ہمارے چار AETOs ہیں۔ ان کی کرپشن کو روکنے کے لئے ہم ہر دو مہینے کے بعد ان کو rotate کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کو تقریباً ڈیڑھ سال ہوا ہوگا، ان کو ہر دو مہینے بعد rotate کیا جاتا ہے تاکہ کسی بھی جگہ پر کسی کی اجارہ داری نہ ہو۔ دوسرا جو انہوں نے سوال کیا PR-1 جو ہمارے لوکل non Muslims

ہوتے ہیں ان کو allow کیا جاتا ہے، liquor کی permission جو یہ اپنے ذاتی استعمال کے لئے لیتے ہیں۔ اسی طرح for foreigner non Muslims کے لئے PR-2 ہوتا ہے اور لوکل non Muslims کے لئے PR-1 ہوتا ہے۔ ہمارا عملہ کسی شراب کی فروخت میں involve نہیں ہوتا۔ جن لوگوں کو لائسنس ملے ہوتے ہیں اگر وہ جا کر دکانوں پر اپنے کوٹے کے مطابق لیتے ہیں، اگر وہ جا کر آگے بیچتے ہیں تو یہ ایک دوسری بحث ہے۔ اگر ہم اس بحث میں جائیں گے تو چونکہ وہ non-Muslims ہوتے ہیں وہ خود بھی استعمال کرتے ہیں۔ یہ ہمارے knowledge میں ہے کہ وہ آگے لوگوں کو بیچتے بھی ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جو برائی کی اجازت دیتا ہو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں personal explanation پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا کہ غیر مسلموں کو شراب کا کوٹا دیا جاتا ہے۔ یہ آپ کی عظمت ہے کہ آپ نے خود اس پر بات کی ہے۔ اس سے پہلے بھی یہ کافی دفعہ بات ہوئی ہے اور ہم نے پہلے بھی کہا ہے کہ کسی بھی مذہب میں، قرآن پاک میں، بائبل مقدس میں کسی بھی جگہ پر شراب کو جائز قرار نہیں دیا گیا۔ یہ ممنوع بھی ہے اور حرام بھی ہے۔ ضیاء الحق نے 1979 میں ایک سازش کے تحت یہ کہا کہ غیر مسلموں کو permit دے دیئے جائیں حالانکہ ہمارا یہ مطالبہ کبھی بھی نہیں رہا ہے۔ میں اس سے متعلقہ ایک اہم بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر شراب سارے مذاہب میں حرام ہے اور سب ہی کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ حرام کا ایک قطرہ حلال میں شامل ہو جائے تو وہ سارے کا سارا حرام ہو جاتا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ شراب کا ٹیکس جو بجٹ میں شامل ہوتا ہے وہ کس کس جگہ پر استعمال کیا جاتا ہے؟ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ بڑا پرانا چلا آ رہا ہے اس کی -/50 روپے ماہانہ فیس ہے جو ایک شخص کے لئے ہے۔ چونکہ یہ کسی نے سوال نہیں کیا کہ کل کتنے

لوگ ہیں میرے پاس اس کی detail بھی ہے کہ کتنے لوگوں نے کوٹا لیا ہوا ہے۔ جن لوگوں نے ایکسائز ڈیپارٹمنٹ کو دینا ہوتا ہے ان میں کئی لوگ مہینے کا لیتے ہیں۔ جہاں جہاں شراب کی shops بنی ہوتی ہیں وہاں سے خرید رہے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی سال کا اکٹھا بنوا لیتا ہے تو -/600 روپے سالانہ ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں تو آپ نے وہ جگہ کبھی دیکھی نہیں ہوگی جہاں سے وہ شراب لیتے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! وہ جگہ ہمارے ان ہوٹلوں کے اندر ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ جب شراب سارے مذاہب میں حرام ہے تو وزیر موصوف یہ فرمائیں کہ کیا اس کا ٹیکس بجٹ میں شامل ہے یا نہیں ہے؟

جناب سپیکر: یہ فتویٰ دیا جانا مشکل ہے۔ جی، وزیر موصوف!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ بالکل شامل ہوتا ہے۔ جو ٹیکس ہم ایکسائز کی مد میں اکٹھا کرتے ہیں اس میں یہ ٹیکس شامل ہوتا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں نصیر احمد!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ان چار ہوٹلوں میں ان officers کو وہ rotate کرتے ہیں۔ میری ان سے گزارش ہے کہ ان کو rotate کرنے کا انہوں نے یہ بڑا اچھا اقدام کیا ہے۔ انہوں نے ان کو rotate کرنے کا اقدام کیا ہے اور ان چاروں آفیسروں نے آپس میں pool کیا ہے وہ ایک ہوٹل سے دوسرے ہوٹل میں جاتے ہیں اور انہیں یہ پتا ہے کہ چار ماہ بعد اسی ہوٹل میں انہی کی پھر باری آنی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میرے خیال میں ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب ان کو پتا ہے کہ یہ چار ہوٹل ہیں اور ان چار ہوٹلوں میں ہی ہم نے rotate ہونا ہے تو کیا یہ ممکن ہے کہ ان کو ان چار ہوٹلوں میں ہی لگانے کی بجائے وہاں سے فارغ کیا جائے اور کوئی نئے بندے لگائے جائیں؟ ابھی انہوں نے بات کی کہ -/600 روپیہ سالانہ لیا جاتا ہے۔ مری brewery جو اس کی production کرتی ہے وہ یہ کہتی ہے کہ لاہور میں weekend پر دو کروڑ کی شراب بکتی ہے تو یہ -/600 روپے سالانہ لیتے ہیں۔ اس حوالے سے میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ یہ جو چاروں آفیسر انہوں نے لگائے ہیں ان کا pool ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب اس بات کو چھوڑ دیں، حرام چیز کی بات بڑی دیر سے آپ چلا رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، You are a Parliamentary Secretary, no supplementary for this from you.

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں ابھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ عرض یہ ہے کہ مجھے منسٹر صاحب سے صرف یہ پوچھنا ہے اور میں آپ کی اجازت سے specific یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ان کے لوگ اس میں involve نہیں ہیں اگر یہ بلڈنگ اتنی مضبوط نہ ہوتی تو گر جاتی اور یہ اتنا بڑا۔ میں آگے نہیں بولتا کہ کیا ہے؟ لیکن جو اصل بات ہے اس پر میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ صرف breakage میں یعنی توڑ پھوڑ from Murree brewery to Lahore کتنے فیصد شراب پی جا رہی ہے اور بیچی

جارہی ہے،وہ منسٹر صاحب بتائیں کہ کتنے فیصد؟ of the total delivery from Murree brewery to Lahore?

جناب سپیکر: اس کے لئے نیا سوال کریں، پھر یہ تو بات نہ ہوئی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ بڑا simple ہے کہ توڑ پھوڑ میں کتنی شراب علیحدہ کی جارہی ہے؟

جناب سپیکر: وہ اندازے سے بھی نہیں بتا سکتے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! چلیں، اندازے سے بتائیں کہ کتنی شراب توڑ پھوڑ میں claim کی جارہی ہے جس پر نہ ٹیکس دیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ fresh question بالکل نہیں بنتا۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے اور یہ نہیں کہ شیخ صاحب شور مچائیں اور کہہ دیں کہ fresh question نہیں بنتا۔

جناب سپیکر: نہیں، شیخ صاحب! یہ بالکل نیا سوال بنتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اب آپ بیٹھ جائیں، آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کی بات سر تسلیم خم ہے، آپ مجھے ان سے صرف یہ پوچھ دیں کہ جب جون میں permit ختم ہوئے تو کتنے کروڑ روپے کی شراب 30۔جون کو 12 بجے سے اٹھا کر اسی ہوٹل اور انہی کمروں میں رکھ دی گئی؟

جناب سپیکر: یہ پھر نیا سوال بنتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ fresh question نہیں بنتا، اس میں ساری باتیں موجود ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ تو میں نے فیصلہ کرنا ہے، آپ ایسے نہ کریں، آپ بیٹھیں،please آپ تشریف رکھیں۔ جنہوں نے اس سوال پر دن رات محنت کی ہے ان کو موقع دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! محنت انہوں نے بھی کی ہے اور محنت ہم نے بھی کی ہے کہ آپ کے علم میں لائے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی، اب آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں کلو صاحب! please آپ تشریف رکھیں۔ جی، میاں نصیر احمد!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں جز(ب) ہے اور جز(ب) میں میرا سوال تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ ہوٹل میں serve کیا جانے والا یہ liquid, laboratories میں test بھی کیا جاتا ہے اور اس کی کوالٹی کو بھی چیک کیا جاتا ہے، میرا ان سے سوال یہ ہے جہاں سے اس کی production ہوتی ہے وہاں پر چار سو کے قریب ملازمین ہیں اور ان میں اکثریت مسلمانوں کی ہے؟

جناب سپیکر: چار سو کے قریب کون ہیں؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! چار سو کے قریب ملازمین ہیں اور جن میں اکثریت مسلمانوں کی ہے اور اس کے جو کوالٹی کنٹرول منیجر ہیں جو اس کی کوالٹی کو چیک کرتے ہیں، taste بھی کرتے ہیں، دیکھتے بھی ہیں کہ ٹھیک جا رہی ہے کہ نہیں، وہ ایک مسلمان خاتون ہے۔ میں ان سے سوال یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہاں پر کوالٹی منیجر، Production Manager باقی ملازمین ہیں ان کے لئے کیا یہ کوئی خصوصی لائسنس جاری کرتے ہیں یا انہیں کوالٹی چیک کرنا اور produce کرنے کی permission ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! کوالٹی چیک کرنے کے لئے ان کی laboratories ہیں اور جو distilleries ہیں اور brewery ہیں وہاں پر ان کی اپنی laboratories ہوتی ہیں، وہاں پر چیک کرتے ہیں اور میرا یہ خیال ہے کہ ان کو چیک کرنے کے لئے

ضروری نہیں کہ وہ اس کو taste کریں۔ اس کا ایک طریق کار ہوتا ہے اس کے مطابق ہی وہ چیک کرتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: اس پر اب کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: وارث کلو صاحب! آپ تشریف رکھیں، میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ کلو صاحب! آپ تشریف رکھیں، ان کا مائیک بند کریں۔ جی، وسیم قادر صاحب! اپنا سوال نمبر بولئے گا؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال نمبر 2035 ہے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور پی پی۔144 میں فیکٹریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2035: **جناب وسیم قادر:** کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔144 لاہور میں ان سٹیل فیکٹری / ملوں کی تعداد کتنی ہے جو ٹیکس ادا کر رہی ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔144 لاہور میں لوہے کی بہت سے ملیں ہیں جو ٹیکس ادا نہیں کرتیں وجہ بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ٹیکس ادا نہ کرنے والی ملوں کے مالکان کے ساتھ ایکسائز کا عملہ ملا ہوا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان ایکسائز ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو فیکٹری مالکان کے ساتھ مل کر حکومت کو کروڑوں روپے کا نقصان پہنچا رہے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پی پی۔144لاہور کا جو علاقہ زون نمبر1 میں ہے اس میں کل66 سٹیل ملیں / فرنس ہیں جن کے ذمہ مبلغ۔/589847روپے پراپرٹی ٹیکس واجب الادا ہے۔جس کی تفصیل مندرج ذیل ہے:-

30-06-2008تک بقایا جات	=	۔/249204روپے
ٹیکس برائے سال09-2008	=	۔/339943روپے
کل واجب الادا ٹیکس	=	۔/589847روپے
31-12-2008تک اداشدہ	=	۔/160169روپے
بقایا واجب الوصول	=	۔/429678روپے

(متذکرہ66 سٹیل ملوں کی مزید تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) پی پی۔144لاہور کا جو علاقہ زون نمبر1 میں ہے اس میں کل66 سٹیل ملیں ہیں جن میں سے 19 ملیں جزوی طور پر ٹیکس دینے سے گریزاں ہیں جو مبلغ۔/249904 روپے بنتا ہے اور متذکرہ سٹیل ملوں کے خلاف لینڈ ریونیو ایکٹ1967 اور پراپرٹی ٹیکس ایکٹ 1958 کے تحت کارروائی برائے وصولی پراپرٹی ٹیکس زیر تکمیل ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔کیونکہ عملہ ایکسائز بمطابق قانون متذکرہ ملوں سے ٹیکس وصول کر رہا ہے اور جو نادہندہ ہیں ان کے خلاف لینڈ ریونیو ایکٹ اور پراپرٹی ٹیکس ایکٹ کے تحت کارروائی جاری ہے جس کی بناء پر کسی بھی وقت ریکوری ٹیکس متوقع ہے۔

(د) چونکہ محکمہ ایکسائز کا عملہ مستعدی اور جانفشانی سے بمطابق قانون کام کر رہا ہے اس لئے اہلکاروں کے خلاف تادیبی کارروائی کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا ہے۔ریکارڈ کے مطابق نادہندہ فیکٹری مالکان سے محکمہ کا مطالبہ برائے وصولی ٹیکس جاری ہے۔دسمبر2008تک 47ملوں سے ریکوری ہو چکی ہے اور جون تک باقی ماندہ19ملوں سے بھی وصولی کر لی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! سب سے پہلے میں پوچھنا چاہوں گا کہ یہ پی پی-145 لکھا ہوا تھا اور بعد میں اسے کاٹ کر پی پی-144 کیا گیا، کیا منسٹر صاحب بتائیں گے کہ اس کے علاوہ اس میں کوئی اور غلطی نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ پہلے پی پی-145 لکھا ہوا تھا اور بعد میں پی پی-144 لکھا گیا ہے تو چلیں یہ تو غلطی مان لی تو کیا اس کے علاوہ اور بھی کوئی غلطی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں کوئی غلطی نہیں ہے اور یہ جو پی پی-145 لکھا گیا تھا اس کو ہم نے کاٹ کر صحیح کر دیا ہے اور پچھلی دفعہ بھی printing میں غلطی ہو گئی تھی اور یہ میں نے چیک کیا تھا جو ہمیں اسمبلی کی طرف سے سوال بھیجا گیا تھا وہاں پر پی پی-145 کو پی پی-144 کیا گیا تھا تو وہ ہم نے اس دفعہ پہلے ہی چیک کر لیا ہے اور یہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے نہیں بلکہ آپ کی اس اسمبلی کی printing error ہے، ویسے جواب پی پی-144 کے حوالے سے جو انہوں نے پوچھا تھا بالکل اسی حوالے سے ہی معزز رکن کو جواب دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کے جز (الف) میں آجائیں کہ ان کا جواب پی پی-144 کا علاقہ جو زون نمبر ایک میں ہے اس میں کل 66 ملیں / فرنس ہیں جن کے ذمہ -/589847 روپے پراپرٹی ٹیکس واجب الادا ہے۔ چلیں ٹھیک ہے اور آگے آجائیں جو بقایاجات ہیں اس میں انہوں نے بتایا ہے کہ -/249204 روپے ٹیکس برائے سال 09-2008، -/339,943 روپے اور جو انہوں نے میزان کیا ہے وہ -/589,847 روپے ہے تو یہ بات بنتی نہیں کیونکہ اس میں -/700 روپے کا فرق آتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ سوال بھی پرانا تھا تو اس وقت جو ہماری موجودہ پوزیشن ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے ٹیکس collection بہتر کی ہوئی ہے۔ یہ جو اس کا آخری جزء ہے اس کو دیکھ لیجئے گا کہ 31-01-2010 تک جو ادا شدہ ٹیکس ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میری بات کو یہ سمجھ نہیں پائے کہ یہ جو دو figures انہوں نے دیئے ہیں ایک بقایاجات ہیں اور دوسرا ٹیکس برائے 09-2008 ہے ان کو اگر جمع کیا جائے تو یہ رقم 589,147/- روپے بنتی ہے جبکہ انہوں نے 589,847/- روپے لکھا ہے۔

جناب سپیکر: ہو سکتا ہے کہ یہ printing کی غلطی ان کی طرف سے ہو گئی ہو یا میرے دفتر کی طرف سے ہو گئی ہو۔ یہ ہم پر ڈال دیں پہلے بھی ہم نے قبول کیا اور اب بھی کر لیں گے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ printing میں غلطی ہو گئی ہے مگر میں ان کو exact figure دینا چاہ رہا ہوں کہ اس وقت جو آپ کے سوال میں جواب دیا گیا تھا کہ ہمارے بقایاجات 429,678/- روپے جو واجب الوصول ہیں تو آپ کے سوال کا جواب دینے کے بعد جو ہم نے اب تک recovery کی ہے اس کے بعد 99,770/- روپے بقایاجات رہ گئے ہیں جو اس وقت موجودہ پوزیشن ہے کیونکہ جس وقت جواب بھیجا گیا اس وقت 429,678/- روپے بقایاجات تھے ۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، ان کو تو پہلے کر لینے دیں۔ ان کا سوال ہے، ان کے بعد آپ کر لیں۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، کیوں؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! ایک سال بعد 31- جنوری 2009 کو اس کا جواب موصول ہوا تھا۔ اس کے بعد بھی ان کی figures غلط ہیں تو اس کو pending کر کے دوبارہ لایا جائے۔

جناب سپیکر: اس کو pending کر کے ہم اس ہاؤس کا ٹائم ضائع نہیں کریں گے۔ آپ کی مہربانی اگر آپ کا اس پر کوئی سپلیمنٹری سوال ہے تو ضرور کیجئے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ اس میں کہا گیا ہے کہ 19 ملین جزوی طور پر ٹیکس دینے سے گریزاں ہیں اس پر کیا کارروائی کی گئی ہے کیونکہ اس پر ایک سال سے زائد عرصہ گزر گیا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر !اس وقت جو present situation ہے وہ میں نے آپ کو بیان کی تھی تاکہ ہاؤس کا ٹائم بچے کیونکہ جب سوال یہاں بھیجا گیا تو تب figures اور تھیں۔ اب ہمارا ان کی طرف 95 ہزار 770 روپے بنتا ہے اور جو ملیں ہیں۔ ان کے خلاف Land Revenue Act, 1967 اور Property Tax Act, 1958 کے تحت کارروائی برائے وصولی پراپرٹی ٹیکس زیر تکمیل ہے۔

جناب سپیکر: زیر تکمیل ہے۔ جی، سیمل کامران صاحبہ سپلیمنٹری سوال پر ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! جز(د) کے جواب میں لکھا ہے کہ چونکہ محکمہ ایکسائز کا عملہ مستعدی اور جانفشانی سے بمطابق قانون کام کر رہا ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ عملہ اگر اتنا مستعدی ہے اور جانفشانی سے کام کر رہا ہے تو 19 ملین جزوی طور پر ٹیکس دینے سے گریزاں ہیں۔ دوسری بات ہر جگہ پر، ہر جواب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ بات بھی زیر تکمیل ہے، ٹیکس لینا وہ بھی زیر تکمیل ہے تو یہ تکمیل کا مرحلہ کب سے چل رہا ہے اور کب تک مکمل ہو جائے گا پلیز! اس کی وضاحت فرما دیں؟

جناب سپیکر: 30۔جون تک مکمل ہو گا؟ جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! 30۔جون تک مکمل ہو گا۔ یہ شاید سُن نہیں رہی تھیں جب میں نے بات کی تھی اور وسیم قادر صاحب کو بتایا کہ 19 ملیں جزوی طور پر ٹیکس دینے سے گریزاں ہیں۔ ہم نے ایک چیز لکھی تھی کہ 2 لاکھ 49 ہزار 904 روپے ان کی طرف بنتے تھے۔ جب انہوں نے یہاں سے سوال بھیجا تھا، تب سے اب تک ہم نے recovery کی ہے، اب صرف 95 ہزار روپے بقایا جات رہ گئے ہیں باقی recoveries ہم کرتے چلے جا رہے ہیں اور ہمارا عملہ بالکل وہاں پر کام کر رہا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے کچھ اور پوچھا تھا۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ محکمہ خود یہ وضاحت کر رہا ہے کہ ماشاء اللہ ان کا عملہ بہت efficient ہے اس کے باوجود انہوں نے ابھی تک جتنی بھی recoveries کی ہیں میں ان کو appreciate بھی کرتی ہوں لیکن میں یہ پوچھنا چاہتی تھی کہ وہ کیا وجوہات ہیں جن پر کوئی ایک مل یا انیس ملیں اب شاید وہ کم ہو کر چار رہ گئی ہوں وہ کیا ایسی وجوہات ہیں جن کی بناء پر لوگ ٹیکس نہیں دیتے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ٹیکس پر ہم ایک awareness campaign شروع کر رہے ہیں تاکہ لوگوں میں ایک کلچر develop کیا جائے کہ وہ proper time پر ٹیکس pay کریں تاکہ وہ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کیا جائے۔ اس وقت انیس 19 ملوں میں سے چھ ملیں رہ گئی ہیں۔ باقیوں سے ہم نے ٹیکس recover کر لیا ہے اور چھ ملوں کے خلاف اس وقت بہت تیزی سے آپریشن چل رہا ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ پراپرٹی ٹیکس کے حوالے سے ان کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وسیم قادر صاحب! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے۔

جناب وسیم قادر: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 2037 ہے۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب وسیم قادر: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

پانچ مرلہ مکان پر پراپرٹی ٹیکس کی تفصیلات

*2037: جناب وسیم قادر: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ حکومت نے لاہور کے مختلف علاقوں میں پانچ مرلہ پر ٹیکس معاف کر دیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض علاقوں میں پانچ مرلہ کے مکان سے اب بھی ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے، وجہ بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پانچ مرلہ مکان کا کچھ حصہ اگر کرایہ پر دے دیا جائے تو اس مکان پر ٹیکس لاگو ہو جاتا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایکسائز افسران پانچ مرلہ کے مکان مالکان کو نوٹس بھیج کر ڈراتے ہیں اور ان سے رشوت لے کر نوٹس ختم کر دیتے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ پانچ مرلہ تک کے رہائشی مکان کو زیر دفعہ (1)4 پراپرٹی ٹیکس ایکٹ 1958 کے تحت ادائیگی پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جا چکا ہے۔

(ب) سابقہ حکومت نے 01-07-2004 سے پانچ مرلہ کے مکان پر ٹیکس ختم کیا تھا۔اگر کسی کا ٹیکس 01-07-2004 سے پہلے کا بقایا ہے تو صرف اس سے ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔

(ج) پانچ مرلہ تک کا رہائشی مکان اگر کلی یا جزوی طور پر کرایہ پر ہو تو بھی پراپرٹی ٹیکس لاگو نہ ہوتا ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ صرف ان پانچ مرلہ کے مالکان کو نوٹس بھیجا جاتا ہے جن کی طرف 01-07-2004 سے پہلے کا ٹیکس واجب الادا ہے۔

جناب وسیم قادر: یہ جز (د) میں لکھتے ہیں کہ یہ درست نہ ہے۔صرف ان پانچ مرلہ کے مالکان کو نوٹس بھیجا جاتا ہے جن کی طرف 01-07-2004 سے پہلے کا ٹیکس واجب الادا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس سے confusion پیدا ہوتی ہے اور ان کا عملہ لوگوں کے گھروں میں جاتے ہیں اور پیسے لے کر آجاتے ہیں اور ٹیکس ادا نہیں ہوتا۔میری ہاؤس اور آپ کی وساطت سے پنجاب گورنمنٹ سے گزارش ہے کہ اگر اس کو معاف کر دیا جائے تو اس سے بہت سے لوگوں کو relief ملے گا۔

جناب سپیکر: جی، وہ کہتے ہیں کہ پانچ مرلے پر ٹیکس کو معاف ہی کر دیا جائے تو بہتر ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پانچ مرلہ کے رہائشی مکانوں کو 01-07-2004 سے ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا اس سے پہلے کے لوگوں کے جو arrears ہیں وہ ہمارے ریکارڈ میں ابھی تک آرہے ہیں اور ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔اس پر ابھی تک ہم کوئی فیصلہ

نہیں کر پا رہے یہ کوئی 73 کروڑ روپے بقایا جات ہیں جو پانچ مرلے کے لوگوں کے 2004 سے پہلے کے ہیں۔ اس مد میں ہماری کوشش ہے جس طرح میرے معزز رکن نے فرمایا کہ ہمارے لوگ شاید ان لوگوں کو تنگ بھی کرتے ہوں مگر recovery کر رہے ہیں اور اس میں تقریباً 2 لاکھ 30 ہزار لوگ involve ہیں جن سے ہم نے 73 کروڑ روپے کی recovery کرنی ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! یہ وہ لوگ ہیں جو انتہائی غریب ہیں جن کے پاس چار پانچ مرلے کے مکانات ہیں۔ اگر پنجاب گورنمنٹ مہربانی کرے اور ان کے واجبات معاف کر دیئے جائیں۔ یہاں اس ملک میں تو ہر ایک آدمی کھربوں روپے لئے بیٹھا ہے تو وہاں جہاں ان لاکھوں لوگوں کو فائدہ ہو رہا ہے تو ان پر مہربانی کی جائے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ڈیپارٹمنٹ اس چیز کو consider کرتا ہے یہ سوال پچھلے session میں بھی آیا تھا اور میں نے جناب سے یہ کہا تھا کہ حکومت پنجاب بالکل اس چیز کو consider کر رہی ہے کیونکہ پانچ مرلہ اور اس سے کم area میں رہائش پذیر جو غریب لوگ ہیں ان کو بالکل relief ملنا چاہیئے۔ اس سلسلے میں ہم اس کا ایک پورا فارمولہ ترتیب دے رہے ہیں جو پہلے تو overall تھا لیکن اب ہم چاہیں گے کہ اس میں Category-A جس میں پانچ مرلہ کے مکان جو گلبرگ، ماڈل ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن وغیرہ میں ہیں ان سے ہمیں ٹیکس recover کرنا چاہیئے۔ جو Low rating areas ہیں جو low category میں آتے ہیں، ان کو محکمہ consider کر رہا ہے کہ ان کے ٹیکس اور پرانے arrears معاف کر دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا محمد افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ جب پانچ مرلے کا ٹیکس معاف کیا گیا تھا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ غریب لوگوں کو اس کا فائدہ ہو۔ آج پانچ مرلہ یا اس سے بھی کم فلیٹ جو Main Boulevard و دیگر پوش علاقوں میں ہیں ان کی قیمتیں کروڑوں روپے میں ہیں تو کیا ان کو جو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے یہ ایک صحیح فیصلہ ہے، کیا حکومت اس پر نظر ثانی کر رہی ہے کہ امیر لوگ جن کا تین تین، چار چار کروڑ روپے کا فلیٹ یا پانچ مرلے کا گھر گلبرگ کے امیر علاقے میں

موجود ہے ان کو بھی ٹیکس کی چھوٹ دے دی گئی ہے، کیا یہ صحیح ہے اور کیا حکومت اس پر غور کر رہی ہے کہ ان پر ٹیکس نہ لگے کیونکہ یہ ٹیکس علاقوں کی صفائی، علاقوں کے سیوریج سسٹم اور علاقوں کی بہتری کے لئے خرچ ہوتا ہے۔ اس طرح کے امیر لوگوں کو بھی ٹیکس کے اندر چھوٹ دینا میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلط فیصلہ ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! رانا صاحب جو کہ ہمارے معزز رکن ہیں انہوں نے جو بات کی ہے وہ logically بہت ٹھیک بات ہے کہ گلبرگ، اسی طرح ماڈل ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن اور جو ہمارے پوش علاقے ہیں وہاں پر واقعی دو دو، تین تین مرلے کے فلیٹ کی قیمت ایک کروڑ روپے سے زیادہ ہے اور اگر وہاں پر پانچ مرلے کا کوئی اپارٹمنٹ ہے تو شاید اس کی قیمت گلبرگ میں دو کروڑ روپے سے بھی زیادہ ہو لیکن جس وقت یہ ٹیکس پانچ مرلہ اور اس سے کم کا جو رہائشی علاقہ تھا اس پر ختم کیا گیا تو یہ Category-A میں آتے تھے۔ ہماری اس وقت جو new tax proposals بن رہی ہیں ان میں ہم اس چیز کو بالکل دیکھ رہے ہیں کہ جو Category-A میں آتے ہیں وہ لوگ easily tax pay کر سکتے ہیں ان کو ہم دوبارہ سے اس net میں شامل کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، نوید انجم صاحب! سوال نمبر بولئے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 2488۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد نوید انجم: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور شہر میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی و دیگر تفصیلات

*2488: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2007 سے آج تک لاہور شہر میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں کتنی رقم وصول ہوئی تفصیل سال وار بتائیں؟

(ب) سب سے زیادہ رقم کس ٹاؤن میں اس مد میں وصول ہوئی؟

(ج) پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے کتنے انسپکٹر، اے۔ای۔ٹی۔او اور ای۔ٹی۔او فرائض لاہور میں سرانجام دے رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعیناتی کی جگہ اور ڈومی سائل کی تفصیل بیان کریں؟

(د) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائی کی جارہی ہے؟

(ہ) کتنے ملازمین عرصہ تین سال سے زائد لاہور میں فرائض سرانجام دے رہے ہیں؟

(و) کیا حکومت عرصہ تین سال سے زائد ملازمین کو لاہور شہر سے باہر ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

01-01-2007 تا 30-06-2007	277.622 ملین روپے
01-07-2007 تا 30-06-2008	1001.063 ملین روپے
01-07-2008 تا 31-03-2009	839.709 ملین روپے
کل میزان	2118.394 ملین روپے

(ب) داتا گنج بخش ٹاؤن

(ج) لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سات اہلکاران کے خلاف بوجہ غیر حاضری، رشوت، ٹیکس میں خورد برد اور غیر تسلی بخش کارکردگی کی بنیاد پر محکمانہ کارروائی کی جارہی ہے۔

(ہ) 28 اہلکاران ہیں۔

(و) حکومت پنجاب کی جانب سے ٹرانسفر پوسٹنگ پر پابندی لگی ہوئی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: میں اس کے جواب سے پوری طرح مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ آپ کی مہربانی۔ اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 2489۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد نوید انجم: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

محکمہ میں ای ٹی او کی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2489: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ آبکاری و محصولات میں ای ٹی او کی اسامیاں کتنی ہیں؟

(ب) کتنی اسامیاں پُر اور کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) ان میں سے کتنے ای ٹی او عرصہ تین سال سے زائد لاہور میں کس کس جگہ فرائض سرانجام دے رہے ہیں؟

(د) کیا حکومت لاہور میں تین سال سے زائد تعینات ای ٹی او کو یہاں سے کسی دوسرے شہر میں ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) محکمہ آبکاری و محصولات میں 48 اسامیاں ای ٹی او کی ہیں۔

(ب) اس وقت 44 اسامیاں پُر ہیں جبکہ چار اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

1- ننکانہ صاحب 2- پروفیشنل ٹیکس، لاہور

3- راجن پور 4- لودھراں

(ج) مندرجہ ذیل چھ ای ٹی او عرصہ تین سال سے زائد لاہور میں اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں:-

1- مس فضا شاہ، زون 6

2- میاں خالد محمود، زون 8

3- قمر فاروق، ایکسائز

4- شیخ امتیاز علی، موٹرز

5- چودھری ظفراللہ، موٹرز

(د) حکومت پنجاب نے پوسٹنگ ٹرانسفر پر پابندی عائد کی ہوئی ہے۔ہاں اگر کسی افسر کو انتظامی وجوہات کی بناء پر ٹرانسفر کرنا مقصود ہو تو اس کی باقاعدہ منظوری وزیر اعلیٰ سے لی جاتی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: میں اس کے جواب سے بھی پوری طرح مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: very good آپ کو مبارک ہو۔جی، میاں نصیر صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 2491 ہے۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

گاڑیوں کی رجسٹریشن کی تفصیلات

*2491: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں گاڑیوں کی رجسٹریشن کا ریکارڈ کی ماہانہ بنیادوں پر پنجاب پولیس کے پاس جاتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا اس آئی ٹی کے دور میں گاڑیوں کی رجسٹریشن کا ریکارڈ فوری طور پر یعنی سنگل کلک سے پنجاب پولیس کے ریکارڈ کا حصہ نہیں بن سکتا، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ، ایم ٹی آئی ایس کے ذریعے کریمینل ریکارڈ آفس پنجاب پولیس اور چند دیگر سرکاری اداروں کے ساتھ منسلک ہے۔ جس میں ایم ٹی آئی ایس پراجیکٹ کے ذریعے کمپیوٹر پر رجسٹر شدہ گاڑیوں کا ریکارڈ update ہوتا ہے اور یہ ریکارڈ پنجاب portal کی ویب سائٹ (http://mtmis/Punjab.gov.pk) پر دستیاب ہے جو

کہ صرف سنگل کلک پر ہر شخص کی دسترس میں ہے۔ جن اضلاع میں ابھی کمپیوٹرائز رجسٹریشن کا نظام شروع نہیں کیا گیا وہاں سے رجسٹرڈ شدہ گاڑیوں کا ریکارڈ ماہانہ بنیادوں پر پنجاب پولیس کو مہیا نہیں کیا جاتا بلکہ جب ان کو کسی گاڑی کے بارے میں کوئی انفارمیشن درکار ہو تو ان کو مہیا کر دی جاتی ہے۔

(ب) اس کا جواب جز (الف) میں واضح کر دیا گیا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب والا! جز (الف) میں، میں نے یہ پوچھا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں گاڑیوں کی رجسٹریشن کا ریکارڈ ماہانہ بنیادوں پر پنجاب پولیس کے پاس جاتا ہے۔ اس کے جواب میں مجھے بتایا گیا ہے کہ single click پر یہ ریکارڈ پنجاب portal کی ویب سائٹ (http://mtmis/Punjab.gov.pk) پر موجود ہے۔ یہاں پر بھی رجسٹریشن ہوتی ہے۔ آج بھی لاہور کے اندر اگر کوئی گاڑی چوری ہوتی ہے تو اس کی رجسٹریشن کے ریکارڈ کے لئے اگر پولیس سٹیشن جائیں تو وہ ایک ہفتے کا ٹائم مانگتے ہیں اور ایک ہفتے کے بعد وہ سرکاری ریکارڈ حاصل کرتے ہیں پھر بتاتے ہیں کہ یہ گاڑی رجسٹرڈ تھی یا نہیں تھی؟ اگر portal پر جاتے ہیں تو وہاں پر یہ بتایا گیا ہے کہ گاڑی کی رجسٹریشن ہونے کے ایک مہینہ بعد تک اس کا ریکارڈ اس کی ویب سائٹ پر جس کا ایڈریس دیا گیا ہے نہیں آتا۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک مہینے کے بعد بھی اس کی رجسٹریشن کا ریکارڈ اگر پولیس کو available نہیں ہو گا تو کیا ایک مہینے کے لئے ان تمام نئی گاڑیوں کو چوری ہونے کی اجازت دے دی جائے گی۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! اس سوال کے جواب میں ہم نے اپنی ویب سائٹ دی ہے (http://mtmis/Punjab.gov.pk) پر availability ہے۔ پولیس اس کو دیکھ لیتی ہے۔ میں یہ بتانا چاہوں گا کہ جس وقت ہماری گورنمنٹ آئی تو پنجاب میں 16 اضلاع ایسے تھے جہاں پر computerized registration ہوتی تھی، اب اس وقت 33 اضلاع میں computerized registration ہو رہی ہے۔ اب بھی تین اضلاع ایسے ہیں جہاں پر computerization ہونی ہے۔ لاہور شہر کے متعلق میں نے جو ویب سائٹ بتائی ہے میرے بھائی اس بات کا proof دیں، کیونکہ جہاں تک ہمارے ریکارڈ اور knowledge میں ہے پولیس فوری طور

پر اس ویب سائٹ پر جا کر لاہور شہر کا تمام ریکارڈ جوcomputerized registration کے متعلق ہے وہ اس ویب سائٹ پرavailable ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب والا! کسی اور ضلع کی کار اگر لاہور میں چوری ہوتی ہے تو اس کے لئے پولیس آج بھی اس متعلقہ ضلع سے confirmation لیتی ہے نہ کہ ان کی دی ہوئی ویب سائٹ سے یہ صرف میرے کہنے کی بات نہیں ہے لاہور میں آج بھی وہportal ویب سائٹ کے ریکارڈ پر یقین نہیں رکھتے۔ اس کی یہ وجہ ہے کہ لاہور سے ہٹ کر بھی جوcomputerized ریکارڈ ہے اس کو وہ مستند نہیں مانتے۔ میری ان سے یہ گزارش ہے کہ لاہور سے ہٹ کر بھی جتنے اضلاع ہیں ان کے ریکارڈ کو مستند ماننے کے لئے کیا طریق کار ہے تاکہ پولیس کو بھیconvince کیا جاسکے کہ اس کی written verificationضروری نہیں ہے اسportal پر دیا جانے والا ریکارڈ ہی مستند ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز رکن نے جو بات کی ہے چاہے ہمارا ریکارڈcomputerized ہے یا نہیں ہے مگر جیسے ہی کسی کی گاڑی چوری ہوتی ہے اور وہ اس کی FIR lodge کرتے ہیں اور پولیس جیسے ہی ہم سےrecord demand کرتی ہے محکمہ ایکسائز فوری طور پر ان کو ریکارڈ مہیا کر دیتا ہے۔ جہاں تک ویب سائٹ کی بات ہے میرا محکمہ پولیس سے متعلق نہیں ہے اگر رانا ثناءاللہ خان صاحب بیٹھے ہوتے تو وہ شاید اس پر کچھ فرما سکتے کہ پولیس کے لوگ اتنےtrained ہیں کہ وہ اس ویب سائٹ کو دیکھ سکتے ہیں یا نہیں دیکھ سکتے۔ Otherwise manuallyجب کبھی وہ ہمارے محکمے سے پوچھتے ہیں تو ہم فوری طور پر ان کو اس کا ریکارڈ پیش کر دیتے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب والا! میرا سوال تھا اگر جواب "ہاں" میں ہے توI.T کے دور میں گاڑیوں کی رجسٹریشن کا ریکارڈ فوری طور پر جس طرح وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہavailable ہو گا۔ پچھلے اجلاس میں بھی یہ طے ہوا تھا کہ وہ پبلک ٹرانسپورٹ جو دس سال پرانی ہو اور جس کی رجسٹریشن یہاں پر ہوئی ہے تو اس میں ایک پروگرام یہ بھی شامل کیا جانا تھا کہautomatically دس سال کے بعد وہ گاڑی پبلک ٹرانسپورٹ کے لئے نہیں چلے گی کیونکہ ایک تو اس کے انجن میں اتنی طاقت نہیں رہتی کہ وہproperly road پر چل سکے دوسرا وہ ماحول کی خرابی کا سبب بھی بنتی ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ان

کا جو computerization accord ہو رہا ہے دس سال کے بعد automatically اس گاڑی کی رجسٹریشن cancel تصور کی جائے کیا ان کے accord میں یہ چیز شامل ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے پبلک ٹرانسپورٹ کے حوالے سے بات کی ہے، پبلک ٹرانسپورٹ کے حوالے سے لاہور شہر کے لئے ہماری لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی (L.T.C) بنی ہے وہ اس پر اپنا ایک criteria مرتب کر رہے ہیں اور اگلے چند ماہ میں وہ اس پر پوری طرح working کر لیں گے۔ جہاں تک دس سال اور اس سے پرانی گاڑیاں جو یہاں پر چل رہی ہیں، ویسے یہ related تو ٹرانسپورٹ کے محکمے سے تھا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ٹرانسپورٹ کے محکمے میں ٹیکنیکل لوگ ہی نہیں ہیں جو کہ اس کو چیک کر سکیں کیونکہ دس سال پرانی گاڑی کی condition بھی اتنی اچھی ہو سکتی ہے کہ روڈ پر چل سکے کئی دفعہ دس سال سے کم پرانی گاڑی کی حالت بھی اتنی اچھی نہیں ہوتی کہ وہ روڈ پر چل سکے اس سلسلے میں criteria بنایا جا رہا ہے اس کے علاوہ I T system کو بھی ہم improve کر رہے ہیں، ویب سائٹ کو بھی improve کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اگلے چند ماہ میں ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ اور ایکسائز ڈیپارٹمنٹ بہت بہتر ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: سید حسن مرتضیٰ صاحب! آپ کا ایک سوال رہ گیا تھا میں نے اس کو آپ کے آنے تک pending کیا تھا۔ اس کے علاوہ رپورٹ بھی پیش کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: سوال نمبر 78۔ جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور موٹر رجسٹریشن برانچ و پراپرٹی برانچ فرید کوٹ میں تین سال سے زائد افسران و اہلکاران کی تفصیل

*78: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موٹر رجسٹریشن برانچ اور پراپرٹی ٹیکس برانچ فرید کوٹ ہاؤس لاہور میں گزشتہ تین سال سے زائد تعینات افسران واہلکاران کے نام وعہدہ اور گریڈ کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ برانچوں میں عرصہ تین سال سے زائد تعینات افسران،اہلکاران کو تبدیل کرنے کاارادہ رکھتی ہے توکب تک، نہیں تووجوہات کیاہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پراپرٹی ٹیکس برانچ فرید کوٹ ہاؤس (زون 3) میں عرصہ تین سال سے زائد افسران / اہلکاران کی تعیناتی کی مطلوبہ تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام افسر / اہلکار	عہدہ	گریڈ
-1	محمد اکرم اشرف	ڈائریکٹر ایکس ریجن اے	19
2	مسعود الحق	ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن	18
3	محمد عاشق	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر ریجن (سی)	14
4	نجم الدین	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر	14
5	میاں محمد صادق	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر	14
6	عنصر غزالی	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر	14
7	سید ریاض حسین شاہ	جونیئر کلرک	7
8	جاوید زمان	جونیئر کلرک	7
9	ممتاز علی	جونیئر کلرک	7
10	افسر علی	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
11	شوکت اقبال	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
12	اورنگزیب	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
13	محمد شفیق	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
14	محمد تنویر	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
15	محمد ریاض باجوہ	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
16	محمد اشرف	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
17	عامر عباس	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5

موٹر برانچ فرید کوٹ ہاؤس میں عرصہ تین سال سے زائد افسران / اہلکاران کی تعیناتی درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام افسر / اہلکار	عہدہ	گریڈ
1	مقبول احمد	جونیئر کلرک	7
2	محمد جہانگیر	جونیئر کلرک	7
3	عنصر معین	جونیئر کلرک	7
4	محمد عون	جونیئر کلرک	7
5	محمد ریاض	جونیئر کلرک	7
6	عبدالرشید	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
7	محمد جاوید	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
8	علی نواز شاہ	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
9	محمد یعقوب	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
10	رحمت علی	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
11	محمد سرور	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
12	انجم شہزاد	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
13	محمد رشید	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
14	محمد رفیق	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
15	محمد طارق	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
16	رانا طارق	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
17	عبدالشکور	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
18	عابد علی	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5

(ب) ذیلی سٹاف کی تعیناتی میں حکومتی پالیسی اور ریونیو ترجیحات کو مد نظر رکھا جاتا ہے تاکہ حکومتی اہداف کو ہر ممکن یقینی بنایا جا سکے۔ تاہم مالی سال کے اختتام پر تعیناتی میں تبدیلی روبہ عمل ہوتی رہتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: شاباش۔اب آپ اگلی بات کریں۔(قطع کلامیاں)

ایک معزز ممبر: یہ قیامت کی نشانی ہے۔

جناب سپیکر: اب ان کو رپورٹ پیش کرنے دیں۔مہربانی

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے باہر بھیجا تھا کچھ لوگ احتجاج کر رہے تھے۔آپ نے محسن لغاری صاحب کو بھی ہمارے ساتھ حکم دیا تھا لیکن وہ ہمارے ساتھ تشریف نہیں لے گئے۔

جناب سپیکر: یہ کیا بات ہوئی؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! ہماری کوئی سنتا تو ہے نہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔...Order from the Chair, respectable Member مجھے یہ سن کر دکھ ہوا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! ہم جب بولتے ہیں تو ہماری تو کوئی بات سنتا نہیں ہے۔جب ہماری بات سنی ہی نہیں جاتی تو میں ان کو کیا یقین دہانی کروا سکتا تھا؟

جناب سپیکر: آپ ان کے ساتھ وہاں اکٹھے ہوتے، ان کو پتا ہوتا کہ سب دوست آئے ہیں اور ان کا جائز جو مطالبہ ہوگا وہ مانا جائے گا۔آپ جس کمیٹی میں بھی گئے ہیں، کبھی کسی کمیٹی کے افراد کے ساتھ باہر گئے ہوں تو آپ سے کسی نے کوئی اختلاف کیا ہو؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! پھر میں آپ کی بات کو سمجھا نہیں۔میں نے سمجھا ہے کہ ان سے negotiate کرنا ہے اس لئے میں نے کہا کہ ہمارے پاس negotiation کی power تو نہیں ہے تو ہم negotiate کیا کریں گے۔میری کوتاہی ہے کہ میں بات کو سمجھ نہیں پایا۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ کو معاف کر دیا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میں بات کو سمجھ نہیں پایا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آگے بات کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! ہم نے ان سے بات کی ہے، ان کا مسئلہ سٹینڈنگ کمیٹی میں ہے۔وہ احتجاج کر رہے تھے کہ T.E.V.T.A Ordinance کو ایکٹ کی شکل دی جا رہی ہے تو وہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ وہی پرانا نظام تعلیم جو پہلے ٹیکنیکل ایجوکیشن کا تھا وہی رہے۔ پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کے ماتحت انہیں کیا جائے۔انہوں نے کافی لمبی چوڑی اپنی گزارشات کیں۔ان سے ہم نے یہ کہا ہے کہ ہم سپیکر صاحب کو اور ہاؤس کو request کریں گے کہ آپ کا مسئلہ سٹینڈنگ کمیٹی میں already ہے ۔ آج میرے خیال میں سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ بھی ہو رہی ہے ۔اگر ان کے دو نمائندے بھی سٹینڈنگ کمیٹی میں اپنے تحفظات پیش کریں اور ان کو اگر دور کر دیا جائے تو وہ لوگ پرامن طور پر گھر جانے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ بہت مہربانی

سید حسن مرتضیٰ: مہربانی فرما کر اگر آپ حکم فرمادیں تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: میں نے یہ بات سن لی ہے اس بارے میں خود متعلقہ وزیر سے بات کروں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں اپنی بات کر لوں۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سال 2008 (جولائی تا دسمبر) ٹیکسز کی مد میں وصول ہونے والی رقم کی تفصیلات

*2649: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

محکمہ ایکسائز نے سال2008(جولائی تا دسمبر)چھ ماہ کے دوران موٹر برانچ، پراپرٹی ٹیکس، تفریحی ٹیکس، ایکسائز ڈیوٹی، افیون، لگژری گاڑیوں کی مد میں کتنے ملین روپے وصول کئے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

محکمہ ایکسائز نے سال2008(جولائی تا دسمبر)چھ ماہ کے دوران موٹر برانچ، پراپرٹی ٹیکس، تفریحی ٹیکس، ایکسائز ڈیوٹی، افیون، لگژری گاڑیوں کی مد میں کل 4,121,966,500/- روپے وصول کئے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

موٹر ٹیکس	2,055,567,000/-روپے
پراپرٹی ٹیکس	1,539,763,000/-روپے
تفریحی ٹیکس	26,947,000/-روپے
ایکسائزڈیوٹی	449,297,000/-روپے
افیون	2,781,000/-روپے
لگژری گاڑیوں کا ٹیکس	4,121,966,500/-روپے
ٹوٹل	4,121,966,500/-روپے

لاہور۔محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن میں خواتین کی ملازمت کے لئے منظور شدہ کوٹا و دیگر تفصیلات

*2662: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ آبکاری و محصولات لاہور میں خواتین کی ملازمت کے لئے منظور شدہ کوٹا کتنا ہے؟

(ب) متذکرہ محکمہ میں سال2007 کے دوران جن خواتین کو ملازمت دی گئی ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ محکمہ میں ملازمت پر رکھی گئی خواتین کو پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کیا گیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملازمت پر رکھی گئی خواتین کو اوپن میرٹ سے ہٹ کر بھرتی کیا گیا؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) بمطابق نوٹیفکیشن نمبری SOR.III(S&GAD)1-35/93 بتاریخ 17-04-2002 جاری کردہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن گورنمنٹ آف پنجاب) حکومت کے مجوزہ بھرتی کے طریق کار اور حکومت کے ضابطے کے مطابق بلحاظ کل تعداد اسامی خواتین کا پانچ فیصد کوٹا مختص کیا گیا ہے مذکورہ نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 2007 کے دوران جن خواتین کو ملازمت دی گئی ان کی مطلوبہ تفصیل حسب ذیل ہے:-

سیریل نمبر	نام ولدیت	گریڈ	سال
-1	صبا اکرم ولد محمد اکرم	11	2007
-2	بشریٰ سلیم ولد محمد سلیم ملک	11	2007
-3	حمیرا ناز ولد محمد حنیف	11	2007

(ج) بمطابق نوٹیفکیشن نمبری SO R-III(S&GAD)1-35/93 بتاریخ 17-04-2002 کے پیرا 2(a) میں مذکور ہے کہ وہ اسامیاں جو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے زیر انتظام مقابلہ کے امتحان کی بنیاد پر پُر کی جاتی ہیں ان اسامیوں پر پانچ فیصد خواتین کے کوٹا کا اطلاق نہیں ہوتا۔ ابھی تک محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب میں ایک خاتون کی تقرری بطور ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر بذریعہ پبلک سروس کمیشن ہوئی ہے۔

(د) یہ بالکل درست نہ ہے۔ ملازمت پر رکھی گئی خواتین کو اوپن میرٹ کی بنیاد پر حکومت کے مقرر کردہ قواعد وضوابط کے مطابق رکھا گیا۔

فیصل آباد میں ایکسائز کے دفتر میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2706: جناب شفیق احمد گجر: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں ایکسائز کے دفتر میں کتنا سٹاف ڈیوٹی سر انجام دے رہا ہے، کتنی منظور شدہ اسامیاں خالی پڑی ہیں، یہ کب تک پر کر دی جائیں گی؟

(ب) سال 08-2007 میں صوبائی حکومت نے ضلع فیصل آباد میں ایکسائز کے دفاتر کے لئے کتنا فنڈ فراہم کیا اور وہ کس کس مد میں خرچ کیا گیا؟

(ج) مذکورہ بالا عرصہ میں محکمہ کو کتنی انکم ہوئی اور کتنے اخراجات ہوئے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع فیصل آباد میں ایکسائز دفتر کے سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سلسلہ نمبر	پوسٹ	منظور شدہ اسامیاں	جو کام کر رہے ہیں	جو خالی ہیں	بھرتی کا طریقہ
1	ڈائریکٹر ایکسائز	1	1	-	-
2	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	3	3	-	-
3	اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	12	12	-	
4	سپرنٹنڈنٹ	3	2	1	بذریعہ پروموشن
5	انسپکٹر	63	52	11	پبلک سروس کمیشن
6	اسسٹنٹ	3	2	1	بذریعہ پروموشن
7	سٹینو گرافر	3	1	2	پبلک سروس کمیشن
8	سینئر کلرک	11	6	5	بذریعہ پروموشن
9	جونیئر کلرک	47	47	-	
10	پٹواری	1	1	-	
11	ڈرائیور	3	3	-	
12	ہیڈ کانسٹیبل	6	-	6	بذریعہ پروموشن
13	کانسٹیبل	66	57	9	ڈائریکٹ بھرتی
14	جمعدار ایکسائز	1	-	1	بذریعہ پروموشن
15	چوکیدار	2	2	-	
16	وائر کیریر	1	1	-	

17	خاکروب	3	2	1	ڈائریکٹ بھرتی
18	مالی	1	1	-	

کل تعداد اسامیاں 230

خالی اسامیاں 37 (بذریعہ پروموشن 14، بذریعہ ڈائریکٹ بھرتی 23)

ڈائریکٹ سے متعلق بھرتی پر پابندی اٹھ جانے کے بعد پُر کی جائیں گی جبکہ پروموشن کی اسامیاں پُر کرنے کے لئے کارروائی جاری ہے۔

(ب) سال 08-2007 میں حکومت کی جانب سے جو فنڈ مہیا کئے گئے اور جس مد میں خرچ کئے گئے اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ بالا عرصہ میں جو وصولیاں کیں اور جو اخراجات ہوئے ان کی تفصیل یہ ہے:-

وصولی	اخراجات	فیصد
-/698,889,376روپے	-/28,210,667روپے	4فیصد

فیصل آباد میں کرپشن کے کیسز و دیگر تفصیلات

*2707: جناب شفیق احمد گجر: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2007 اور 2008 فیصل آباد میں محکمہ کے کتنے اہلکاروں کے خلاف کرپشن کے کیسز بنے اور ان میں کتنے اہلکاروں کو سزائیں ہوئیں؟

(ب) 2008 میں مذکورہ ضلع میں کتنی گاڑیوں کی رجسٹریشن ہوئی اور کتنی رجسٹریشن کے بغیر گاڑیوں کے مالکان کے خلاف کارروائی کی گئی، آگاہ کریں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) فیصل آباد میں سال 2007 اور 2008 میں محکمہ کے مندرجہ ذیل اہلکاروں کے خلاف محکمانہ کیسز بنے اور انہیں جو سزائیں ہوئیں ان کی تفصیل:

نمبر شمار	نام اہلکار	جو سزا دی گئی
1	مہر ایوب، نوید شہزاد جونیئر کلرک	ایک ایک سالانہ ترقی کی بندش
2	محمد صہیب، جونیئر کلرک	ایک سالانہ ترقی کی بندش
3	1-اسماعیل چیمہ، 2-افتخار حسین بھٹی، انسپکٹرز	Censure-1 2-ایک سالانہ ترقی کی بندش

4	غلام محمد انسپکٹر	Censure
5	عاصم یوسف، Ex M.T.C	Dismissal from Govt. service

(ب) سال 2008 میں ضلع میں جتنی گاڑیوں کی رجسٹریشن ہوئی:۔

56511 موٹر وہیکل آرڈیننس 1965 کے تحت کوئی گاڑی بغیر رجسٹریشن کے نہیں چلائی جا سکتی البتہ اس دفعہ کی خلاف ورزی کے مرتکب افراد کے خلاف تادیبی کارروائی کا اختیار محکمہ پولیس کو حاصل ہے تاہم محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن رول 19 بمطابق موٹر وہیکل ٹیکسیشن رولز 1959 کے تحت ٹوکن ٹیکس ڈیفالٹر کی گاڑی کو بند کرنے کا مجاز ہے محکمہ ہذا نے ایک نوٹیفکیشن مورخہ 14-02-2009 کے تحت گاڑیوں کی لیٹ رجسٹریشن پر 25 فیصد تا 100 فیصد اضافی رجسٹریشن فیس کا اطلاق مورخہ 16-03-2009 سے کر دیا ہے۔

محکمہ ایکسائز کی مدوار آمدن

*2791: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

محکمہ ایکسائز نے سال 2008 کے دوران کتنا ریونیو اکٹھا کیا، تمام مدوں کی علیحدہ علیحدہ ریونیو کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

محکمہ ایکسائز نے سال 08-2007 کے دوران 8710.896 ملین ریونیو اکٹھا کیا جس کی علیحدہ علیحدہ تفصیل درج ذیل ہے:۔

سیریل نمبر	مد کا نام	ریونیو 08-2007 (in million)
-1	کاٹن فیس	374.725
-2	انٹرٹینمنٹ ڈیوٹی	40.063
-3	ایکسائز ڈیوٹی	942.088
-4	ہوٹل ٹیکس	265.315
-5	افیون کی گولیاں	112.226
-6	موٹر وہیکل ٹیکس	4383.425

-7	پروفیشنل ٹیکس	241.311
-8	پراپرٹی ٹیکس	2351.743
	کل میزان	8710.896

2005سے آج تک ننکانہ صاحب میں نمبرز کی نیلامی کی تفصیلات

*3222: جناب شاہجہان احمد بھٹی: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جولائی2005 سے آج تک ضلع ننکانہ صاحب میں کتنے پرکشش نمبر بذریعہ نیلام عام الاٹ کئے گئے ہیں جن کو الاٹ کئے ہیں ان کے نام اور رقم کی تفصیل بتائیں اور یہ کن افسران کی نگرانی میں الاٹ ہوئے؟

(ب) نیلام عام میں جن نمبروں کی نیلامی کی جاتی ہے اس کی تفصیل بتائیں نیز یہ کس طریق کار کے تحت نیلام ہوتے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یکم جولائی2005 سے آج تک ضلع ننکانہ صاحب میں جو پرکشش نمبر الاٹ کئے گئے ہیں جن کو الاٹ کئے گئے ہیں ان کے نام اور رقم کی تفصیل اور جن افسران کی نگرانی میں الاٹ ہوئے ہیں ان کی تفصیل "Annexure "A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) نیلام عام میں جن نمبروں کی نیلامی کی جاتی ہے ان کی تفصیل اور طریق کار Annexure "B" ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

لاہور2008 محکمہ کی طرف سے منشیات پکڑنے کی تفصیلات

*3367: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن لاہور نے سال 2008 کے دوران کتنی مالیت کی منشیات دوران سمگل پکڑیں؟

(ب) متذکرہ محکمہ نے اس عرصہ میں کتنے ملزمان کو گرفتار کیا؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) بیرون ملک سمگل ہونے والی منشیات کو پکڑنا محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے دائرہ کار میں آتا ہے اور نہ ہی اس کی مالیت کا تخمینہ لگایا جا سکتا ہے۔ تاہم سال 2008 کے دوران مختلف افراد سے درج ذیل مقدار میں منشیات برآمد ہوئیں:۔

ہیروئن	:	5.547 کلوگرام
چرس	:	9.669 کلوگرام
افیون	:	3.905 کلوگرام
شراب	:	648 لیٹر
نشہ آور انجکشن	:	723 عدد
نشہ آور گولیاں	:	197 عدد
افیون ملا شربت	:	590 عدد چھوٹی بوتل
بھنگ	:	12.134 کلوگرام
افیون والے کیپسول	:	120 عدد

(ب) محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ضلع لاہور نے یکم جنوری 2008 تا 31۔دسمبر 2008 تک منشیات رکھنے و فروخت کرنے کے الزام میں 190 افراد کو گرفتار کیا۔

پراپرٹی ٹیکس کی مد میں وصولی کی تفصیلات

*3558: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پراپرٹی ٹیکس کی مد میں 09-2008 میں وصولی کا ہدف 9۔ ارب 50 کروڑ روپے مقرر کیا گیا تھا مگر رواں مالی سال کے پہلے دس ماہ میں صرف 2۔ارب 25 لاکھ 50 ہزار روپے کی وصولی کی گئی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اتنی بڑی رقم کی کم وصولی کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پراپرٹی ٹیکس کی مد میں سال 09-2008 میں وصولی کا ہدف 6۔ارب روپے مقرر کیا تھا۔ رواں مالی سال کے پہلے دس ماہ میں صرف 2۔ارب 25 کروڑ 23 لاکھ 96 ہزار 4 سو 32 روپے کی وصولی کی گئی ہے۔

(ب) کم وصولی کی وجہ یہ ہے کہ محکمہ خزانہ نے سال 08-2007 کی وصولی سے 65 فیصد زیادہ کا ہدف سال 09-2008 کے لئے درج ذیل اصلاحات کی بنیاد پر مقرر کیا تھا جو اس سال پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکیں:۔

(الف) 116 ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد۔

(ب) ذاتی استعمال اور کرایہ پر دی گئی جائیدادہائے سے متعلق نکات بابت ویلیوایشن ٹیبل میں ترامیم۔

ج) توسیع ٹیکس دائرہ کار بابت غیر مشتخصہ ایریاجات۔

د) ٹیکس سے معافی کے دائرکار میں مزید لچک / چھوٹ۔

سال 09-2008، موٹر رجسٹریشن ٹیکس کی وصولی کی تفصیلات

*3560: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مالی سال 09۔2008 کے لئے موٹر رجسٹریشن ٹیکس کا ریکوری ٹارگٹ 6.5۔ارب روپے مقرر کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب تک صرف 3۔ارب 70 کروڑ روپے کی وصولی (ریکوری) ہوئی ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا2۔ارب 80 کروڑ کی بقایا وصولی (ریکوری) بقیہ دو ماہ میں ممکن ہے اگر ہاں تو کیسے اگر نہیں تو ذمہ دار افراد کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے ؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) مالی سال09-2008 کے لئے موٹر وہیکل ٹیکس کی مد میں ریکوری کا ٹارگٹ 6۔ارب 51 کروڑ58لاکھ19ہزار روپے مقرر کیا گیا تھا۔

(ب) اب تک یعنی پہلے دس ماہ تک صرف 3۔ارب 33 کروڑ30لاکھ6ہزار2سو59 روپے کی وصولی ہوئی ہے۔

(ج) بقایا وصولی بقیہ دو ماہ میں ممکن نہیں ہے کم وصولی کے ذمہ دار افراد نہیں بلکہ درج ذیل اصلاحات ہیں:۔

1) گاڑیوں کی رجسٹریشن پر ودہولڈنگ ٹیکس کا لگایا جانا
2) سالانہ ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی پر ایڈوانس انکم ٹیکس میں اضافہ
3) گاڑیوں کی لیزنگ اور فنانسنگ پالیسی میں سختی
4) گاڑیوں کی امپورٹ پر تین سال سے زیادہ پرانی گاڑی کی شرط کا نفاذ
5) مزید کھپت کی گنجائش کا نہ ہونا
6) گاڑیوں کی قیمت میں اضافہ
7) لگژری ٹیکس کا نفاذ
8) گاڑیوں کی لیٹ رجسٹریشن پر پینلٹی کا نفاذ
9) گاڑیوں کی تبدیلی ملکیت کے معاملات میں مالک اور خریدار کی حاضری کو قانون لازماً قرار دیا جانا۔

ضلع وہاڑی، پراپرٹی ٹیکس کی تفصیلات

*3659: جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال08-2007 سے اب تک محکمہ ہذا نے ضلع وہاڑی کے مکانات، دکانات اور رہائشی آبادیوں سے پراپرٹی ٹیکس کی مد میں کتنا ٹیکس وصول کیا؟

(ب) تحصیل میلسی میں اگر محکمہ ہذا کے نادہندہ موجود ہیں تو ان کے نام مع مکمل کوائف اور نادہندگی کی وجوہات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سال 08-2007 سے اب تک محکمہ ہذا نے ضلع وہاڑی کے مکانات، دکانات اور رہائشی آبادیوں سے پراپرٹی ٹیکس کی مد میں جو ٹیکس وصول کیا ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1-	2007-08	25423156
2-	2008-09	28455575
	ٹوٹل	53878731

(ب) تحصیل میلسی کے ٹیکس نادہندہ کی تفصیل ہمراہ رپورٹ برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

بہاولپور شہر میں پراپرٹی ٹیکس سروے و دیگر تفصیلات

*3660: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بہاولپور شہر کا سروے برائے پراپرٹی ٹیکس آخری بار کب کیا گیا تھا؟

(ب) مذکورہ شہر میں پراپرٹی ٹیکس کے جو ریٹ اس وقت لاگو ہیں وہ بتائے جائیں؟

(ج) بہاولپور میں اس وقت محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا کل کتنا عملہ ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) بہاولپور شہر کا سروے برائے پراپرٹی ٹیکس آخری بار 05-2004 میں کیا گیا تھا۔

(ب) مذکورہ شہر میں پراپرٹی ٹیکس کے جو ریٹ اس وقت لاگو ہیں وہ کیٹیگری (بی) تا (جی) کے لگائے گئے ہیں۔ جس کا کمرشل پراپرٹی پر زیادہ سے زیادہ ریٹ 8 روپے اور کم سے کم 2.50 روپے فی مربع فٹ بنتا ہے اور رہائشی پراپرٹی پر زیادہ سے زیادہ ریٹ 2.60 روپے اور کم سے کم 0.80 روپے فی مربع فٹ بنتا ہے۔

(ج) بہاولپور میں اس وقت محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے عملہ کی کل تعداد 57 ہے۔

رحیم یار خان، پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا ٹارگٹ و دیگر تفصیلات

*3662: **میاں شفیع محمد**: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) رحیم یار خان سے پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا سال 08-2007 اور 09-2008 کا ٹارگٹ کیا مقرر کیا گیا تھا؟

(ب) اس عرصہ کے دوران سال وار کتنا پراپرٹی ٹیکس وصول ہوا؟

(ج) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے متعین ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کی صحیح تشخیص نہ کرنے پر کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

سال	ٹارگٹ
2007-08	Rs. 51,500,000
2008-09	Rs.61,718,270

(ب)

سال	وصولی
2007-08	Rs. 34,343,624
2008-09	Rs. 35,099,254

(ج) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے متعین ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سوال سے متعلقہ مدت کے دوران کسی اہلکار کے خلاف پراپرٹی ٹیکس کی غلط تشخیص کی کوئی شکایت یا معاملہ سامنے نہ آیا۔ اگر کوئی معاملہ سامنے آتا تو قاصران کے خلاف ضروری قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی۔

خانیوال میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کی تفصیلات

*3663: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) خانیوال میں 08-2007 سے 09-2008 تک جتنا پراپرٹی ٹیکس وصول ہوا اس کی تفصیل تحصیل وار فراہم کی جائے؟

(ب) اس عرصہ کے دوران سال وار کتنا پراپرٹی ٹیکس اس ضلع سے اکٹھا کرنے کا ٹارگٹ تھا؟

(ج) مذکورہ ضلع میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے جو ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ مع عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کریں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع خانیوال کی چار تحصیلوں میں درج ذیل پراپرٹی ٹیکس وصول کیا گیا۔

سال	2007-08	2008-09
تحصیل خانیوال	Rs 95,36,742/-	Rs 1,02,68,442/-
تحصیل میاں چنوں	Rs 40,36,647/-	Rs 46,79,178/-
تحصیل کبیر والا	Rs 23,50,918/-	Rs 28,28,626/-
تحصیل جہانیاں	Rs 25,30,905/-	Rs 27,36,323/-
میزان ضلع خانیوال	Rs 1,84,55,269/-	Rs 2,05,12,569/-

(ب) ٹارگٹ بالترتیب سال 3,44,62,860 اور 3,45,87,919 روپے تھا۔

(ج) تفصیل ملازمین نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی جگہ فلیگ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

پنجاب میں مصفی سپرٹ ایتھائل الکوحل تیار کرنے والی فیکٹریوں کی پیداوار کی تفصیلات

*3798: میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کتنی فیکٹریاں مصفی سپرٹ ایتھائل الکوحل تیار کرتی ہیں اور ہر ایک کی سالانہ پیداوار کتنی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان فیکٹریوں میں سالانہ 30 کروڑ لیٹر ایتھائل الکوحل تیار ہوتا ہے؟

(ج) حکومت پنجاب نے ان فیکٹریوں پر کتنا ٹیکس عائد کیا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب میں 12 فیکٹریاں مصفی سپرٹ ایتھائل الکوحل تیار کرتی ہیں اور ہر ایک کی سالانہ پیداوار کی تفصیل درج ذیل ہے:-

Sr. No.	Name of Factory	Annual Production (Litters)
1	Crescent Sugar Mills Ltd. Faisalabad	2,71,557
2	Tandlian Wala Sugar Mills Ltd. Kanjawani	5,244,042
3	Shakar Gunj Mills Ltd. Toba Road Jhang	32,611,000
4	Shakar Gunj Mills Ltd. Sargodha Road Jhang	5,632,500
5	Noon Sugar Mills Ltd. Bhalwal	11,467,017
6	Crystline Chemical Industries Lahore Road Sargodha	27,857,500
7	Abdullah Sugar Mills Nankana	13,308,478
8	Premier Industrial Chemical Manufacturing Co. Sheikhupura	23,480,367
9	United Ethinol Factory Rahim Yar Khan	37,651,844
10	Colony Sugar Mills Ltd Karmawalla Tehsil Phalia	22,995,961
11	Murree Brewery Distillery. National Park Rawalpindi	1,669,500
12	Ravi Chemical Complex Kala Shah Kaku Sheikhupura	Production under the Control of Atomic Energy Commissions.
	Total	181,889,766

(ب) جی نہیں۔ درست یہ ہے کہ ان فیکٹریوں میں سالانہ 18 کروڑ 18 لاکھ 89 ہزار 766 لٹر ایتھائل الکوحل تیار ہوتا ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے ان فیکٹریوں پر مندرجہ ذیل ٹیکس عائد کئے ہیں:-

1) پراپرٹی ٹیکس	Rs.1,515,027/-
2) پروفیشنل ٹیکس	Rs.1,075,000/-
3) تجدید فیس	Rs.5,50,000/-

ڈائریکٹر ایکسائز فیصل آباد کو فراہم کردہ بجٹ اور استعمال

*3852: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈائریکٹر ایکسائز فیصل آباد کو مالی سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران سالانہ کتنی گرانٹ حکومت کی طرف سے فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم ان سالوں کے دوران کس کس مد میں خرچ ہوئی؟

(ج) ڈائریکٹر مذکورہ کی ان سالوں کی آمدن کتنی رہی اور یہ آمدن کس کس سلسلہ (مد) سے حاصل ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کیا ان سالوں کے دوران فراہم کردہ رقم کا آڈٹ ہوا تو کتنی رقم کے خُورد بُرد کا انکشاف ہوا نیز خُورد بُرد کے ذمہ داران کون کون سے افراد تھے اور ان کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) دفتر ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن فیصل آباد کو مالی سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران جو گرانٹ حکومت کی طرف سے فراہم کی گئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	جو گرانٹ فراہم کی گئی
2007-08	14,26,783/-
2008-09	14,79,978/-

(ب) ان سالوں کے دوران جس جس مد میں رقم خرچ ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال

2007-08	رقم
تنخواہیں	885,772/-
کنٹیجنسی	338,118/-

سال

2007-08	رقم
تنخواہیں	842,960/-
کنٹیجنسی	384,113/-

(ج) مذکورہ ان سالوں کی آمدن جس (مد) سے حاصل ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مد سال 2007-08

مد	فیصل آباد	جھنگ	ٹوبہ ٹیک سنگھ	کل
1۔پراپرٹی ٹیکس	-/281,475,910	-/27,634,159	-/20,520,008	-/329,630,077
2۔موٹر ٹیکس	-/304,355,240	-/48,425,557	-/36,263,947	-/3,890,447,744
3۔ایکسائیز ڈیوٹی	-/60,799,454	-/10,815,146	-/1,174,558	-/72,789,159
4۔پروفیشنل ٹیکس	-/25,573,890	-/4,229,422	-/2,395,871	-/32,189,183
5۔کاٹن ٹیکس	-/4,964,346	-/7,877,402	-/11,437,841	-/24,279,589
6۔تفریحی ٹیکس	-/9,109,197	-/94,961	-/75,529	-/9,279,687
7۔ہوٹل ٹیکس	-/12,254,289	-/50,721	-/7,620	-/12,312,630

مد سال 2008-09

مد	فیصل آباد	جھنگ	ٹوبہ ٹیک سنگھ	کل
1۔پراپرٹی ٹیکس	-/309,170,968	-/28,073,167	-/21,562,889	-/358,807,624
2۔موٹر ٹیکس	-/286,741,052	-/49,820,034	-/42,871,168	-/379,432,254
3۔ایکسائیز ڈیوٹی	-/63,564,269	-/2,229,799	-/1,039,710	-/66,833,778
4۔پروفیشنل ٹیکس	-/31,893,273	-/3,983,367	-/2,408,624	-/38,285,264
5۔کاٹن ٹیکس	-/4,945,717	-/6,911,909	-/14,432,646	-/26,290,272
6۔تفریحی ٹیکس	-/6,792,126	-/60,519	-/47,710	-/6,900,355
7۔ہوٹل ٹیکس	-/12,993,264	-/60,320	-/10,743	-/13,064,327

(د) ان سالوں کے دوران جتنی رقم تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال

2007-08	رقم
تنخواہیں	-/885,772
ٹی اے/ڈی اے	-/47,071

سال

2008-09	رقم

تنخواہیں	-/842,960
ٹی اے/ڈی اے	-/13,464

(ہ) سال 08۔2007 میں ضلع فیصل آباد کے دفاتر کا سپیشل آڈٹ برائے ضلعی حکومت ہوا کیونکہ اخراجات کی گرانٹ ضلعی حکومت سے ملتی ہے اس سال کسی قسم کی رقم کی خورد برد نوٹ نہ کی گئی۔ سال 09۔2008 حال ہی میں اختتام پذیر ہوا ہے اس کا ابھی آڈٹ نہ ہوا ہے۔

ڈائریکٹر ایکسائز فیصل آباد میں رجسٹریشن فیس کی تفصیل

*3862: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈائریکٹر ایکسائز فیصل آباد کو سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران گاڑیوں کی رجسٹریشن کی مد میں کتنی رقم موصول ہوئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ب) ڈائریکٹر ہذا کے تحت موٹر رجسٹریشن کے دفاتر کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ج) سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران گاڑیوں کے پرکشش نمبروں کی نیلامی سے کتنی رقم موصول ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کن کن پرکشش نمبروں کی نیلامی ہوئی نیز یہ نیلامی کن کن مجاز افسران کی زیر نگرانی ہوئی؟

(ہ) اگر ان دو سالوں کے دوران مذکورہ موٹر رجسٹریشن کے دفاتر میں کوئی بے قاعدگی پکڑی گئی تو اس کی تفصیل فراہم کریں نیز اس بے قاعدگی کے ذمہ داران کے نام اور عہدہ بتائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن فیصل آباد کے ماتحت دفاتر واقع فیصل آباد، جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کو مالی سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران گاڑیوں کی رجسٹریشن کی مد میں جو آمدن ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	فیصل آباد	جھنگ	ٹوبہ ٹیک سنگھ
2007۔08	-/92,202,649	-/10,206,836	-/10,621,078
2008۔09	-/67,871,957	-/12,154,460	-/13,174,311

(ب) ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن فیصل آباد کے ماتحت واقع فیصل آباد، جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ اضلاع میں موٹر رجسٹریشن کے دفاتر کام کر رہے ہیں۔

(ج) سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران گاڑیوں کے پرکشش نمبروں کی نیلامی سے جتنی رقم موصول ہوئی اس کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	فیصل آباد	جھنگ	ٹوبہ ٹیک سنگھ
2007-08	556,700/-	223,500/-	171,100/-
2008-09	685,500/-	75,000/-	51,100/-

(د) سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران جن نمبروں کی نیلامی ہوئی اور جن افسران کی زیر نگرانی ہوئی اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران فیصل آباد ڈویژن کے ضلعی رجسٹریشن آفس میں کوئی بے قاعدگی نہ پائی گئی۔

سال 2007-08 اور 2008-09 کے دوران گاڑیوں کی رجسٹریشن وٹرانسفر کی مد میں وصول ہونے والے ریونیو کی تفصیلات

*3950: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 08۔2007 اور 09۔2008 میں لاہور موٹر برانچ میں گاڑیوں کی رجسٹریشن اور ٹرانسفر کی مد میں کتنا ریونیو اکٹھا ہوا؟

(ب) کیا محکمے نے ریونیو میں خاطر خواہ اضافے کے لئے کوئی حکمت عملی مرتب کی تھی؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ حکمت عملی کے نتیجے میں کتنا اضافی ریونیو اکٹھا کیا گیا، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) مالی سال 08۔2007 اور 09۔2008 میں لاہور موٹر برانچ میں گاڑیوں کی رجسٹریشن اور ٹرانسفر کی مد میں درج ذیل وصولی ہوئی۔

2007۔08

رجسٹریشن فیس	1,113,359,263/-روپے
ٹرانسفر فیس	273,556,157/-روپے
کل ریونیو	1,386,915,420/-روپے

2008۔09

رجسٹریشن فیس	783,563,059/-روپے
ٹرانسفر فیس	211,768,803/-روپے
کل ریونیو	995,331,862/-روپے

(ب) جی ہاں! درج ذیل حکمت عملی ترتیب دی گئی تھی

(i) موٹر برانچ لاہور میں مالی سال کے آخری دنوں میں ایوننگ شفٹ متعارف کروائی گئی تھی۔

(ii) ایم ٹی ایم آئی ایس پراجیکٹ کے تحت صوبہ کے 25 اضلاع میں کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن کا نظام متعارف کروایا گیا ہے۔

(iii) ٹوکن ٹیکس کے نادہندگان کے خلاف جنرل ہولڈاپ کے ذریعے خصوصی مہم چلائی گئی۔

(iv) گاڑیوں کی لیٹ رجسٹریشن کے لئے اضافی رجسٹریشن فیس عائد کرنیکا نظام بذریعہ نوٹیفکیشن نمبری SO(Excise)(E&T)1۔22/08 مورخہ 14۔فروری 2009 نافذ کیا گیا۔

(v) اخبارات میں ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی کے بابت اشتہارات کے ذریعے خصوصی مہم چلائی گئی۔

(ج) اگرچہ مندرجہ بالا حکمت عملی اختیار کی گئی تاہم گاڑیوں کی تیاری اور درآمدات میں واضح کمی کے سبب مطلوبہ نتائج حاصل نہ ہو سکے۔

سال 2008-09، پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا ٹارگٹ و دیگر تفصیلات

*3959: محترمہ سیمل کامران: کیاوزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال09۔2008 میں محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن نے پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا کیا ٹارگٹ مقرر کیا تھا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مذکورہ سال میں اپنے ٹارگٹ کو achieve نہیں کر سکا، پراپرٹی ٹیکس مکمل طور پر وصول نہ ہونے کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) مالی سال09۔2008 میں محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن نے پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا ٹارگٹ 6۔ارب روپے مقرر کیا تھا۔

(ب) یہ درست ہے کہ محکمہ مذکورہ سال میں اپنے ٹارگٹ کو achieve نہیں کر سکا۔ پراپرٹی ٹیکس مکمل طور پر وصول نہ ہونے کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

1۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے پچھلے مالی سال سے زائد ٹارگٹ مالی سال09۔2008 کے لئے مقرر کر دیا۔

2۔ 116 ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد نہ ہو سکا اور نہ ہی ویلیوایشن ٹیبل میں ترامیم کی گئی۔

3۔ تاہم محکمہ کے عملہ کی بہتر کارکردگی کی وجہ سے گزشتہ سال سے 446524316 روپے زائد وصول کیا گیا۔

ڈیرہ غازی خان-09-2008 میں وصولی کی تفصیلات

*3983: جناب محمد محسن خان لغاری: کیاوزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیرہ غازی خان کو مالی سال09-2008 میں 40 کروڑ روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقم میں سے صرف 22 کروڑ 5 لاکھ روپے وصول کئے گئے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ہدف سے کم وصولی کی کیا وجوہات ہیں اور اس کے ذمہ دار اہلکاروں و افسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز حکومت ہدف کی مکمل وصولی کے لئے آئندہ کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ڈیرہ غازی خان ڈویژن کو مالی سال09۔2008میں وصولی کا ہدف -/401,989,540 روپے دیا گیا تھا۔

(ب) مذکورہ وصولی کے ہدف میں سے۔/261781630روپے وصول کئے گئے ہیں۔

(ج) ڈیرہ غازی خان ڈویژن میں کم وصولی کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں۔

1۔ کاٹن فیس ہدف کی وصولی میں کمی زیادہ تر کپاس کی پیداوار میں کمی کی وجہ سے ہوئی ہے۔ کپاس کا ٹارگٹ 11 کروڑ روپے دیا گیا تھا جبکہ کپاس کی ڈیمانڈ 5 کروڑ 76 لاکھ روپے بنتی ہے جس کو وصول کر لیا گیا ہے۔

2۔ پراپرٹی ٹیکس مالی سال 09۔2008 کا ہدف مندرجہ ذیل اصلاحات پر دیا گیا جو پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکیں۔

(الف) ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

(ب) ذاتی استعمال اور کرایہ پر دی گئی جائیدادہائے سے متعلق نکات بابت ویلوایشن ٹیبل میں ترامیم

(ج) توسیع ٹیکس دائرہ کار بابت غیر تشخیص شدہ ایریا

(د) ٹیکس سے معافی کے دائرہ کار میں مزید لچک / چھوٹ

3۔ موٹر وہیکل ٹیکس:۔

موٹر وہیکل ٹیکس کی مد میں تجویز شدہ ٹارگٹ سے کم وصولی کی درج ذیل وجوہات ہیں:۔

(1) گاڑیوں کی رجسٹریشن پر ودہولڈنگ ٹیکس کا لگایا جانا

(2) سالانہ ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی پر ایڈوانس انکم ٹیکس میں اضافہ

(3) گاڑیوں کی لیزنگ اور فنانسنگ پالیسی میں سختی

(4) گاڑیوں کی امپورٹ پر تین سال سے زیادہ پرانی گاڑی کی شرط کا نفاذ

(5) مزید کھپت کی گنجائش کا نہ ہونا

(6) گاڑیوں کی قیمت میں اضافہ

(7) لگژری ٹیکس کا نفاذ

(8) گاڑیوں کی لیٹ رجسٹریشن پر اضافی رجسٹریشن فیس کا نفاذ

اقدامات:۔

ہدف کی مکمل وصولی کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

1۔ ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

2۔ اشتہارات کے ذریعے عوام کو پراپرٹی ٹیکس اور ٹوکن ٹیکس کی بروقت ادائیگی کی طرف راغب کرنا۔

3۔ ٹوکن ٹیکس کی وصولی کے لئے (جنرل ہولڈ اپ) روڈ چیکنگ کرنا۔

4۔ پراپرٹی ٹیکس کے نادہندگان سے ٹیکس کی وصولی کے لئے ٹیکس سکواڈ کا قیام۔

فیصل آباد ریجن، 09-2008 میں وصولی کی تفصیلات

*3984: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد ریجن کو مالی سال 09-2008 میں ایک ارب 80 کروڑ روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقم میں سے صرف 80 کروڑ روپے وصول کئے گئے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ہدف سے کم وصولی کی کیا وجوہات ہیں نیز حکومت ہدف کی مکمل وصولی کے لئے آئندہ کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) فیصل آباد ریجن کو مالی سال 09۔2008 میں ایک ارب 81 کروڑ 20 لاکھ 56 ہزار روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا۔

(ب) اس ہدف میں سے فیصل آباد ریجن /ڈویژن کی کیش وصولی 88 کروڑ 98 لاکھ 78 ہزار 874 روپے ہوئی۔

(ج) فیصل آباد ریجن کو مالی سال 09۔2008 میں کیش وصولی 88 کروڑ 98 لاکھ 78 ہزار 874 روپے ہوئی جبکہ سابقہ سال 08۔2007 میں یہ وصولی 86 کروڑ 95 لاکھ 35 ہزار 68 روپے تھی اس طرح اس سال وصولی 2 کروڑ 3 لاکھ 43 ہزار 806 روپے زائد ہوئی۔

گوجرانوالہ ریجن 09-2008 میں وصولی کی تفصیلات

*3985: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ ریجن کو مالی سال 09-2008 میں ایک ارب 14 کروڑ روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقم میں سے صرف 69 کروڑ روپے کا ہدف حاصل کیا گیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ہدف سے کم وصولی کی کیا وجوہات ہیں نیز حکومت ہدف کی مکمل وصولی کے لئے آئندہ کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) مالی سال 09۔2008 میں گوجرانوالہ ریجن کا ہدف 1148972430 روپے تھا۔

(ب) مالی سال 09۔2008 میں گوجرانوالہ ریجن کی وصولی 766948000 روپے ہے۔

(ج) گوجرانوالہ ڈویژن میں ہدف سے کم وصولی کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ پراپرٹی ٹیکس مالی سال 09۔2008 کا ہدف مندرجہ ذیل اصلاحات پر دیا گیا جو پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکیں

(الف) ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

(ب) ذاتی استعمال اور کرایہ پر دی گئی جائیدادہائے سے متعلق نکات بابت ویلوایشن ٹیبل میں ترامیم

(ج) توسیع ٹیکس کا دائرہ کار بابت غیر تشخیص شدہ ایریا

(د) ٹیکس سے معافی کے دائرہ کار میں مزید لچک / چھوٹ

2۔ موٹر وہیکل ٹیکس:

موٹر وہیکل ٹیکس کی مد میں تجویز شدہ ٹارگٹ سے کم وصولی کی درج ذیل وجوہات ہیں:۔

1- گاڑیوں کی رجسٹریشن پر ود ہولڈنگ ٹیکس کا لگایا جانا

2- سالانہ ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی پر ایڈوانس انکم ٹیکس میں اضافہ

3- گاڑیوں کی لیزنگ اور فنانسنگ پالیسی میں سختی

4- گاڑیوں کی امپورٹ پر تین سال سے زیادہ پرانی گاڑی کی شرط کا نفاذ

5- مزید کھپت کی گنجائش کا نہ ہونا

6- گاڑیوں کی قیمت میں اضافہ

7- لگژری ٹیکس کا نفاذ

8- گاڑیوں کی لیٹ رجسٹریشن پر اضافی رجسٹریشن فیس کا نفاذ

اقدامات:۔

ہدف کی مکمل وصولی کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

1۔ ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

2۔ اشتہارات کے ذریعے عوام کو پراپرٹی ٹیکس اور ٹوکن ٹیکس کی بروقت ادائیگی کی طرف راغب کرنا۔

3۔ ٹوکن ٹیکس کی وصولی کے لئے (جنرل ہولڈ اپ) روڈ چیکنگ کرنا

4۔ پراپرٹی ٹیکس کے نادہندگان سے ٹیکس کی وصولی کے لئے ٹیکس سکواڈ کا قیام

ملتان ریجن 09-2008 میں وصولی کی تفصیلات

*3986: میاں شفیع محمد: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملتان ریجن کو مالی سال09-2008 ایک ارب 54 کروڑ روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقم میں سے صرف 82 کروڑ روپے کا ہدف حاصل کیا گیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ہدف سے کم وصولی کی کیا وجوہات ہیں نیز حکومت ہدف کی مکمل وصولی کے لئے آئندہ کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ملتان ریجن کا سال 09۔2008 کا قابل وصول ٹارگٹ ایک ارب 54 کروڑ 20 لاکھ روپے تھا۔

(ب) مندرجہ بالا ٹارگٹ میں سے وصولی برائے سال 09۔2008 ستانوے کروڑ گیارہ لاکھ اکہتر ہزار روپے تھی۔

(ج) ملتان ڈویژن میں ہدف سے کم وصولی کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں:۔

1۔ پراپرٹی ٹیکس:۔

مالی سال 09۔2008 کا ہدف مندرجہ ذیل اصلاحات پر دیا گیا جو پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکیں۔

(الف) ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

(ب) ذاتی استعمال اور کرایہ پر دی گئی جائیدادہائے سے متعلق نکات بابت ویلوایشن ٹیبل میں ترامیم

(ج) توسیع ٹیکس دائرہ کار بابت غیر تشخیص شدہ ایریا

(د) ٹیکس سے معافی کے دائرہ کار میں مزید لچک / چھوٹ

2۔ موٹروہیکل ٹیکس:

موٹروہیکل ٹیکس کی مد میں تجویز شدہ ٹارگٹ سے کم وصولی کی درج ذیل وجوہات ہیں:۔

1) گاڑیوں کی رجسٹریشن پر ودہولڈنگ ٹیکس کا لگایا جانا

2) سالانہ ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی پر ایڈوانس انکم ٹیکس میں اضافہ

3) گاڑیوں کی لیزنگ اور فنانسنگ پالیسی میں سختی

4) گاڑیوں کی امپورٹ پر تین سال سے زیادہ پرانی گاڑی کی شرط کا نفاذ

5) مزید کھپت کی گنجائش کا نہ ہونا
6) گاڑیوں کی قیمت میں اضافہ
7) لگژری ٹیکس کا نفاذ
8) گاڑیوں کی لیٹ رجسٹریشن پر اضافی رجسٹریشن فیس کا نفاذ

اقدامات:۔

ہدف کی مکمل وصولی کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جارہے ہیں۔

1۔ ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد
2۔ اشتہارات کے ذریعے عوام کو پراپرٹی ٹیکس اور ٹوکن ٹیکس کی بروقت ادائیگی کی طرف راغب کرنا۔
3۔ ٹوکن ٹیکس کی وصولی کے لئے (جنرل ہولڈاپ) روڈ چیکنگ کرنا
4۔ پراپرٹی ٹیکس کے نادہندگان سے ٹیکس کی وصولی کے لئے ٹیکس سکواڈ کا قیام

سرگودھا ریجن 09-2008 میں وصولی کی تفصیلات

*3987: جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا ریجن کو مالی سال 09-2008 میں 34 کروڑ روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقم میں سے صرف 26 کروڑ روپے کا ہدف حاصل کیا گیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ہدف سے کم وصولی کی کیا وجوہات ہیں نیز حکومت ہدف کی مکمل وصولی کے لئے آئندہ کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سرگودھا ریجن کو مالی سال 09۔2008 میں -/377,994,270 روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا۔

(ب) مذکورہ رقم میں سے مبلغ -/299,626,462 روپے کا ہدف حاصل کیا گیا۔

(ج) سرگودھا ریجن میں ہدف سے کم وصولی کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ پراپرٹی ٹیکس 09۔2008 کا ہدف مندرجہ ذیل اصلاحات پر دیا گیا جو پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکیں۔

(الف) ریٹنگ ایریا میں سروے کا انعقاد

(ب) ذاتی استعمال اور کرایہ پر دی گئی جائیدادہائے سے متعلق نکات بابت ویلوایشن ٹیبل میں ترامیم

(ج) توسیع ٹیکس کا دائرہ کار بابت غیر تشخیص شدہ ایریا

(د) ٹیکس سے معافی کے دائرہ کار میں مزید لچک / چھوٹ

2۔ موٹر وہیکل ٹیکس:

موٹر وہیکل ٹیکس کی مد میں تجویز شدہ ٹارگٹ سے کم وصولی کی درج ذیل وجوہات ہیں:۔

(1) گاڑیوں کی رجسٹریشن پر وِدہولڈنگ ٹیکس کا لگایا جانا۔

(2) سالانہ ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی پر ایڈوانس انکم ٹیکس میں اضافہ

(3) گاڑیوں کی لیزنگ اور فنانسنگ پالیسی میں سختی

(4) گاڑیوں کی امپورٹ پر تین سال سے زیادہ پرانی گاڑی کی شرط کا نفاذ

(5) مزید کھپت کی گنجائش کا نہ ہونا

(6) گاڑیوں کی قیمت میں اضافہ

(7) لگژری ٹیکس کا نفاذ

(8) گاڑیوں کی لیٹ رجسٹریشن پر اضافی رجسٹریشن فیس کا نفاذ

اقدامات:۔

ہدف کی مکمل وصولی کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

1۔ ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

2۔ اشتہارات کے ذریعے عوام کو پراپرٹی ٹیکس اور ٹوکن ٹیکس کی بروقت ادائیگی کی طرف راغب کرنا

3۔ ٹوکن ٹیکس کی وصولی کے لئے (جنرل ہولڈ اپ) روڈ چیکنگ کرنا

4۔ پراپرٹی ٹیکس کے نادہندگان سے ٹیکس کی وصولی کے لئے ٹیکس سکواڈ کا قیام۔

لاہور ریجن (بی) 09-2008 میں وصولی کی تفصیلات

*3988: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ریجن (بی) کو مالی سال 09-2008 میں ایک ارب 28 کروڑ روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقم میں سے صرف 80 کروڑ روپے کا ہدف حاصل کیا گیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ہدف سے کم وصولی کی کیا وجوہات ہیں نیز حکومت ہدف کی مکمل وصولی کے لئے آئندہ کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور ریجن (بی) کو مالی سال 09۔2008 میں -/1,281,955,860 روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا۔

(ب) مالی سال 09۔2008 میں مذکورہ رقم میں سے -/853,606,444 روپے کا ہدف حاصل کیا گیا تھا۔

(ج) لاہور ریجن (بی) میں ہدف سے کم وصولی کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں:۔

1۔ پراپرٹی ٹیکس:۔

مالی سال 09۔2008 کا ہدف مندرجہ ذیل اصلاحات پر دیا گیا جو پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکیں۔

(الف) ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

(ب) ذاتی استعمال اور کرایہ پر دی گئی جائیدادہائے سے متعلق نکات بابت ویلوایشن ٹیبل میں ترامیم

(ج) توسیع ٹیکس دائرہ کار بابت غیر تشخیص شدہ ایریا

(د) ٹیکس سے معافی کے دائرہ کار میں مزید لچک / چھوٹ

اقدامات:۔

ہدف کی مکمل وصولی کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جارہے ہیں۔

1۔ ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

2۔ اشتہارات کے ذریعے عوام کو پراپرٹی ٹیکس اور ٹوکن ٹیکس کی بروقت ادائیگی کی طرف راغب کرنا

3۔ پراپرٹی ٹیکس کے نادہندگان سے ٹیکس کی وصولی کے لئے ٹیکس سکواڈ کا قیام

بہاولپور ریجن 09-2008 میں وصولی کی تفصیلات

*3989: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور ریجن کو مالی سال 09-2008 میں 67 کروڑ روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقم میں سے صرف 43 کروڑ روپے کا ہدف حاصل کیا گیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ہدف سے کم وصولی کی کیا وجوہات ہیں نیز حکومت ہدف کی مکمل وصولی کے لئے آئندہ کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ بہاولپور ریجن کو مالی سال 09۔2008 میں 67 کروڑ روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا۔

(ب) عرض ہے کہ بہاولپور ریجن کو مالی سال 09۔2008 میں مبلغ -/479,046,020 روپے وصول کئے گئے۔

(ج) ریجن بہاولپور میں کم وصولی کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:۔

1۔ پراپرٹی ٹیکس:

مالی سال 09۔2008 کا ہدف مندرجہ ذیل اصلاحات پر دیا گیا جو پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکیں۔

(الف) ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

(ب) ذاتی استعمال اور کرایہ پر دی گئی جائیدادہائے سے متعلق نکات بابت ویلوایشن ٹیبل میں ترامیم۔

(ج) توسیع ٹیکس کا دائرہ کار بابت غیر تشخیص شدہ ایریا۔

(د) ٹیکس سے معافی کے دائرہ کار میں مزید لچک / چھوٹ

2۔ موٹر وہیکل ٹیکس:

موٹر وہیکل ٹیکس کی مد میں تجویز شدہ ٹارگٹ سے کم وصولی کی درج ذیل وجوہات ہیں:۔

1) گاڑیوں کی رجسٹریشن پر ودہولڈنگ ٹیکس کا لگایا جانا۔

2) سالانہ ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی پر ایڈوانس انکم ٹیکس میں اضافہ

3) گاڑیوں کی لیزنگ اور فنانسنگ پالیسی میں سختی

4) گاڑیوں کی امپورٹ پر تین سال سے زیادہ پرانی گاڑی کی شرط کا نفاذ

5) مزید کھپت کی گنجائش کا نہ ہونا

6) گاڑیوں کی قیمت میں اضافہ

7) لگژری ٹیکس کا نفاذ

8) گاڑیوں کی لیٹ رجسٹریشن پر اضافی رجسٹریشن فیس کا نفاذ

اقدامات:۔

ہدف کی مکمل وصولی کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

1۔ ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

2۔ اشتہارات کے ذریعے عوام کو پراپرٹی ٹیکس اور ٹوکن ٹیکس کی بروقت ادائیگی کی طرف راغب کرنا۔

3۔ ٹوکن ٹیکس کی وصولی کے لئے (جنرل ہولڈ اپ) روڈ چیکنگ کرنا۔

4۔ پراپرٹی ٹیکس کے نادہندگان سے ٹیکس کی وصولی کے لئے ٹیکس سکواڈ کا قیام۔

راولپنڈی ریجن 09-2008 میں وصولی کی تفصیلات

*3991: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی ریجن کو مالی سال 09-2008 میں 2۔ارب 72 کروڑ روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقم میں سے صرف ایک ارب 12 کروڑ روپے کا ہدف حاصل کیا گیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ہدف سے کم وصولی کی کیا وجوہات ہیں نیز حکومت ہدف کی مکمل وصولی کے لئے آئندہ کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) راولپنڈی ریجن کو مالی سال 09-2008 میں -/2,721,353,480 روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا۔

(ب) مذکورہ رقم میں سے مالی سال 09-2008 میں -/1,277,213,936 روپے کا ہدف حاصل کیا گیا۔

(ج) راولپنڈی ریجن میں ہدف سے کم وصولی کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں:۔

1۔ پراپرٹی ٹیکس

مالی سال 09-2008 کا ہدف مندرجہ ذیل اصلاحات پر دیا گیا جو پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکیں۔

(الف) ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

(ب) ذاتی استعمال اور کرایہ پر دی گئی جائیدادہائے سے متعلق نکات بابت ویلوایشن ٹیبل میں ترامیم۔

(ج) توسیع ٹیکس کا دائرہ کار بابت غیر تشخیص شدہ ایریا۔

(د) ٹیکس سے معافی کے دائرہ کار میں مزید لچک / چھوٹ

2۔ موٹر وہیکل ٹیکس:

موٹر وہیکل ٹیکس کی مد میں تجویز شدہ ٹارگٹ سے کم وصولی کی درج ذیل وجوہات ہیں:۔

1- گاڑیوں کی رجسٹریشن پر ودہولڈنگ ٹیکس کا لگایا جانا۔

2- سالانہ ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی پر ایڈوانس انکم ٹیکس میں اضافہ

3- گاڑیوں کی لیزنگ اور فنانسنگ پالیسی میں سختی

4- گاڑیوں کی امپورٹ پر تین سال سے زیادہ پرانی گاڑی کی شرط کا نفاذ

5- مزید کھپت کی گنجائش کا نہ ہونا

6- گاڑیوں کی قیمت میں اضافہ

7- لگژری ٹیکس کانفاذ

8- گاڑیوں کی لیٹ رجسٹریشن پر اضافی رجسٹریشن فیس کانفاذ

اقدامات:۔

ہدف کی مکمل وصولی کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

1۔ ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

2۔ اشتہارات کے ذریعے عوام کو پراپرٹی ٹیکس اور ٹوکن ٹیکس کی بروقت ادائیگی کی طرف راغب کرنا

3۔ ٹوکن ٹیکس کی وصولی کے لئے (جنرل ہولڈاپ) روڈ چیکنگ کرنا

4۔ پراپرٹی ٹیکس کے نادہندگان سے ٹیکس کی وصولی کے لئے ٹیکس سکواڈ کا قیام

لاہور ریجن (اے) میں وصولی کی تفصیلات

*3992: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ریجن (اے) کو گزشتہ مالی سال میں ایک ارب 78 کروڑ وصولی کا ہدف دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقم میں سے صرف ایک ارب 9 کروڑ روپے وصول کئے جا سکے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ہدف سے کم وصولی کی کیا وجوہات ہیں اور اس کے ذمہ دار اہلکاران و افسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز حکومت ہدف کی مکمل وصولی کے لئے آئندہ کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور ریجن اے کا سال 09-2008 کا ٹارگٹ 1777.426 ملین روپے تھا۔

(ب) مذکورہ رقم میں سے کل 1,206.664 ملین روپے وصول ہوئے لاہور ریجن اے میں پروفیشنل ٹیکس، ایکسائز اور پراپرٹی ٹیکس سے متعلقہ امور سرانجام دیئے جاتے ہیں جن کے اہداف اور وصولی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جیسا کہ جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ پراپرٹی ٹیکس کی وصولی مالی سال 08-2007 کے مقابلے میں 71.794 ملین روپے زیادہ ہے لیکن پھر بھی 38 انسپکٹران کی وصولی کم تھی ان کے خلاف PEEDA کے تحت ایکشن لیا گیا۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے چونکہ ہدف میں قابل وصول بقایا جات بھی شامل ہیں اس لئے مختلف تادیبی کارروائی کے لئے ضروری اقدامات بھی کئے جارہے ہیں۔ مزید برآں کم وصولی کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

مالی سال 09-2008 کا ہدف مندرجہ ذیل اصلاحات پر دیا گیا جو پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکیں۔

(1) ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

(2) ذاتی استعمال اور کرایہ پر دی گئی جائیدادہائے سے متعلق نکات بابت ویلوایشن ٹیبل میں ترامیم

(3) توسیع ٹیکس کا دائرہ کار بابت غیر تشخیص شدہ ایریا

(4) ٹیکس سے معافی کے دائرہ کار میں مزید لچک / چھوٹ

اقدامات:۔

ہدف کی مکمل وصولی کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جارہے ہیں۔

1۔ ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

2۔ اشتہارات کے ذریعے عوام کو پراپرٹی ٹیکس اور ٹوکن ٹیکس کی بروقت ادائیگی کی طرف راغب کرنا۔

3۔ پراپرٹی ٹیکس کے نادہندگان سے ٹیکس کی وصولی کے لئے ٹیکس سکواڈ کا قیام۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! آپ مہربانی فرما کر کوئی ایسا حکم دے دیں تاکہ انہیں یقین دہانی کروا کر گھر بھیج دیا جائے۔ وہ ہمارے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ ہمارا کوئی مسئلہ حل ہو۔ اگر آپ یہ آرڈر کر دیں تو میں نہیں سمجھتا کہ متعلقہ وزیر صاحب یا وزیر قانون کو اس پر کوئی اعتراض ہو گا۔ ان کے تحفظات انہوں نے سننے ہیں اور اگر وہ اس قابل ہوئے تو۔۔۔

جناب سپیکر: ان کا جو جائز مطالبہ ہے اس کو پورا ہونا چاہئے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! ان کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ ہمیں وہاں سنا جائے، ہمارے تحفظات دور کئے جائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اسمبلی کی متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی ہوتی ہے جس وقت وہ کسی بل کو deliberate کر رہی ہے تو ان کا کام ہے کہ وہ hearing کریں اور stakeholders کی بات سنیں اور ان کو بلائیں لہذا آپ کمیٹی کے چیئرمین کو کہیں کہ انہیں بلا کر ان کا مؤقف سن لیں۔ یہ بالکل جائز بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے کہہ دیا ہے اور آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ میرے خیال میں ادھر ان کے نمائندے موجود ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تمام حضرات تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ ڈار صاحبہ! آرام سے بات کریں اور ماحول میں کوئی خرابی کی بات نہ کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ میں ماحول خراب نہیں کروں گی بلکہ جو ماحول خراب کرتے ہیں ان کی نشاندہی تو کر سکتی ہوں۔ (قہقہے)

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے تھے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے آپ کی بات سن لی تھی۔ جی، محترمہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! کورم کی نشاندہی کرنا اپوزیشن کا اولین حق ہے۔

معزز ممبران: انہوں نے کورم کی نشاندہی کر دی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں نے کہا ہے کہ کورم کی نشاندہی کرنا اپوزیشن کا اولین حق ہے مگر جب اذان ہو یا وقفہ نماز ہو اس وقت کورم کی نشاندہی کرنا غیر شرعی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! دیکھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں تسلی سے بول رہی ہوں۔

جناب سپیکر: اچھا جی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں کہنا چاہتی ہوں کہ اگر اس وقت ہمارا کورم پورا نہیں ہوا اور نمازی نیچے باجماعت نماز ادا کر رہے تھے تو یہ اپوزیشن کی جیت نہیں تھی بلکہ اصل میں نمازیوں کی جیت ہوئی ہے لہذا ان کو اس پر sorry کہنا چاہئے۔

جناب سپیکر: یہ کیا feeding ہو رہی ہے؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! محترمہ غلط کہہ رہی ہیں، میں نے بعد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کی تھی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! انہوں نے شرعی غلطی کی ہے لہذا اس پر انہیں sorry کہنا چاہئے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اگر اس معاملے کو اللہ اور ان کے درمیان چھوڑ دیا جائے تو بہتر نہیں ہے؟

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! ابھی میری بات مکمل نہیں ہوئی۔ میں عرض کرنا چاہتی ہوں کہ آپ پندرہ منٹ کے لئے وقفہ نماز مقرر کریں اور اس وقت ہاؤس کی کارروائی ملتوی کر دی جائے اور اپنے سامنے لکھ کر رکھیں کہ وقفہ نماز ہے اس لئے وقفہ سوالات نہیں ہو گا No question, no answer and no quorum

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ ان کے دو نمائندگان کو یہاں بلا لیں۔ میرے خیال میں وہ آ گئے ہیں، آپ ذرا چیک کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: وہ آپ کے دفتر میں ہیں۔

جناب سپیکر: ان کو کہیں کہ وہ باقیوں کو disperse کریں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! محترمہ نے بہت اچھی باتیں کی ہیں میرے خیال میں Rules of Business میں amendment لائی جائے اور یہ اکثریت میں ہیں لہذا rules amend کئے جائیں۔ اگر آپ ہاؤس کو in order کر دیں تو میں نے بڑی ضروری بات کرنی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! یہ آئندہ سے محتاط رہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ محتاط رہیں گے لہذا اب آپ بھی مہربانی کریں اور جانے دیں۔ پلیز! اب اس بات کو چھوڑ دیں۔ محترمہ آپ کیا کر رہی ہیں؟ پلیز! میری بات سنیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب! آپ بجا فرما رہے ہیں لیکن میں ایک بات کرنا چاہتی ہوں کہ اگر یہ اسی طرح کرتے رہے اور نماز میں مداخلت کرتے رہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! اب بس کریں اور بیٹھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: یہ اس پر sorry کریں ورنہ میں واک آؤٹ کر کے ایوان سے جا رہی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں۔آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔

(اس مرحلہ پر محترمہ رفعت سلطانہ ڈار واک آوٹ کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئیں)

جناب سپیکر: پیر صاحب اور سندھو صاحب جائیں بی بی کو منا کر لائیں۔

(اس مرحلہ پر پیر محمد اشرف رسول اور خلیل طاہر سندھو محترمہ رفعت سلطانہ ڈار کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! محترمہ غلط کہہ رہی ہیں کہ جماعت ہو رہی تھی اور غلط impression دے رہی ہیں۔میں نے خود جماعت کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔جماعت بعد میں ہوئی ہے لیکن جماعت جس وقت بھی ہو رہی ہو اس کا ہاؤس کے چلنے سے کیا تعلق ہے؟ اگر نماز کا وقفہ ہو تو پھر اور بات ہے۔

جناب سپیکر: ان کا مقصد یہ تھا کہ اس وقت کچھ معزز اراکین نماز پڑھنے گئے تھے۔

جناب شیر علی خان: وہ کہہ رہی ہیں کہ ہمیں excuse کرنا چاہئے۔میں نے خود جماعت کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔جماعت بعد میں ہوئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میرے بھائی نے کورم کی نشاندہی کی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔میں نے آپ کو floor نہیں دیا آپ کیسے بول رہے ہیں؟ جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔جناب سپیکر! میں ایک بہت اہم issue کی طرف توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ ہمارے میڈیا کے بھائی جو آج role play کر رہے ہیں اور ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں میں سب سے پہلے ان کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ آج وہ نہج آگئی ہے کہ جب کسی کو انصاف کی تلاش ہوتی ہے، جب کہیں کچھ غلط ہو رہا ہوتا ہے تو یہ ہمارے وہ بھائی ہیں جو اس چیز کو identify کرتے ہیں۔حکومت جہاں اچھے کام کرتی ہے یہی وہ لوگ ہیں جو اس کو praise کرتے ہیں اور اسے appreciate کرتے ہیں۔

پرسوں محترمہ بے نظیر شہید ہسپتال راولپنڈی میں ایک بہت سینئر جرنلسٹ کے ساتھ واقعہ پیش آیا کہ وہاں پر expire اور جعلی ادویات supply کی جارہی تھیں اور مریضوں کو دی جارہی تھیں۔جب وہ اپنی ٹیم کے ساتھ اپنے crew کے ہمراہ اسے coverage کرنے کے لئے گئے تو انہیں حبس بے جا میں رکھا گیا اور ان پر تشدد کیا گیا۔جیسے میں نے کل Call Attention Notice پیش کیا تھا تو اس کی coverage کے لئے جب دنیا کی ٹیم جنرل ہسپتال میں گئی تو ان کو coverage سے روکا گیا اور اس پر تشدد کیا گیا۔میں اس کو strongly condemn کرتی ہوں اور میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کس قسم کے Rules of Business ہیں، کس قسم کا rule of law ہے کہ ریاست کا اتنا important pillar بھی اس حکومت کے شر سے محفوظ نہیں ہے تو عام آدمی کی شنوائی کون کرے گا؟لہذا میں اپنا احتجاج رجسٹرڈ کراتے ہوئے ٹوکن واک آؤٹ کرتی ہوں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔بیٹھیں تشریف رکھیں۔جی، محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

(اس مرحلہ پر محترمہ سیمل کامران واک آؤٹ کرکے ایوان سے باہر تشریف لے گئیں)

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! یہ میرا ذاتی پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: آج پرائیویٹ ممبر زڈے ہے، ٹھیک ہے آپ واک آؤٹ کریں، آپ کی مرضی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

چکوال کے علاقہ آڑ ابشارت میں گرلز کالج کا افتتاح متعلقہ خاتون رکن اسمبلی کی بجائے ایم پی اے اور ایم این اے کا کرنا

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! آج میں آپ سے ہی بات کرنا چاہتی ہوں کہ میں آپ کے والد مرحوم کے ساتھ بھی دو دفعہ colleague رہی ہوں۔میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ نے میرے کہنے

پر علاقہ آڑا ابشارت میں ایک کالج قائم کیا کیونکہ وہ بہت دور دراز علاقہ ہے اور وہاں پر لڑکیوں کی تعلیم نہ تھی لیکن (ن) لیگ کے ایم پی اے تنویر اسلم اور ایاز امیر ایم این اے نے وہاں تختی لگادی جس وجہ سے علاقے میں بہت زیادہ tension ہے۔جب میں نے ان سے بات کی کہ آپ کو یہ create tension نہیں کرنی چاہئے چونکہ آپ کے افتتاح سے مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے ورکروں میں یہ tension کھڑی ہوئی تو انہوں نے کہا کہ یہ پیسے پنجاب حکومت نے دیئے تھے اس لئے ہم نے یہ افتتاح کیا ہے۔ ان کے اس افتتاح کو کسی اخبار نے note نہیں کیا، جب ہم پنجاب اسمبلی میں بیٹھے ہیں اور اس حکومت کا حصہ ہیں تو اگر حکومت کسی جائز بات پر پیسے خرچ کرتی ہے تو اس پر حکومت کی ہی uplifting ہوتی ہے، حکومت کی ہی بہتری ہوتی ہے۔انہوں نے مجھے اتنی tension میں ڈالا ہے کہ میں نے اس علاقے میں دو بدو لڑائی روکی ہوئی ہے لیکن میں یہ کب تک روکوں گی؟ لہذا آج آپ ہمیں یہ hearing دیں اس پر نیشنل اسمبلی میں بھی hearing ہوئی ہے کہ جو ایم این اے کام کے لئے درخواست دیتا ہے وہی اس کی opening کرے گا لہذا یہ میرے ساتھ بہت زیادتی ہوئی ہے۔میاں محمد شہباز شریف مجھے اچھی طرح جانتے ہیں۔میں پہلے ان کی پارٹی میں تھی انہوں نے میری بات پر وہاں فوراً کالج بنوایا اور وہ خود افتتاح کرنا چاہتے تھے اگر وہ کر لیتے تو اچھا ہوتا لیکن جو انہوں نے افتتاح کیا ہے یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات note کر رہے ہیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: وہاں بھی سارے ایم این ایز پیسے لیتے ہیں اور چکوال میں بیسیوں جگہوں پر بجلی اور گیس کی ایاز امیر صاحب opening کرتے ہیں اور میں نے کبھی بھی اس میں دخل نہیں دیا تو یہ جو انہوں نے opening کی ہے یہ بہت غلط کی ہے۔ان کو اس طرح نہیں کرنا چاہئے، جو ایم پی اے کام کرتا ہے یہ اس کا حق ہے۔اگر وہ حکومت کو مانتا ہے تو اس کی بہادری ہے یہ نہیں ہونا چاہئے۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر محترمہ رفعت سلطانہ ڈار واک آؤٹ
ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئیں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ! ہاؤس میں واپس آنے کا شکریہ۔ جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ آپ جانتے ہیں کہ اپوزیشن نے اس وقت media کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے walkout کیا ہوا ہے۔ اس ہاؤس کی norms بھی یہ ہیں کہ اگر اپوزیشن کسی بات پر walkout کرے تو اسے منانے کے لئے کسی کو بھیجنا چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ media کے لوگوں پر یہ تشدد کے جو پے در پے واقعات ہو رہے ہیں اس سے یقیناً پنجاب حکومت کی کارکردگی پر سوالیہ نشان آتا ہے۔ مجھے تو حیرت ہے کہ معاشرے کے اندر اس وقت تشدد کے elements یہاں تک پہنچ گئے ہیں کہ ڈاکٹروں نے بھی ہاتھ میں ڈنڈا اٹھالیا ہے جبکہ وکلاء کے ہاتھ میں تو پہلے سے ہی ڈنڈا ہے۔ اگر اسی طرح سے ہی تمام معاملات چوک اور دوسری جگہوں پر حل ہونے ہیں تو پھر اس سے حکومت پنجاب کی کارکردگی پر سوالیہ نشان آتا ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ رانا مبشر ایک سینئر صحافی ہیں، نیوز۔I کی ٹیم کے اوپر پرسوں راولپنڈی کے ہسپتال کے اندر یہ تشدد ہوا ہے۔ اس بارے میں آپ کی observation چاہئے۔ آپ اس بارے میں کوئی کمیٹی بنائیں یا وزیر قانون صاحب کو direct کریں کہ اس بارے میں کارروائی کی جائے۔ دوسرا اپوزیشن کو منانے کے لئے بھی کسی کو بھجوایا جائے تاکہ ان کو ہاؤس میں واپس لایا جاسکے۔

جناب سپیکر: اپوزیشن کے ساتھیوں نے ٹوکن walkout کیا ہے وہ خود ہی تشریف لے آئیں گے، آپ فکر نہ کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! آپ بڑے ہیں لہذا آپ کی طرف سے ایک اچھا gesture چلا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! انھوں نے اپنے حساب سے اچھا کیا ہے۔ ان کا ٹوکن walkout ہے، وہ خود ہی آجائیں گے۔ یہ بات وہ کہہ کر گئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! میں نے تو صرف آپ سے گزارش کی ہے، آگے آپ کی مرضی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ہم آپ کو بھیج دیتے ہیں۔ آپ جائیں اور ان کو واپس لے کر آئیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! میرے جانے کی بات نہیں ہے، میں تو جا کر لے ہی آؤں گی۔

جناب سپیکر: خلیل طاہر سندھو صاحب! آپ اور عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ جائیں اور اپوزیشن کو منا کر لائیں۔ اصولی طور پر تو یہ ٹھیک نہیں ہے بہر حال آپ چلے جائیں اور ان کو منا کر لائیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! مجھے آپ کی توجہ درکار ہے۔ میں اپنی معزز رکن کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ government highest official level پر اس چیز کا notice لے لیا گیا ہے اور جو لوگ اس میں involve ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! ہمارا یہاں پر سوال کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اپنے شہر کے مسائل کی نشاندہی کی جائے۔ اس اجلاس میں میرے کوئی دس، بارہ سوالات آئے ہیں لیکن ان کی باری ہی نہیں آسکی۔ میری درخواست ہے کہ وقفہ سوالات کا وقت بڑھایا جائے یا پھر سوالات کی فہرست کو short رکھا جائے تاکہ سارے سوالات take up ہو سکیں۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! آپ اس کے لئے جتنا مرضی وقت رکھ لیں لیکن یہ معاملہ اس وقت تک حل نہیں ہو گا جب تک آپ سوالات کے حوالے سے کسی اصول پر نہیں ٹھہریں گے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! آپ ضمنی سوالات کم کرنے دیا کریں تو پھر بھی کچھ بہتری آسکتی ہے۔

جناب سپیکر: میں نے تو کہا ہے کہ دو سے زیادہ ضمنی سوالات نہ کیا کریں لیکن آپ حضرات ہی اس پر اتفاق نہیں کرتے تو میں کیا کروں؟ جی، میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ۔میں آپ کی وساطت سے ایک نہایت اہم معاملہ اجاگر کرنا چاہتا ہوں۔معاملہ یہ ہے کہ ٹیکسوں کی وصولی سے متعلقہ قوانین کے متوازی ایک unofficial قانون "مک مکا" بھی چل رہا ہے۔کیا حکومت اس unofficial قانون "مک مکا" کا سروے کرانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! question hour تو ختم ہو گیا ہے۔اسے ختم ہوئے تو 20 منٹ ہو چکے ہیں۔جی، منسٹر صاحب! Is there any “Muk Muka” law? Is there any such law?

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): Sir, I don’t think there is any “Muk Muka” law.‘‘ایسا کوئی قانون exist نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔جی، محترم احمد خان بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار جمع ہے، اسے out of turn take up کیا جائے۔یہ تحریک کاشتکار طبقے یعنی 75 فیصد آبادی سے متعلق ہے۔کاشتکار طبقہ ہمیشہ ملکی ترقی میں کردار ادا کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا۔پانی اس کے پاس نہیں ہے، بجلی اس کے پاس نہیں ہے، ڈیزل اس کے پاس نہیں ہے اور اب ڈیزل کو مزید مہنگا بھی کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اب ایک بجلی اور گرا دی گئی ہے کہ ڈی اے پی کھاد بھی ساڑھے چھ سو روپے فی بوری مہنگی کر دی گئی ہے۔اس وقت لاکھوں ایکڑ گنا، سورج مکھی، مکئی اور گندم کاشت ہے۔یہ کاشتکار طبقہ کہاں جائے؟ اس کے پاس نہروں میں پانی ہے اور نہ ٹیوب ویل کے لئے بجلی ہے کیونکہ لوڈ شیڈنگ ہے۔ڈیزل کی قیمت بھی بڑھا دی گئی ہے۔باقی صرف کھاد بچتی تھی اب وہ بھی مہنگی کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: احمد خان بلوچ صاحب ابھی وہ time نہیں ہے، جب وہ وقت آئے گا تو پھر آپ کی تحریک کو out of turn take up کرنے کے لئے ہاؤس کی sense لے لی جائے گی۔تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی، فرمائیں!

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا:جناب سپیکر!مسئلہ یہ ہے کہ پچھلے دس سال سے موڑ بلوچاں سیم نہر چکوک تحصیل جھمرہ کی بھل صفائی نہیں ہوئی جس کی وجہ سے 30 سے زیادہ دیہات کی زرعی زمین بنجر ہو چکی ہے اور پانی زمین کے برابر آ گیا ہے۔یہ خالصتاً زرعی علاقہ ہے جو کہ سیم زدہ ہو چکا ہے۔ان دیہاتیوں کی آمدن کا واحد ذریعہ زراعت ہے جو کہ ختم ہو چکی ہے۔بار بار حکام کو اس بارے میں بتایا گیا ہے اور یاد دہانی کروائی گئی ہے لیکن اس کے باوجود بھی اس طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔اس علاقے کے لوگوں نے مجھے باقاعدہ لکھ کر بھجوایا ہے اور انھوں نے کہا ہے کہ سپیکر صاحب کے نوٹس میں یہ معاملہ لایا جائے۔

جناب سپیکر:اس کا ایک طریق کار ہوتا ہے، اسی کے مطابق آپ کو اس معاملے کو لانا چاہئے تھا۔بہر حال آپ یہ کاغذ ادھر بھیج دیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا:جناب سپیکر!آپ بے شک اس کا visit کر کے دیکھ لیں کہ وہاں پر کیا حال ہے۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی، دیکھتے ہیں، تشریف رکھیں۔ثناءاللہ خان مستی خیل صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔جی، فرمائیں!

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت مرحمت فرمایا۔میں آپ کی توجہ انتہائی اہم مسئلہ کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں۔میرے ضلع بھکر میں چند ماہ قبل محکمہ صحت میں recruitments ہوئی ہیں ان میں ڈریسر، لیڈی ہیلتھ ورکرز اور ایل۔ایچ۔وی کی اسامیاں تھیں۔ای ڈی او ہیلتھ کی طرف سے جو اشتہار دیا گیا اس میں دوٹوک اور واضح طور پر لکھا گیا تھا کہ نوکری کے لئے یہ یہ criteria ہوگا اور جو لوگ بھکر کے Domicile

holders ہوں گے ان کو بھرتی کیا جائے گا۔ کل میں اپنے گاؤں گیا ہوا تھا، تو وہاں کافی لوگ میرے پاس آ گئے اور انھوں نے میرے سامنے احتجاج کیا کہ جھنگ کے لڑکوں کو بھی بھرتی کر لیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! بات یہ ہے کہ اس وقت ہاؤس میں متعلقہ منسٹر صاحب بھی تشریف فرما نہیں ہیں۔ اگر آپ ان کی موجودگی میں یہ بات کرتے تو آپ کو کوئی فائدہ بھی پہنچتا۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! تمام منسٹرز collectively responsible ہوتے ہیں۔ یہاں پر معزز ممبر اگر کوئی question raise کرے تو کوئی بھی وزیر اس کا جواب دے سکتا ہے۔ مجھے پتا ہے کہ اس وقت ہاؤس میں وزیر صحت تشریف فرما نہیں ہیں۔ ہمیں یہ بھی پتا ہے کہ پنجاب میں منسٹرز کا قحط الرجال ہے لیکن یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ اس بھرتی کے دوران وزیر اعلیٰ پنجاب کی vision, transparency and good governance کی دھجیاں بکھیر دی گئی ہیں۔ وہاں پر جھنگ کے بچوں کو بھرتی کر لیا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی constituency میرے ساتھ ہے وہاں پر جھنگ کے بچوں کو بھرتی کر دیا گیا ہے۔ جھنگ کے لوگ بھی میرے بھائی ہیں لیکن قانون اور ضابطے کے تحت جھنگ کے لوگ ضلع جھنگ میں بھرتی ہوں گے، ضلع بھکر میں بھرتی نہیں ہو سکتے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ کی بات سنی گئی ہے۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! اس کا notice لیں، اس بارے میں کوئی کمیٹی بنائیں۔

جناب سپیکر: کاہے کی کمیٹی؟ already کمیٹیاں موجود ہیں۔ آپ اس حوالے سے کوئی قرارداد لائیں یا تحریک التوائے کار لے کر آئیں۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! پرائیویٹ ممبرز ڈے کا یہی فائدہ ہوتا ہے کہ ہم اپنی بات point out کر سکیں۔

جناب سپیکر: آپ کچھ لے کر تو آئیں، کوئی تحریک التوائے کار بنا کر لائیں۔ آپ تو blank آ گئے ہیں۔ آپ کچھ لکھ کر لائیں تاکہ ہاؤس میں اس پر بات ہو سکے اور اگر ہاؤس کی sense بنتی ہو تو اسے پاس کیا جائے۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جی، ٹھیک ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

چشمہ جہلم لنک کینال سے متعلق سندھ اسمبلی کے بیانات پر حکومت سے وضاحت کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم نے پچھلے Tuesday کو اس اسمبلی میں ایک Resolution پاس کی تھی جس میں ہم نے حکومت پنجاب سے گزارش کی تھی کہ سندھ اسمبلی کے اندر سے Chashma Jhelum Link Canal کے بارے میں جو بیانات آرہے ہیں اس کے اوپر ان کے concerns کو address کیا جائے اور ان کو اس بات پر مطمئن کیا جائے کہ ہم کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کریں گے۔

جناب والا! سندھ اسمبلی link canals کے حوالے سے واویلا کرتی ہے کہ یہ flood canals ہیں میں ان کی وضاحت کے لئے آپ کے اور اپنے ان بہن اور بھائیوں کے سامنے Indus Water Treaty کے آرٹیکل۔4 کو quote کرتا ہوں وہ اس کے اندر کہتا ہے کہ:

> **Article-IV:** Provisions regarding Eastern Rivers and Western Rivers: (1) Pakistan shall use its best endeavors to construct and bring into operation, with due regard to expedition and economy, that part of a system of works which accomplish the replacement, from the Western Rivers and other sources of water supplies for irrigation canals in Pakistan which, on 15th August of 1947, were dependent on water supplies from the Eastern Rivers.

تو یہ link canals جنوبی پنجاب خصوصاً ریاست بہاولپور کے علاقے جو کہ دریائے ستلج، دریائے بیاس اور دریائے راوی سے پانی پیتے تھے ان کے لئے یہ بنی ہیں۔ میں نے اس کو جب research کیا تو میں یہ پڑھ کر حیران ہوا، جو میں آپ سے معذرت کے ساتھ share کرتا ہوں۔ اس کی financial arrangement کے اندر لکھتا ہے جو Article-5 ہے:

> **Article-V:** In consideration of fact that the purpose of part of the system of works referred to in Article-IV (1) is the replacement from the Western Rivers and other sources of water supplies for irrigation canals in Pakistan which, on 15th August 1947, were dependent on water supplies from the Eastern Rivers, India agrees to make a fixed contribution of Pounds Sterling 62 millions.

جناب سپیکر! یہ 62 millions انڈیا نے دیئے تاکہ یہ نظام بنایا جائے جس کے ذریعے یہ link canals بنا کر جو علاقے دریائے ستلج، دریائے بیاس اور دریائے راوی پر dependents تھے ان کے ذریعے western rivers میں سے ان کے لئے پانی لایا جائے۔ اسی سلسلے میں تربیلا اور چشمہ کے reservoir بنے تھے، بجلی بنانا بعد کی بات ہے، وہ ایک by product ہے۔ چشمہ کے reservoir سے کوئی بجلی نہیں بنتی وہ اس لئے بنایا گیا تھا کہ وہاں پر پانی store کر کے canals link کے ذریعے جنوبی پنجاب اور خصوصاً بہاولپور کی ریاست کے علاقے جہاں پر دریائے ستلج اور دریائے بیاس میں سے پانی آیا کرتا تھا تو یہ ان علاقوں کے لئے بنایا گیا تھا۔ چشمہ میں سے Jhelum Link Canal Chashma نکلتا ہے اور وہ پھر تریموں بیراج اور سدھنائی بیراج سے ٹوبہ ٹیک سنگھ، کبیر والہ، خانیوال، لیہ، مظفر گڑھ، ملتان، وہاڑی، لودھراں، بہاولپور کے fertile areas کو پانی دیتا ہے۔ دوسری main link canal تونسہ پنجند لنک کینال سے نکلتی ہے جو ڈیرہ غازی خان تونسہ بیراج سے نکلتی ہے وہ بہاولپور اور رحیم یار خان کے اضلاع کو پانی دیتی ہے۔ میرے خیال میں یہ علاقے ہمارے ملک کے زرخیز ترین علاقے ہیں۔

پنجاب پانی کی کم مقدار لے کر زیادہ پیداوار دیتا ہے ہمیں اپنے محدود وسائل کا بہتر استعمال کرنا ہے۔ میری تھوڑی سی research کے مطابق پنجاب پاکستان کی 80 فیصد گندم، 85 فیصد کے قریب cotton پیدا کرتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، عظمیٰ صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر Irrigation پر کوئی بحث ہو رہی ہے تو ہم بھی اپنے نام دے دیتے ہیں، مجھے صرف اتنی وضاحت چاہئے کہ point of order کے اوپر اتنی لمبی تقریر ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے میرے سے point of order لیا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر ڈیڑھ گھنٹے کی تقریر نہیں ہو سکتی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں educate کر رہا ہوں کہ link canals کا background کیا ہے کیونکہ ہم اس چیز کے اوپر ہمیشہ خاموش رہتے ہیں اور سندھ اسمبلی اس کو flood canals کہتی ہے جن لوگوں نے اس کا نام Chashma Jhelum Link Canal رکھا تھا وہ اس کو Chashma Sub Canal بھی کہہ سکتے تھے، یہ flood canals نہیں ہیں، یہ نہریں اس علاقے کے لئے بنائی گئی ہیں جہاں کا پانی Eastern river سے آیا کرتا تھا۔

MR MUHAMMAD SANA ULLAH KHAN MASTI KHEL: Mr. Speaker! Point of order.

جناب سپیکر: حضرت! پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! Chashma Jhelum Link Canal میرے گاؤں کے بالکل ساتھ جا رہی ہے وہ purely flood canal ہے اس کے ساتھ کوئی موگہ نہیں لگا ہوا، اگر محسن لغاری صاحب ثابت کر دیں کہ وہاں کوئی outlet لگا ہوا ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اپوزیشن ہمیشہ House کو rules and regulations پر چلانے کی بات کرتی ہے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! مستی خیل صاحب بدتمیزی کر رہے ہیں، ایسے Parliamentarian کو اسمبلی سے نکالا جائے۔

MR. SPEAKER: Order please. Order please. No cross talk. No cross talk. (قطع کلامیاں)

بڑے افسوس کی بات ہے۔ جی، آپ دونوں تشریف رکھیں، مجھے بات سننے دیں۔ مستی خیل صاحب! تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مستی خیل صاحب نے اخلاق سے گری ہوئی بات کی ہے آپ اس کا نوٹس لیں، وہ اس ایوان میں یہ بدتمیزیاں نہ کیا کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ان کی بات سنیں ناں Order please, order please. I say, order please. I say, order please. I say, order please. میں سب کے لئے کہہ رہا ہوں۔ آپ کسی کی بات سننا چاہتے ہیں یا نہیں سننا چاہتے؟ (قطع کلامیاں)

جی، آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ! میں بات کر رہا ہوں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! I am on personal clarification میری honourable MPA صاحبہ ناراض ہو گئی ہیں میں نے اخلاق سے گری ہوئی، خلاف تہذیب یا Parliament کی tradition کے خلاف کوئی بات نہیں کی۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ کی بات کی وجہ سے محترمہ کی دلآزاری ہوئی ہے آپ ان سے معذرت کریں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں نے بات نہیں کی، میری زبان سے کوئی بات نکلی نہیں ہے۔ میں گزارش یہ کرتا ہوں کہ یہاں Leader of the Opposition تشریف فرما ہیں میں

نے یہ کہا کہ میں سردار محسن خان لغاری کی بات کو contradict کرتا ہوں، اگر یہ سمجھتے ہیں کہ contradict کہنا غیر پارلیمانی الفاظ ہیں تو میری بہن تشریف فرما ہیں میں نے کسی معزز خاتون کے بارے میں یا کسی کے بھی بارے میں کوئی بات نہیں کی۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب مستی خیل صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: میں نے یہ کہا کہ میرے گاؤں اور کلو صاحب کے گاؤں کے ساتھ Chashma Jhelum Link Canal نکلتی ہے وہ flood water canal ہے۔ میری بہن نے پیچھے منہ کر کے کہا کہ تم غلط کہہ رہے ہو۔ میں نے کہا، بی بی! اگر میں غلط کہہ رہا ہوں تو میں محسن خان کی بات کو challenge کرتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ دیکھیں، میری بات سنیں اس میں سب کو بولنے کا حق ہے۔ پہلے مستی خیل صاحب بول لیں، پھر ثمینہ خاور حیات بول لیں۔ لغاری صاحب! آپ تشریف رکھیں، اس کے بعد میں آپ کو بھی floor دیتا ہوں۔ محترمہ! مستی خیال صاحب کی بات complete ہو لینے دیں پھر میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں ایک senior Parliamentarian ہوں، یہ میری بہن مجھے نہیں جانتیں۔ محسن خان اور چودھری صاحب مجھے جانتے ہیں، میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی جو میری کسی معزز بہن یا میرے کسی بھائی کے بارے میں ہو یا House کے decorum کے against ہو، سردار محسن خان لغاری ایک اچھے Parliamentarian ہیں، شریف آدمی ہیں انہوں نے point out کیا ہے تو میں نے صرف یہ بات کی ہے کہ میں ان کی اس بات کو contradict کرتا ہوں۔ میں نے ان کے خلاف کوئی بات نہیں کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات مکمل ہو گئی۔ جی، ثمینہ صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ۔ اگر میرے بھائی نے اس بات کو admit کیا ہے کہ انھوں نے غلط الفاظ نہیں بولے جو کہ بولے تھے۔ اگر یہ اس بات پر کہہ رہے ہیں "بکواس" کا لفظ

میرے سارے پارلیمنٹیرین جتنے بیٹھے ہوئے ہیں انھوں نے سنا ہے۔ ٹھیک ہے اگر میرے بھائی اس پر insist کرتے ہیں کہ میں نے نہیں کہا تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں ایک responsible Parliamentarian ہوں۔ انھوں نے ابھی بات کی ہے کہ میں ایک سینئر ممبر ہوں۔ یہاں پر سینئر اور جونیئر کی بات نہیں ہے۔ ہم سب پارلیمنٹیرین ہیں۔ اگر میں جونیئر ہوں، میں عمر میں ان سے چھوٹی ہوں تو اس میں میرا قصور نہیں ہے۔ میں ایک ایم پی اے ہوں اور اگر یہ بدتمیزی کے الفاظ کہہ رہے ہیں کہ میں نے نہیں بولے، اگر یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے بدتمیزی نہیں کی تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے حالانکہ جب محسن لغاری سینئر بندہ بات کر رہا ہے تو یہ مسلسل پیچھے سے بدتمیزی کر رہے تھے۔ اگر یہ اس بات پر آتے ہیں کہ انھوں نے نہیں کی، یہ apologize کر رہے ہیں، مجھے بہن کہہ رہے ہیں تو یہ بھی میرے بھائی ہیں۔ میں ان کی apology منظور کرتی ہوں، قبول کرتی ہوں اور آئندہ سے ہم Parliamentarians ہیں۔ ہم بے شک اپوزیشن ہیں۔ ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہم ہر وقت all the time لڑتے رہیں، ایک دوسرے کو criticize کریں جبکہ انھوں نے جو بے ہودہ الفاظ بولے تھے اگر یہ اس پر apologize کر رہے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ انھیں apologize کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مستی خیل صاحب! ابھی میں آپ کی طرف آتا ہوں۔

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: بہت بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! ایوان کا وقت بہت قیمتی ہوتا ہے اور ہر منٹ جو یہاں گزرتا ہے اُس کے لئے قوم پیسے خرچ کر رہی ہے۔ ہمارا مقصد یہاں آکر serious issues پر بات کرنا ہے اور آج میرا سر شرم سے جھک گیا جب میں نے اپنی ایک خاتون پارلیمنٹیرین کو ایک سینئر ایم پی اے جو کہ ووٹ لے کر اپنے حلقے کی نمائندگی کر رہا ہے اور ایک serious issue پر بات کی جا رہی ہے۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہمارا بھی سر شرم سے جھکتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، ایک منٹ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ غلط بات کر رہی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: تمام ایم پی ایز برابر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Let her talk اُس کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: جناب سپیکر! انہوں نے ایک سینئر پارلیمنٹیرین کو بد تمیز کہا جو کہ ایک serious issue پر چاہے مخالف point of view دے رہے تھے۔ ان کا خاتون ہونے کے ناتے کھڑے ہو کر بد تمیز کہنا کوئی حق نہیں ہے۔ اس اسمبلی میں reserved seats پر آئی ہوئی جتنی خواتین ہیں وہ میری بہنیں عزت کے لائق ہیں اور میں نے ہمیشہ اُن کے حق میں آواز بلند کی ہے لیکن آج میں یہ کہنا چاہتی ہوں کیونکہ اس ایوان کا وقت بہت قیمتی ہوتا ہے۔ خدارا آپ کی constituencies نہیں ہیں، آپ ایک اور دنیا سے belong کرتی ہیں، آپ اپنی پارٹی کی نمائندگی کر رہی ہیں اور آپ مہربانی کر کے آپ جس پارٹی کی نمائندگی کر رہی ہیں تو آپ کا ایک elected ممبر کو بد تمیز کہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ پلیز تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ ثمینہ خاور حیات صاحبہ! آپ چیئر کو بات کرنے دیں۔ پہلے تو یہ بات ہے کہ اس ہاؤس میں چیئر کی رولنگ ہے کہ تمام معزز ممبران جو ان نشستوں پر بیٹھے ہیں سب برابر ہیں۔ اس پر کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔ ہمارے لئے سب قابل عزت اور قابل احترام ہیں۔ جہاں پر ہمارے ایک معزز ممبر نے یہ بات کر دی کہ انھوں نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کی ہے تو اس کے بعد آپ نے اس کو in good sense admit کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک بات میں اور بھی کر دوں کہ یہاں پر سینئر، جونیئر کی بات نہیں ہے، یہاں پر decorum of the House کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ اس پر ہم نے عملدرآمد بھی کروانا ہے۔ مستی خیل صاحب کے حوالے سے بات شروع ہوئی تھی۔ مستی خیل صاحب! آپ نے اس کو wind up کرنا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جو اہم بات چل رہی تھی، وہ درمیان میں رہ گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے بعد لغاری صاحب میں آپ کو بات کرنے کا موقع دوں گا۔ میں سب کو موقع دوں گا۔ چیئر پر بیٹھ کر مجھے سب نظر آرہا ہے کہ کون کون بات کرنا چاہ رہے ہیں۔ میں سب کو floor دوں گا۔ جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں بڑی ذمہ داری کے ساتھ، بڑے confidence کے ساتھ کہ میری بہن نے یہ لفظ کہا ہے کہ "بدتمیز"۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR. DEPUTY SPEAKER: Order please. Order please.

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! پورے ہاؤس کے لوگ ساتھ بیٹھے ہیں۔ عامر سلطان چیمہ صاحب بیٹھے ہیں اور شیخ صاحب بیٹھے ہیں۔ میں نے منہ سے لفظ نہیں نکالا۔ اگر میری بہن تیاری کر کے آئی ہیں تو میری بہن کسی اور سے لڑیں، مجھ سے نہ لڑیں۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: بس بات ختم ہو گئی۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں اس بات کو ختم کر رہا ہوں۔ جب on the floor of the House ایک معزز ممبر کھڑا ہو کر یہ کہتا ہے کہ میں نے یہ بات نہیں کی اور وہ ممبر جن کے بارے میں بات ہو رہی ہے وہ کہہ رہی ہیں کہ میں نے بات ختم کر دی ہے اب اس پر مزید کوئی بات نہیں ہو گی اور جو basic issue چل رہا تھا میں اس کی طرف آتا ہوں۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں یہی سمجھا رہا تھا۔ مجھے درمیان میں interrupt کر کے مستی خیل صاحب نے کہا کہ وہ flood canal ہے، وہ flood canal نہیں ہے۔ انھوں نے پھر خود ہی یہ چیز admit کی کہ اس کے اندر کوئی موگہ نہیں ہے اس لئے موگہ نہیں ہے کہ وہ canal چشمہ reservoir سے پانی دریائے جہلم کے اندر لاتی ہے اور دریائے جہلم سے وہ پانی نیچے تریموں بیراج اور اس کے ساتھ آگے distribute کرتا ہے۔ میرا point وہی ہے کہ یہ جو نہریں بنی ہیں یہ نہریں Indus Water Treaty کے تحت ان علاقوں کو جن کا پانی دریائے ستلج، دریائے بیاس اور دریائے راوی سے آیا کرتا تھا۔ بہاولپور کی ریاست اتنی خوشحال ریاست تھی کہ جب پاکستان بنا تھا تو امیر بہاولپور نے حکومت پاکستان کو چلانے کے لئے پیسے دیئے تھے۔ وہ ایک زرخیز زمین تھی اور زرخیز

علاقہ تھا۔ آج جب دریائے ستلج 1960 کے معاہدے کے تحت انڈیا کو دے دیا ہے تو اس علاقے کے اندر water table بہت نیچے چلا گیا ہے۔ میرے بہاولپور کے بھائی اس بات کے گواہ ہیں۔ اس سے زمینیں بنجر ہو رہی ہیں اور ایک زرخیز علاقہ بنجر ہوتا جا رہا ہے۔ یہ link canal اس کے لئے بنی ہے۔ ہم اپنا یہ مؤقف مضبوطی کے ساتھ دنیا کے سامنے لائیں کہ جو link canals ہیں وہ flood canals نہیں ہیں۔ چشمہ reservoir مرغابی کے شکار کے لئے نہیں بنا تھا۔ تربیلا ڈیم کی بجلی اس کی by product ہے، منگلا ڈیم کی بجلی by product ہے۔ اصل میں یہ reservoirs پانی کو store کرنے کے لئے بنے تھے اور ان علاقوں کو پانی دینے کے لئے بنے تھے کہ جن کا پانی انڈیا کے پاس چلا گیا تھا۔ پچھلے ہفتے اس ایوان میں، میں نے ایک قرارداد پیش کی تھی کہ ہماری حکومت پنجاب سندھ کے ان concerns کو redress کرے۔ ہفتہ ہونے کو ہے کہ سندھ اسمبلی سے مستقل اس بارے میں باتیں آ رہی ہیں۔ پنجاب کے خلاف بڑی سخت باتیں ہو رہی ہیں۔ ہم پنجاب والوں نے بڑے دل کے ساتھ NFC Award میں بھی ایک قدم پیچھے لے لیا کہ ہمارے بھائیوں کو گلہ ہوتا ہے۔ ہم اپنے وسائل بھی دے رہے ہیں اور گالی بھی پنجاب کھا رہا ہے۔ حکومت پنجاب کو مہربانی کر کے اپنے اس مؤقف کو واضح طور پر سامنے لانا چاہئے۔ کاش! ہمارے وزیر آبپاشی یہاں ہوتے اور بات کرتے۔ وہ سیاسی قسم کا بیان تو دے دیتے ہیں کہ ایک کیوسک پانی کم ہو گا تو میں استعفیٰ دے دوں گا لیکن عملاً بھی کچھ ہوتا ہوا ہمیں نظر آئے۔ ہمیں عملاً کچھ ہوتا ہوا نظر نہیں آ رہا اور پنجاب بار بار گالی کھا رہا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ہفتہ گزر گیا ہے۔ پنجاب حکومت مہربانی کرے اور ہمارے پنجاب کا نام clear کرے۔ وہ ہمارے بارے میں سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ ہم پانی چور نہیں ہیں۔ ہم اپنے حصے کا پانی لیتے ہیں اور وہ پانی لیتے ہیں جو کہ ہمارا ہے۔ ہمیں کسی کے ایک بوند پانی کی ضرورت نہیں ہے۔ جن اصولوں پر ہم نے agree کیا ہے، اس پر سندھ والوں کا جواب یہ ہوتا ہے کہ ہمیں 1991 کے Water Accord کے مطابق پانی چاہئے۔

جناب والا! 1991 کے Water Accord کے اندر دریائے سندھ کے اوپر مزید reservoirs بنانے کی بات ہوئی تھی۔ میں آپ کو quote کرتا ہوں اس کا پوائنٹ 6 ہے کہ:

> The need for storage wherever feasible on the Indus River and other rivers was admitted and

recognized by the participants for planned future agricultural development.

تو جب ہم وہ store کر لیتے ہیں اگر ہم پچھلے 50 سال کی اوسط دیکھیں تو 104 ملین ایکٹر فٹ پانی ہمارے western rivers میں ہوتا ہے جو انڈیا کے ساتھ divide ہونے کے بعد ہے۔ اس کے بعد ہم نے 10 ملین ایکٹر فٹ کا reservoir بنانا تھا پھر اس کو ہم نے 114 ملین ایکٹر فٹ کو بانٹنا تھا۔ سندھ والوں کا مؤقف یہ ہے کہ 114 کے حساب سے ہمارا جو حصہ بنتا ہے وہ تو ہمیں دے دو۔ جب 114 ہے ہی نہیں لیکن وہ 1991 کے Water Accord کی ہر وقت بات کرتے ہیں، اس کی یہ شق تھی کہ 10 ملین ایکٹر فٹ کا reservoir ہمیں اور بنانا پڑے گا۔ جہاں تک ہماری چشمہ جہلم canal link پر power project بنانے کا تعلق ہے تو ہم اپنے پانی کو استعمال کر سکتے ہیں لیکن وہاں سے ہم مزید پانی نہیں نکال رہے، ہم صرف اُس پر ایک پاور پراجیکٹ لگا رہے ہیں۔ جیسا کہ غازی بروتھا سے پانی گزار کر ہم تربیلا سے بجلی بنا رہے ہیں تو وہاں سے ہم پنجاب والے کوئی اضافی پانی نہیں لے رہے، ہم تو پانی کے flow میں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اسی طرح چشمہ جہلم لنک کینال کے اوپر بھی بجلی پیدا کرنے کے لئے اُس پانی کو استعمال کرنا چاہ رہے ہیں لیکن ہم مزید اضافی پانی نہیں مانگ رہے۔ ہمارا 1991 کا appropriation accord یہی کہتا ہے کہ:

There would be no restrictions on the Provinces to undertake new projects within their agreed share.

ہم اپنے agreed share میں سے بجلی نکالنا چاہتے ہیں۔ پنجاب حکومت مہربانی کر کے اس چیز پر مضبوطی سے اپنا مؤقف بیان کرے۔ اگر اسے کہیں Council of Common Interest میں لے کر جانا ہے تو وہاں لے کر جائیں، وزیر اعظم اور صدر پاکستان کے سامنے اپنا کیس plead کرنا ہے تو ہم اپنا کیس وہاں پر plead کریں۔ میری بس یہ چھوٹی سی گزارش ہے۔ شکریہ

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے ذرا منسٹر صاحب بات کر لیں پھر میں بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! پہلے میری عرض سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، منسٹر صاحب کھڑے ہیں اور انہوں نے گورنمنٹ کا point of view دینا ہے پہلے اُن کی بات سنیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! پہلے میری عرض سن لیں اور اس کے بعد اس issue پر گورنمنٹ کا اکٹھا ہی point of view آجاتا تو بہتر تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! آپ پہلے بھی اسمبلی میں رہے ہیں تو ہاؤس کا ایک decorum ہوتا ہے۔ منسٹر صاحب کھڑے ہیں انہیں بات کرنے دیں پھر میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): شکریہ۔ جناب سپیکر! بڑا اہم issue لغاری صاحب نے اٹھایا ہے اور اِن کی بات بالکل درست ہے کہ سندھ اسمبلی میں بات کی گئی پھر ان کے وزیر آبپاشی نے بھی کل پریس کانفرنس کی اور اپنا مؤقف بیان کیا۔ اس پر آج پنجاب حکومت کی طرف سے سینئر ایڈوائزر ذوالفقار کھوسہ صاحب پریس کانفرنس کر رہے ہیں، اِس کے بعد بھی اگر کوئی سوال رہ جاتا ہے تو کل متعلقہ وزیر آبپاشی یہاں موجود ہوں گے تو وہ آپ کے سوال کا جواب اور اپنا مؤقف بتائیں گے۔ لغاری صاحب کی بات بالکل درست ہے کہ یہ ایک serious issue ہے اور اس پر پنجاب حکومت نے notice لیا ہے جس پر ہم اپنا مؤقف بیان کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اب اس پر مزید بات کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف صاحب!

راولپنڈی میں امیدوار قومی اسمبلی شیخ رشید احمد پر حملہ

(۔۔۔جاری)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! لغاری صاحب نے جو پوائنٹ آف آرڈر یہاں پر اٹھایا جس کا وزیر خزانہ صاحب کی طرف سے جواب آیا اور کل اس پر دوبارہ بات کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ اس کے بعد میں ایک بہت ہی اہم issue پر بات کرنا چاہوں گا کیونکہ لاء منسٹر

صاحب آ گئے ہیں اور انہی کا انتظار تھا۔ کل ایک ناخوشگوار واقعہ راولپنڈی میں ہوا ہے جس کے بارے میں ہم نے کل بھی ہاؤس میں نشاندہی کی تھی اور کہا گیا تھا کہ اس حوالے سے لاء منسٹر صاحب ابتدائی تحقیقات کے بعد یہاں پر ایوان کو مطلع کریں گے اور جو بھی صورتحال ہے بتائیں گے۔ اس واقعہ کے بارے میں پوری قوم متفق بھی ہے کیونکہ یہ بہت ہی اہم واقعہ ہے۔ اب وہاں پر مختلف قسم کے pressure on ہیں تو حکومت کی طرف سے یہاں point of view آنے سے وہ صورتحال clear ہو سکتی ہے۔ میری آپ کی وساطت سے گزارش ہے کہ لاء منسٹر صاحب اپنے وعدے کے مطابق اگر اس بارے میں کوئی تفصیلات ہیں تو بیان فرمائیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ کا اور محترم قائد حزب اختلاف کا شکریہ کہ انہوں نے اس واقعہ کے بارے میں جو کل بات ہوئی تھی کا حوالہ دیتے ہوئے مجھے موقع دیا ہے۔ اس سلسلے میں رات بھی اور آج صبح بھی وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے high level security officials کی meetings hold کی ہیں اور اس انتہائی افسوسناک اور انتہائی قابل مذمت واقعہ پر حکومت اپنی تمام تر efforts کر رہی ہے کہ ان دہشت گردوں کو تلاش کیا جائے جنہوں نے یہ باعث مذمت act کیا ہے۔ اب تک کی ابتدائی تحقیقات کے مطابق یہ ایک target killing کا واقعہ تھا اور محترم شیخ رشید احمد کو target کیا گیا تھا۔ شیخ رشید احمد ایک منجھے ہوئے اور پرانے سیاستدان ہیں، ہمارا اُن کے ساتھ الیکشن میں ایک حریف امیدوار کے طور پر مقابلہ تو ہو سکتا ہے لیکن یہ جمہوریت کی روح کے عین مطابق ہے اور جمہوری سسٹم ہی اس بات کی اجازت اور مواقع فراہم کرتا ہے کہ لوگ قانون اور ضابطے کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کریں اور اُس مقابلے میں عوام کے فیصلے کو تسلیم کریں۔ ہمیں اس واقعہ کا انتہائی افسوس بھی ہے اور اس واقعہ کی ہم انتہائی مذمت بھی کرتے ہیں۔ ہم اس بات پر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بھی ہیں کہ شیخ رشید احمد اس واقعہ میں محفوظ رہے۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں سکیورٹی سے متعلق جو انتظامات کئے گئے ہیں تو حکومت پنجاب کا اس سلسلے میں یہ مؤقف ہے کہ اس مرحلے پر جب شیخ رشید احمد صاحب کو صدمہ ہوا کہ اُن کے بہت

ہی پیارے کارکن شہید ہوئے اور کچھ زخمی ہوئے ہیں۔ وہاں پر سکیورٹی پوری تھی، جیسے انہوں نے کہا ہم نے کر دیا اور وہاں پر کوئی lapses نہیں تھے تو اِس طرح کی بحث میں ہم نہیں پڑنا چاہتے لیکن اس کے برعکس ہمارا مؤقف یہ ہے کہ اگر کسی جگہ پر بھی کوئی lapses ہوئے ہیں تو RPO راولپنڈی کو already یہ احکامات دے دیئے گئے ہیں کہ وہ ان چیزوں کو اپنے طور پر inquire بھی کرے اور شیخ رشید احمد سے بھی پوری input لیں۔ اگر کوئی ذمہ دار آفیسر اس سلسلے میں قصوروار پایا گیا کہ اُس نے کسی جگہ پر کوئی lapse کیا ہے تو اُس کے خلاف تادیبی کارروائی بھی کی جائے گی اور آئندہ کے لئے اس بات کو ensure کیا جائے گا کہ اُن کی سکیورٹی میں کسی قسم کی غفلت نہ برتی جائے۔

جناب سپیکر! اس واقعہ سے متعلق مقدمہ نمبر 62 تھانہ پیرودھائی ضلع راولپنڈی بربیان محترم شیخ رشید احمد ولد شیخ احمد سکنہ لال حویلی راولپنڈی بجرم 7ATA, 302,324/34 درج رجسٹر کر لیا گیا ہے اور اس میں application شیخ صاحب نے خود لکھ کر اپنے دستخط اور تحریر سے دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں وہ چار لائنیں پڑھ دوں تو اس معزز ایوان کو اس بارے میں کافی زیادہ بہتر knowledge ہو جائے گا کہ اس واقعہ کی نوعیت کیا ہے:

> "ایس ایچ او پیرودھائی راولپنڈی۔ میں شیخ رشید احمد ولد شیخ احمد اپنے حلقہ 55 کے ضمنی الیکشن کے سلسلہ میں تقریباً 6 بجے شام اپنے خیابان کے دفتر سے انوارالحق، شہزاد عرف شادا، محمد احسن، محمد جاوید اور دیگر کئی ساتھیوں کے ہمراہ اپنے دفتر خیابان سے انتخابی مہم کے لئے نکلا۔ ابھی باہر سڑک کے قریب پہنچا ہی تھا کہ دو موٹر سائیکل سواروں نے جو مسلح کلاشنکوف تھے انہوں نے اندھادھند فائرنگ کر دی جس سے انوارالحق، شہزاد عرف شادا اور محمد جاوید موقع پر ہی فوت ہو گئے جبکہ محمد احسن، الیاس عباسی زخمی ہو گئے۔ میں نے دفتر میں واپس جا کر جان بچائی اور کافی دیر وہ کلاشنکوف سے فائرنگ کرتے رہے اور دہشت گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تین قتل اور دو افراد کو زخمی کیا۔ میں ہسپتال پہنچ کر یہ FIR لکھ کر ایس ایچ او کو دے رہا ہوں۔ دستخط انگریزی شیخ رشید احمد، مورخہ 8-2-2010"

جناب سپیکر! محترم شیخ رشید احمد کا stated اور written مؤقف ہے۔ باقی سیاسی طور پر بعض باتیں تھوڑا بہت آگے پیچھے ہوتی رہتی ہیں اور جذبات میں آکر بھی کوئی بات ہو جاتی ہے۔ شیخ رشید احمد کا بھی یہی version ہے کہ یہ دہشت گردی کا واقعہ ہے توان لائنوں پر ایک joint investigation team بنا دی گئی ہے جس میں پولیس کے علاوہ ISI اور IB کے high officials کو رکھا گیا ہے۔ ابتدائی تفتیش کے مطابق یہ confirm ہوتا ہے کہ یہ دہشت گردی کا واقعہ تھا اور target killing تھا اور اس کے تین aspects سامنے آرہے ہیں۔ میں فائنل بات نہیں کر رہا کیونکہ جب investigation فائنل ہو گی تو مزید بات ہو گی۔ اس کے علاوہ لال مسجد والا جو واقعہ تھا، اُس کی طرف بھی کچھ leads مل رہی ہیں لیکن جو نہی further investigate کرنے کے بعد کوئی بات سامنے آئے گی تو اس کے متعلق مزید بات بڑھائی جائے گی۔ زخمی محمد الیاس عباسی اور محمد احسن کو بھی bullet injuries آئی ہیں اور انہوں نے جن لوگوں کے خاکے وغیرہ بتائے ہیں اُس سے بھی کافی مدد ملی ہے۔ شیخ رشید احمد کے بائیں گھٹنے پر نیل گو ضربات پائی گئی ہیں یعنی اُن کو bullet injury نہیں ہے۔ اس سلسلے میں، میں on behalf of the Punjab Government اور اس معزز ایوان کے محترم شیخ رشید احمد سے اظہار افسوس بھی کرتا ہوں، اس واقعہ کی مذمت بھی کرتا ہوں اور انہیں اس بات کا یقین بھی دلاتا ہوں کہ وہ ہمارے لئے انتہائی محترم ہیں، وہ ہمارے محب وطن پاکستانی شہری ہیں، وہ ایک سیاست دان ہیں، وہ اسی کلاس سے تعلق رکھتے ہیں جس کلاس سے ہم سارے تعلق رکھتے ہیں اور یہ واقعہ جو ہوا ہے ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی میں ان ملزموں تک پہنچنے میں کامیاب ہوں گے اور ان کی سکیورٹی سے متعلقہ جو بھی arrangements ہیں وہ نہ صرف افسران کو یا جو متعلقہ ڈیپارٹمنٹس ہیں ان کو کہا گیا ہے بلکہ میں خود بھی خصوصی طور پر اس بات کا اہتمام رکھوں گا کہ اس سلسلے میں ان کو کسی شکایت کا موقع نہ ملے۔ اس کے علاوہ باقی جتنے بھی حلقوں میں ضمنی الیکشن ہو رہے ہیں ان میں این اے 123 ہو یا دوسرے حلقے ہوں تو وہاں پر بھی تمام امیدواران کو ملک کے مخصوص حالات کی وجہ سے ان کی سکیورٹی کے لئے احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ذرا ٹھہر جائیں، جو بات چل رہی ہے اس کو مکمل ہونے دیں۔جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔جناب سپیکر! جناب وزیر قانون نے کافی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔میں یہاں اس واقعہ کے حوالے سے چونکہ یہ بہت اہمیت کا حامل واقعہ ہے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن کی جانب سے تجاویز دینا اور نشاندہی کرنے کا مقصد کسی کے نقائص نکالنا نہیں ہوتا بلکہ بہتری کے لئے ہوتا ہے اور چونکہ ابھی تفتیش بھی ہونی ہے اور ضمنی الیکشن جو ہو رہے ہیں یہ کوئی آخری الیکشن نہیں ہیں۔جمہوریت نے یہاں پر چلنا ہے، پنپنا ہے اور اس کے بعد ہمیشہ، الیکشن جو ایک نئی روش اختیار کر رہے ہیں اس حوالے سے میں ایک گزارش کروں گا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ میرے بار بار لکھنے کے باوجود، RPO کو بھی میں نے کہا، چیف سیکرٹری کو بھی کہا اور ہوم سیکرٹری کو بھی کہا۔مجھے سکیورٹی نہیں دی گئی اور اب جبکہ وزیر قانون نے کہا ہے کہ آئندہ ان کو سکیورٹی دی جائے گی میں مطمئن ہوں۔شیخ رشید احمد کا خود کہنا ہے کہ میرے پاس اس وقت کوئی سکیورٹی نہیں تھی جبکہ میں ان کو بار بار لکھتا رہا ہوں، یہ ایک بہت بڑا security collapse تھا اور یہ الیکشن بہت کھینچ کر یہاں تک آیا تھا۔اس کے بعد ایک صورتحال یہ ہے کہ وہاں پر جو اس وقت تفتیشی ہے، ہماری پارٹی پاکستان مسلم لیگ کے جو ناظمین تھے، الیکشن میں ہوتا ہے کہ جس کا بھی پریشر ہوتا ہے اس کو اپنے ہزاروں ساتھیوں کے ساتھ شمولیت کرنا لیکن incentives کے ساتھ شمولیت کرنے کے لئے تو پھر دھیان کسی اور طرف جاتا ہے۔ جہاں پر یہ واقعہ ہوا ہے ہمارے ایک ناظم جس کا نام شاہد ہے شامل کرنے کے بعد اس کے بھائی کو چار پانچ دن پہلے وہاں پر ایس ایچ او لگایا گیا اور اس ایس ایچ او کی موجودگی میں ہماری پارٹی کے اور ہمیں جو وہاں سے اطلاعات ملی ہیں میں جناب وزیر قانون کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اس کی موجودگی میں وہاں پر یہ واقعہ ہونا اور بعد میں اس کا تفتیش کیا جانا، ہمیں اس کی تفتیش سے انصاف کی توقع نہیں ہے۔یہ political تبدیلیاں جو ابھی کی گئی ہیں ان کو بدلا گیا۔میں یہاں پر ایک بات گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ صوبوں میں بعض اوقات ہوتا ہے جیسا کہ سندھ میں ہوا ہے کہ ان کا پولیس infrastructure collapse کر گیا تو انہوں نے وہاں پر رینجرز کو بلایا، یہ constitutional بات ہوتی ہے، یہ عوام کی فلاح کے لئے

ہوتی ہے اس میں کوئی شرمساری والی بات نہیں ہوتی۔ جب لوگوں کے سر کٹ رہے ہوں، جب کوئی گولیاں لگ رہی ہوں، خون بہہ رہا ہو تو ان کی سکیورٹی کے لئے یہ ایجنسیاں رینجرز اور اس کے بعد آرمی وہیں پر موجود ہوتی ہیں۔ اگر سول انتظامیہ فیل ہو جائے اور گھوسٹ سکولوں کے لئے آرمی کو بلایا جا سکتا ہے، میٹر ریڈنگ کے لئے آرمی کو بلایا جا سکتا ہے، میرا خیال ہے کہ اس وقت اس الیکشن کے لئے میری تجویز ہے کہ وہاں پر رینجرز یا آرمی کو بلا لیا جائے ورنہ وہاں پر اور بھی جانیں ضائع ہونے کا خدشہ ہے اور یہ الیکشن وہاں پر انصاف کے تقاضے پورے نہیں کرے گا۔ وہاں پر شیخ رشید صاحب کو جو گلہ ہے کہ جہلم سے لے کر راولپنڈی تک اس وقت کے وہاں کے اپوزیشن لیڈر کی تبادلوں اور تقرریوں پر پوری command ہے، اسی کے ذریعے وہ سیاست کو pin down کر رہے ہیں، سیاسی لوگوں کو ہراساں کیا جا رہا ہے، سیاسی لوگوں کو نیچا دکھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ان کا جو رول ہے، چونکہ صوبے میں ان کی حکومت ہے لیکن حکومت کا یہ فرض ہے کہ ان کی حکومت میں جو نہیں ہیں جہاں تک بھی ہو سکے ان کو تحفظ فراہم کیا جائے۔ آج وزیر قانون نے جو کہا ہے میں توقع رکھتا ہوں چونکہ انہوں نے یقین دلایا ہے کہ ان کو سکیورٹی بھی فراہم کی جائے گی اور الیکشن کروانے کے لئے بہتر infrastructure مہیا کیا جائے گا۔ میں نے یہی گزارش کرنی تھی اور اسی بات کے ساتھ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے جو رینجرز کے حوالے سے بات کی ہے تو الیکشن کو free and fair کروانا اور اس کو manage کرنا بنیادی طور پر ذمہ داری سب کی ہے۔ میں اس ذمہ داری سے انکار نہیں کرتا، ذمہ داری صوبائی حکومت کی بھی ہے، تمام اداروں کی ہے، وفاقی حکومت کی ہے لیکن بنیادی ذمہ داری الیکشن کمیشن کی ہے۔ اگر وہاں سے تمام امیدوار یا کوئی امیدوار الیکشن کمیشن کو apply کرے کہ ہمیں وہاں پر اس قسم کے arrangements چاہئیں یا فلاں ادارے کو involve کیا جانا چاہئے تو اس میں، میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب حکومت کا قطعی طور پر وہاں پر کوئی rigid مؤقف نہیں ہو گا لیکن اب تک کی صورتحال میں کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی۔ دوسرا انہوں نے جو کہا کہ وہاں پر کوئی اس قسم کی

posting transfers ہو رہی ہیں جو کہ politically کسی کو damage یا فائدہ پہنچا سکتی ہیں تو اس کے لئے بھی میں دوبارہ ان کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہوں گا کہ یہ بات باقاعدہ الیکشن رولز میں درج ہے کہ جب کسی بھی سیٹ پر یا اگر جنرل الیکشن ہو رہا ہے اور جب شیڈول کا اعلان ہو جائے تو اس کے بعد ایسی transfer posting نہیں ہو سکتیں اور اگر ایسی transfer postings ہوں تو الیکشن کمیشن براہ راست اس کا نوٹس لینے کا ذمہ دار ہے بلکہ اختیار بھی رکھتا ہے۔ اگر اس قسم کی کوئی reservation ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ الیکشن کمیشن جس کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے اس کو بھی approach کیا جانا چاہئے اور اگر مناسب سمجھیں تو اس کے بعد in writing جس امیدوار کو بھی یہ گلہ ہے کہ فلاں آدمی کو فلاں جگہ پر لگا دیا گیا ہے تو وہ پنجاب حکومت کے بھی نوٹس میں لائیں تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ ہم اس بات کو پوری طرح ensure کرنے کا ارادہ بھی رکھتے ہیں اور اس کے لئے بھرپور کام کریں گے کہ وہاں پر الیکشن free and fair ہوں کیونکہ یہی جمہوریت کی بنیاد ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس پر کافی بات ہو گئی ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

(اذان ظہر)

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں! آپ کی کیا بات ہے؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! اس معزز ایوان کے تمام منتخب ممبران ہمارے لئے یقینی طور پر قابل احترام ہیں لیکن میں ایک بات عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ہم خواتین جو مخصوص نشستوں پر آئی ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر:This is no point of order جب Chair کی ruling آگئی ہے تو پھر اس کی ضرورت نہیں ہے۔براہ مہربانی تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سن لیں۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: بس اب بات ختم ہو گئی۔اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں اور تحریک استحقاق نمبر 7 جناب احسن رضا خان صاحب کی ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے بزنس چلانے دیں۔جناب احسن رضا خان صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں ایک انتہائی اہم issue پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس کے بعد آپ کی طرف آتا ہوں۔ذرا تحریک استحقاق پیش ہو جائے۔میں نے اب ان کو floor دیا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! انتہائی اہم issue ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! انہیں تحریک استحقاق پیش کرنے دیں میں اس کے بعد آپ کی طرف آتا ہوں۔ تحریک استحقاق لیتے ہیں، یہ تحریک جناب احسن رضا خان صاحب کی ہے۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا ایوان سے احتجاجاً واک آوٹ کر گئیں)

ڈی پی او قصور کا معزز رکن اسمبلی کا فون سننے سے انکار

جناب احسن رضا خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی

کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 13- دسمبر 2009 کو رات 8:30 بجے گاؤں قاضی والا میں جلسہ میں شرکت کے لئے جا رہا تھا کہ تھانہ کنگن پور نے مجھے راستہ میں سکیورٹی کے لئے باوردی پولیس کی ایک گاڑی بھیجی لیکن وہ سکیورٹی کی گاڑی تھوڑی ہی دور جا کر اچانک غائب ہو گئی۔ میں نے اسی وقت تھانہ کنگن پور فون کیا کہ میرے لئے جو سکیورٹی کی گاڑی بھیجی گئی تھی وہ کہاں چلی گئی ہے؟ اسی وقت تھانہ کے نائب محرر نے مجھے بتایا کہ وہ گاڑی جناب DPO قصور کے حکم پر واپس منگوا لی گئی ہے۔ میں نے فوری طور پر DPO کو فون کیا۔ DPO کا موبائل اس کے گن مین نے attend کیا۔ جب موبائل گن مین نے attend کیا تھا اس وقت DPO گاڑی میں موجود تھا اور اس کی گاڑی تھانہ کنگن پور کے area میں travel کر رہی تھی۔ DPO نے میرا فون سننے سے انکار کر دیا۔ بعد ازاں میں نے دو مرتبہ DPO کو فون کیا اس نے میرا فون سننا گوارہ نہ کیا۔ یہ بات بھی میرے علم میں آئی ہے کہ DPO نے تھانہ کنگن پور اور الہ آباد کو پابند کر دیا ہے کہ آئندہ پارلیمانی سیکرٹری کو کوئی سکیورٹی مہیا نہ کی جائے۔ میرا حلقہ انتہائی خطرناک ہے اور بحیثیت پارلیمانی سیکرٹری مجھے سکیورٹی لینے کا حق حاصل ہے۔ انہوں نے مجھے میرے آئینی اور قانونی حق سے محروم رکھنے کی مکروہ کوشش کی ہے۔ پولیس کی گاڑی واپس منگوا کر اور میرا فون نہ سن کر DPO موصوف نے میرا استحقاق مجروح کیا ہے لہٰذا مجھے اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس کی دو صورتیں ہیں کہ اگر محرک چاہیں تو ڈی پی او کو بلا کر اس کی کوتاہی کا نوٹس اور جو وہ چاہتے ہیں اس کے مطابق اس مسئلے کو حل کر دیا جائے اور اگر یہ چاہیں تو اسے دو دن کے لئے pending کر دیں اور اگر وہ بضد ہیں کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تو اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جب ہم supremacy of Parliament اور اپنے معزز اراکین کے استحقاق کی بات کرتے ہیں تو ایک سرکاری ملازم وہاں پر جائے تو اس کے لئے یہ سب کچھ کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں جبکہ ایک معزز ممبر جس کا یہ استحقاق ہے اور اس کے استحقاق کو مجروح کیا جاتا ہے تو

میرا خیال ہے کہ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جانا مناسب ہے اور اس پر action لیا جانا چاہئے۔ اس تحریک کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جاتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس ایوان میں آنے والے ایک اہم ترین issue پر اپنی چند معروضات پیش کروں گا کہ پچھلے ایک ہفتے سے سندھ اسمبلی میں پنجاب کے خلاف سیر حاصل بحث ہو رہی ہے اور پنجاب کو پانی چور کہا جا رہا ہے۔ پنجاب کو کہا جا رہا ہے کہ links canal غیر قانونی لگا رکھی ہیں اور سندھ کے وزیر آبپاشی نے بڑی لمبی چوڑی پریس کانفرنس کی ہے، جلوس نکالے گئے ہیں اور میں اسے جس پیرائے سے دیکھ رہا ہوں اسے اس اسمبلی میں بیان کروں گا کہ آج سے بیس پچیس سال پہلے کالا باغ ڈیم کے فنڈز release ہو گئے اور میں اس ڈیم کو میانوالی جا کر دیکھ کر آیا ہوں۔ اس کا سارا infrastructure lay ہو گیا تھا اور pillar بن گئے تھے تو اس وقت سندھ نے pressure built کیا اور آج کالا باغ ڈیم پر کسی کی جرأت نہیں کہ وہ اس ڈیم کا نام لے سکے۔ جب اس میں انہیں کامیابی ہو گئی تو آج ایک قدم آگے اٹھایا جا رہا ہے کہ آج links canal کی بات کر رہے ہیں۔ جیسے لغاری صاحب نے یہاں پر point out کیا ہے۔ Links canal چاہے چشمہ جہلم لنک یا تونسہ لنک ہو جس طرح انہوں نے Indus present treaty کی clauses بتائی ہیں اس کے تحت یہ پانی جو ہے حالانکہ ہم تو اس پر نالاں ہیں کہ تینوں مشرقی دریا انڈیا کے سپرد کئے گئے اور انڈیا نے اس ورلڈ بنک کے بننے والے consortium میں سب سے زیادہ payment کی تھی اور ورلڈ بنک نے بھی کی تھی جس میں تربیلا، منگلا، چشمہ اور تونسہ وغیرہ سب بنے تھے۔ اس وقت یہ بات طے تھی کہ یہ links بنیں گے اور چشمہ جہلم لنک کینال throughout تقریباً میرے سینے پر بنی ہیں۔ گو اس نے مجھے تباہ کاریاں دی ہیں لیکن میں خوش ہوں کہ اس سے جنوبی پنجاب آباد ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! آج وہ دس قدم آگے بڑھ گئے ہیں اور وہاں آج بات ہو رہی ہے کہ یہ links canals ختم کئے جائیں اور اسی Indus present treaty میں میری گریٹر تھل کینال بھی اسی منصوبے میں تھی۔ آدھی کوٹ پر اس کا main channel رکھا گیا تھا جسے flood canal کہا گیا۔ اب flood

canal اور perennial canal links میں انہوں نے full-fledged پانی دینا تھا لیکن آج وہاں پوری planning اور ایک منصوبے کے ساتھ 1991 کے Water Accord کو لا رہے ہیں جو ارسا نے کیا تھا اس accord میں ہمارے available resources کی distribution تھی links canals پر آج تک کبھی نہیں ہوا کہ کوئی اعتراض 1960 since سے ہو تو اس میں لغاری صاحب نے point out کیا ہے تو پنجاب حکومت اپنی پوری طاقت اور توانائی کے ساتھ face کرے گی لیکن یہ تب ہو گا کہ ہم اس اسمبلی کے forum سے unanimous قرارداد لائیں اور انہیں پیغام دیں جب یہ نیا issue جو وہ چھیڑنا چاہ رہے ہیں یہ کسی قیمت پر بھی acceptable نہیں ہے۔ ہم very mentally انہیں oppose کریں، flood canal گریٹر تھل ہے، گریٹر تھل کینال کے لئے ابھی ایک روپیہ بھی نہیں رکھا گیا اور وہ بھی ان سندھ والوں کے pressure میں نہیں رکھا گیا۔ اب گریٹر تھل کینال میں خوشاب، بھکر، لیہ اور مظفر گڑھ کے اضلاع بنجر پڑے ہیں، میں یقین سے کہتا ہوں کہ اگر گریٹر تھل بن جائے تو پورے پاکستان کی غذائی قلت اکیلی گریٹر تھل کینال پوری کر سکتی ہے تو میں کائرہ صاحب سے استدعا کروں گا کہ یہاں پر 70 فیصد لوگ زمیندار بیٹھے ہیں، انہیں کہیں کہ وہ پوری تیاری کے ساتھ آئیں اور ایک دن رکھ کر بھرپور طریقے سے اس پر بحث کریں اور اس حوالے سے ایک قرارداد لائیں اور انہیں message دیں اور اس میں کوئی کمی نہ کرنا ورنہ خدا کی قسم میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ جب پنجاب بنجر ہو گا تو پاکستان ختم ہو جائے گا۔ پنجاب ہی پاکستان کو feed کرتا ہے اور پنجاب کو جب تک زرعی طور پر مضبوط نہیں کریں گے تو اس وقت تک پاکستان نہیں بچ سکے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میری ایک منٹ بات سن لیں۔ مجھے چونکہ معلوم نہیں تھا کہ انہوں نے بات کیا کرنی ہے؟ جس طرح فنانس منسٹر صاحب نے ہاؤس کو بتایا ہے کہ آج سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ اس پر گورنمنٹ کی طرف سے پریس کانفرنس کر رہے ہیں۔ پہلے گورنمنٹ کا point of view سامنے آ جائے اس کے بعد اگر آپ اس ہاؤس میں بات کرنا چاہیں گے تو بات کر لینا اس وقت لاء منسٹر بھی موجود ہوں گے۔ بے شک اس پر ایک دن رکھوا لیں اس پر بات ہونی چاہئے۔ صوبوں میں پانی کے حوالے سے جو misunderstandings ہیں اور پنجاب جتنی قربانی دے رہا ہے، پانی کے حوالے سے بھی اور باقی issues کے حوالے سے بھی وہ قربانی سامنے آنی چاہئے۔ کل جب ہم Business

کی میٹنگ کریں گے تو اس کے لئے ہم time fix کروالیں گے۔ مستی خیل Advisory Committee صاحب! پلیز، تشریف رکھیں۔ شیخ صاحب بھی کھڑے ہیں میرے پاس ابھی کافی business ہے۔ میں ابھی تھوڑی دیر بعد آپ کو floor دیتا ہوں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں نیشنل اسمبلی میں سٹینڈنگ کمیٹی کا ممبر رہا ہوں، ظفر علی شاہ صاحب بھی پیپلز پارٹی کے ڈپٹی سپیکر تھے وہ آج کل ایم این اے ہیں۔ خورشید احمد شاہ اور ڈاکٹر فاروق ستار ممبر تھے۔ اس پر بڑی سیر حاصل گفتگو ہوئی تھی اور بڑی بحث ہوئی تھی۔ یہ بات طے ہے اور انہوں نے یہ بات خود بتائی تھی اور Water and Power Minister کی اس بارے میں پوری briefings ہیں کہ پنجاب قربانی دے رہا ہے اور یہ بڑے بھائی کا ثبوت دے رہا ہے۔ چشمہ جہلم لنک کینال جو ہے جیسا کہ ہمارے بھائی ملک وارث کلو صاحب اور لغاری صاحب نے کہا ہے کہ اس سے پہلے اس کے بارے میں کوئی بات نہیں ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کے دماغ اس سٹینڈنگ کمیٹی میں شامل تھے اور اس پر سیر حاصل گفتگو ہوئی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مستی خیل صاحب! میں نے آپ کی بات سن لی ہے اور سمجھ گیا ہوں۔ ابھی بہت زیادہ business پڑا ہے مجھے کارروائی کرنے دیں۔ آج ان کی پریس کانفرنس ہو جائے اس کے بعد بات کریں گے۔ بسراء صاحب! میرے پاس business بہت زیادہ ہے پلیز، آپ تشریف رکھیں۔ شیخ صاحب! میں تھوڑی دیر بعد آپ کی طرف آتا ہوں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں نے بہت اہم بات کرنی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، میرے پاس بہت زیادہ business ہے۔ میں بار بار کہہ رہا ہوں پلیز، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ کیا فرمانا چاہتی ہیں؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! ابھی خواتین کی reserved seats کے بارے میں comments دیئے گئے تھے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے اوپر comments کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اس پر Chair کی ruling آ چکی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ وزیر قانون مجالس قائمہ میں ترامیم کی تحریک پیش کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین حزب اقتدار ایوان سے واک آؤٹ کر گئیں)

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150(1) کے تحت تحریک کا پیش کیا جانا

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150(1) کے تحت قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے رانا اعجاز احمد نون، ایم پی اے پی پی۔204 کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی بجائے مجلس قائمہ برائے مذہبی امور و اوقاف، جناب احمد خان بلوچ، ایم پی اے پی پی۔211 کو مجلس قائمہ برائے مذہبی امور و اوقاف کی بجائے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 مرحومہ غزالہ فرحت سابقہ ایم پی اے کی وفات سے مجلس قائمہ برائے زکوٰۃ و عشر کی خالی ہونے والی نشست پر محترمہ سیمل کامران، ایم پی اے ڈبلیو۔362 اور محترمہ شمائلہ رانا سابقہ ایم پی اے کے استعفیٰ سے مجلس قائمہ برائے مذہبی امور و اوقاف کی خالی ہونے والی نشست پر سردار عاطف حسین خان مزاری، ایم پی اے پی پی۔250 کو منتخب رکن قرار دیا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150(1) کے تحت قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے رانا اعجاز احمد نون، ایم پی اے پی پی۔204 کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی بجائے مجلس قائمہ برائے مذہبی امور و اوقاف، جناب احمد خان بلوچ، ایم پی اے پی پی۔211 کو

مجلس قائمہ برائے مذہبی امور و اوقاف کی بجائے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 مرحومہ غزالہ فرحت سابقہ ایم پی اے کی وفات سے مجلس قائمہ برائے زکوٰۃ و عشر کی خالی ہونے والی نشست پر محترمہ سیمل کامران، ایم پی اے ڈبلیو۔362 اور محترمہ شمائلہ رانا سابقہ ایم پی اے کے استعفیٰ سے مجلس قائمہ برائے مذہبی امور و اوقاف کی خالی ہونے والی نشست پر سردار عاطف حسین خان مزاری، ایم پی اے پی پی۔250 کو منتخب رکن قرار دیا جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (1)150 کے تحت قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے رانا اعجاز احمد نون، ایم پی اے پی پی۔204 کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی بجائے مجلس قائمہ برائے مذہبی امور و اوقاف، جناب احمد خان بلوچ، ایم پی اے پی پی۔211 کو مجلس قائمہ برائے مذہبی امور و اوقاف کی بجائے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 مرحومہ غزالہ فرحت سابقہ ایم پی اے کی وفات سے مجلس قائمہ برائے زکوٰۃ و عشر کی خالی ہونے والی نشست پر محترمہ سیمل کامران، ایم پی اے ڈبلیو۔362 اور محترمہ شمائلہ رانا سابقہ ایم پی اے کے استعفیٰ سے مجلس قائمہ برائے مذہبی امور و اوقاف کی خالی ہونے والی نشست پر سردار عاطف حسین خان مزاری، ایم پی اے پی پی۔250 کو منتخب رکن قرار دیا جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ذرا ٹھہر جائیں۔ مجھے تحریک التوائے کار لینے دیں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو خواتین reserved seats پر ہیں۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر اب کوئی بات نہیں ہوگی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ابھی خواتین نے واک آؤٹ کیا ہے ۔ یہ مسئلہ ایک منٹ میں حل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے کس بات پر واک آؤٹ کیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! خواتین نے اس لئے واک آؤٹ کیا ہے کہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ نے ایک فقرہ ایسا کہا ہے جس سے خواتین کی دلآزاری ہوئی ہے اور وہ فقرہ یہ بولا ہے کہ "یہ جس دنیا سے آئی ہیں" اگر یہ حذف کر دیا جائے تو یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ جب آپ تشریف نہیں رکھتے تھے تو اس وقت محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ نے کہا کہ یہ خواتین، جو ہماری معزز رکن ہیں "یہ جس دنیا سے آئی ہیں۔" وہ فقرہ واقعی غلط ہے وہ آپ حذف کر دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شیخ صاحب غلط بات کر رہے ہیں، انہیں کچھ نہیں پتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اگر آپ نے بات کرنی ہے تو یہاں آ کر کریں، اس طرح کھڑے ہو کر آپ نہیں بول سکتیں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ ان کے حق میں بات کی جا رہی ہے اور ان کو یہی سمجھ نہیں آ رہی ہے۔ ان کا جو جھگڑا تھا یا معزز رکن نے ان کے بارے میں جو بات کی ہے وہ نہیں کہنی چاہئے تھی، وہ الفاظ آپ حذف کر دیں۔ بے شک آپ آمنہ الفت صاحبہ سے پوچھ لیں یہی بات ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آمنہ الفت صاحبہ! آپ بتائیں کہ مسئلہ کیا ہوا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ۔۔۔

معزز ممبران: ان کو مسئلے کا نہیں پتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ کو بھی نہیں پتا کیونکہ میرے ساتھی کہہ رہے ہیں کہ آپ کو نہیں پتا۔ چودھری غفور صاحب اور گھرکی صاحب! آپ دونوں جائیں اور پوچھ کر آئیں کہ خواتین نے کس بات پر واک آؤٹ کیا ہے؟

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف بھی واک آؤٹ کر گئیں)

تحاریک التوائے کار

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب آپ مجھے اجازت دے دیں جو میں آپ سے دو منٹ مانگ رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میں نے ابھی تحاریک التوائے کار شروع کرنی ہیں، ابھی کافی business پڑا ہے، کافی motions ہیں اور قراردادیں بھی کافی ہیں۔ میں آپ کو تحاریک التوائے کار کے بعد ٹائم دیتا ہوں۔ سب سے پہلے تحریک التوائے کار نمبر 63 پیر ولایت شاہ کھگہ صاحب کی ہے۔ یہ move ہو چکی ہے اور pending ہوئی تھی۔ ابھی منسٹر صاحب بات کرتے ہیں۔ منسٹر صاحب! کیا اس کا جواب آ چکا ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا اس کو کل تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ 2010-2-2 کو move ہوئی تھی ابھی تک اس کا جواب نہیں آیا۔ اس کی کیا وجہ ہے ابھی تک اس کا جواب کیوں موصول نہیں ہوا، یہ کس محکمے سے جواب آنا ہے؟

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! یہ جواب دینے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! آپ اسے دو دن کے لئے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ دو دن کے لئے pending نہیں ہو گی یہ پہلے ہی 2010-2-2 کو move ہوئی تھی ۔ یہ صبح تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ منسٹر صاحب! آپ نے اس کا جواب لے کر آنا ہے۔ اگر جواب نہ آیا تو پھر محکمے کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کی جائے گی کیونکہ یہ اسمبلی کا business ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ میری اس بارے میں باقاعدہ ruling ہے اگر کل تک اس کا جواب نہ آیا تو پھر آپ نے بتانا ہے کہ آپ نے محکمے سے متعلقہ لوگوں کے خلاف کیا کارروائی کی ہے؟

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! آپ کی بہت مہربانی۔ میں بھی یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے جو تحریک پیش کی تھی اس میں میرا مطلب بھی یہی تھا کہ سول ہسپتال ساہیوال میں اتنی کرپشن

اور لا قانونیت ہے۔ وہاں ایم ایس بیٹھا ہے جس کا کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ میں نے یہ تحریک out of turn اس لئے لی تھی کہ وہاں پر ڈاکٹر ہڑتال پر ہیں، وہاں پر وکیلوں اور ڈاکٹروں کا جھگڑا ہو گیا ہے۔ ڈاکٹروں نے وکیلوں کے ساتھ بدتمیزی کی ہے اور اس پر کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں۔ میری آپ سے گزارش یہی ہے کہ جیسے آج یہاں پر مسئلہ سامنے آیا ہے تو وہ جواب دینے کے لئے ہی تیار نہیں ہیں۔ وہاں پر سارا ماحول non-serious ہے اس لئے مہربانی کریں، اس کا جواب بھی آنا چاہئے نیز میری گزارش ہے کہ اس پر ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو دیکھے کہ وہاں پر کتنی کرپشن ہو رہی ہے، وہاں پر کتنے لوگ suffer کر رہے ہیں اور وہاں پر انتظامیہ کا کوئی کنٹرول نہیں ہے تو میری آپ سے گزارش ہے اس کا جواب بھی آ جائے لیکن اس پر ایک Special Committee ہو جو اس معاملے thrash out کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کھگہ صاحب! میری بات سنیں کہ اب ہم نے آگے تو rules کے مطابق چلنا ہے۔ Let the reply come. اور اس کے بعد دیکھتے ہیں۔ کل تک اس کو pending کرتے ہیں۔ جی، اس کے بعد اگلی تحریک نمبر 627/09 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے یہ بھی pending ہوئی تھی اس کا جواب آ چکا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کا جواب آ بھی چکا ہے اور جو میں floor پر بات کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں، لاء منسٹر صاحب اور سیکرٹری C&W نے اس پر میٹنگ کی تھی اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو لاء منسٹر صاحب کے سامنے یہ بات ہونی چاہئے کیونکہ یہ ایک اہم issue ہے اس کے اندر escalations کا مسئلہ ہے اور overhead bridge کا مسئلہ ہے اور اس کے اندر جو بات چیت ان کے ساتھ ہوئی ہے تو منسٹر صاحب کے سامنے ہو جائے تو بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پھر اس کو کل کے لئے pending کر لیتے ہیں۔ اگلی تحریک 13/10 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ وہ والا issue ہے جس میں خواتین کو میں نے کہا ہے کہ جو 30 سال سے اوپر کی خواتین ہیں ان کو 17 فیصد کے قریب نوکریوں میں حصہ دیا جائے۔ کل اس پر بات ہوئی

تھی اور سپیکر صاحب نے ruling دے دی تھی کہ کل اس پر ہم open discussion کریں گے اور خواتین کی بھی رائے لیں گے۔ یہ ان خواتین کا معاملہ ہے جو کسی وجہ سے جن کی شادی ہو سکتی ہے اور نہ ان کو نوکریاں ملتی ہیں تو ساری عمر ان کو پریشانی لاتی رہتی ہے، یہ ایک burning issue ہے اس پر آپ آج اجازت دے دیں تا کہ اس پر عام بحث ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ بہت burning issue ہے لیکن اس کو صبح بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں رکھ لیتے ہیں اور اس میں discussion کر کے اس پر بحث کے لئے دن مقرر کر لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو آپ مناسب سمجھیں لیکن کل انہوں نے یہ کہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ سپیکر صاحب نے اس پر کوئی ruling نہیں دی ہوئی، چونکہ آپ نے کہا کہ سپیکر صاحب نے ruling دی ہوئی ہے تو میں اس حساب سے بات کر رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کو عرض کرتا ہوں کہ سپیکر صاحب نے کہہ دیا تھا اور پھر سیکرٹری صاحب نے اس طرف توجہ دلائی تھی کہ پورے ممبران نہیں ہیں، جتنے ممبران ضروری ہیں یا نہیں ہیں تو اس پر ہم کل فیصلہ کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے لئے اگر آپ rules کو دیکھیں تو 62 ممبران کم از کم چاہئیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں بھی وہی عرض کر رہا ہوں تو پھر کل کے لئے رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کل کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد اگلی تحریک سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ الفت اور محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی ہے یہ بھی pending چلی آ رہی ہے اور پڑھی جا چکی ہے۔ یہ بھی کل تک کے لئے pending چلی آ رہی ہے اور اس کے بعد نوید انجم صاحب کی تحریک نمبر 828/09 ہے۔

لکھوڈیر لاہور میں فیکٹریوں اور کارخانوں میں ٹائر جلانے سے علاقے میں موذی امراض پھیلنے کا خدشہ

جناب محمد نوید انجم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حلقہ پی پی۔145 لاہور کی آبادیوں لکھوڈیر شادی پورہ، داروغہ والا کے علاقے میں سینکڑوں کی تعداد میں فیکٹریاں اور کارخانے ہیں ان میں لوہے کو melt کیا جاتا ہے اور رنگ وروغن پرانی گاڑیوں کو کیا جاتا ہے۔ ان فیکڑیوں میں پرانا لوہا حاصل کرنے کے لئے پرانے ٹائر جلائے جاتے ہیں، ٹائروں کے جلنے کی وجہ سے ان علاقوں میں ہر وقت دھوئیں کے بادل چھائے رہتے ہیں اور ان فیکڑیوں کا مضر صحت پانی گلیوں میں چھوڑ دیا جاتا ہے اس وجہ سے اس علاقے میں دمہ، کھانسی اور گلے و دیگر موذی امراض پھیل رہے ہیں۔ اس بارے میں محکمہ تحفظ ماحولیات کے متعلقہ افسران اور اہلکاران کو مطلع کیا گیا اور ساری صورتحال کا موقع ملاحظہ کروایا گیا مگر ان فیکٹریوں اور کارخانوں اور ان کے مالکان کے خلاف کوئی action نہیں لیا گیا اس وجہ سے میرے حلقے کے عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک التوائے کار کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر موصوف! اس پر کوئی جواب آیا ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے اور میں جواب ایوان میں پڑھ دیتا ہوں۔ یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔145 لکھوڈیر، شادی پورہ و داروغہ والا اور پاکستان منٹ کے ارد گرد کے رہائشی علاقوں میں سینکڑوں کی تعداد میں فیکٹریاں اور کارخانے موجود ہیں جن میں زیادہ تر سٹیل ملز ہیں اور بقیہ کئی قسم کے کارخانے بطور industry cotton قائم ہیں۔ سٹیل ملز میں اکثر چوری چھپے بالخصوص سردیوں میں پرانے ٹائر بطور ایندھن استعمال ہوتے ہیں جو فضائی آلودگی کا باعث بنتے ہیں۔ پرانے ٹائر ربڑ اور آئرن سکریپ کو استعمال کرنے والی ایسی 71 فیکٹریوں اور کارخانوں کے خلاف پاکستان کے تحفظ ماحول ایکٹ 1997 کے تحت کارروائی کی گئی اور 36 فیکٹریوں کے cases ماحولیاتی عدالت میں بھیجے گئے ہیں جن میں چھ یونٹوں کو عدالت نے جرمانہ کیا ہے اور بقیہ cases ابھی زیر سماعت ہیں۔ اسی طرح ضلعی افسر

تحفظ ماحولیات نے بھی آٹھ سٹیل ملز کے خلاف Pakistan Penal Code اور Punjab Local Government Ordinance, 2001 کے تحت سات یونٹوں کو seal کر دیا ہے اور ایک کے خلاف ایف آئی آر درج کر دی گئی ہے۔ مذکورہ علاقوں میں زیادہ آبادیاں اور فیکٹریاں بغیر کسی منصوبہ بندی کے خود بخود وجود میں آئی ہیں اس لئے ان علاقوں میں بنیادی سہولتوں کا فقدان ہے۔ ناقص سیوریج کی وجہ سے فیکٹریوں اور گھروں کا گندہ پانی گلیوں میں چھوڑ دیا جاتا ہے اور گندے پانی کی مناسب نکاسی مقامی حکومت کا کام ہے تاکہ ان علاقوں میں مضر صحت بیماریاں نہ پھیلیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ سٹیل ملز میں پانی pre-rolling bodies کو ٹھنڈا کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور استعمال شدہ پانی میں کوئی خاص آلودگی نہیں ہوتی، مسئلہ صرف مناسب نکاسی کا ہے۔ محکمہ تحفظ ماحولیات کے انسپکٹر ان علاقوں کا وقتاً فوقتاً دورہ کرتے رہتے ہیں تاکہ مزید کارخانوں، سٹیل ملز جو ٹائر استعمال کرتے ہیں ان کا کھوج لگا کر ان کے خلاف بھی قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اس علاقے میں لوہے کو melt کرنے کے لئے ٹائرز کو جلایا جاتا ہے اور ایک ٹائر اگر روڈ پر جلا دیا جائے تو سارے گزرنے والوں کا سانس لینا مشکل ہو جاتا ہے۔ جس آبادی میں بلاناغہ 14 ملز اس جرم میں شریک ہیں جو بلاناغہ ٹائر استعمال کرتی ہیں، میرا سوال یہ ہے کہ کیا ایسے محکمے جن کا وزیر صاحب نے نام لیا ہے کہ یہ انہوں نے کارروائی کی ہے اور انہیں جرمانے کئے ہیں یہ ان کی صحت کا متبادل ہو سکتا ہے اور جن لوگوں کی صحت بلاناغہ گر رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نوید انجم صاحب! جب تحریک التوائے کار دیتے ہیں تو اس پر after short statement or argument جو گورنمنٹ کی طرف سے reply آئی ہے وہ ہو نہیں سکتی، صرف آپ یہ دیکھ لیں کہ ان کی طرف سے جو reply آئی ہے اس پر آپ مطمئن ہیں یا نہیں ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جو فیکٹریاں ٹائر جلاتی ہیں ان کے خلاف کارروائی نہیں ہوئی ہے اور کارروائی ان کے خلاف ہوئی ہے جن کی وجہ سے گھروں میں شور مچتا ہے، شور کی وجہ سے seal کر دی

گئی ہیں یا ان کے کوئی ہمسایوں کے ساتھ problems ہیں اور وہ کیسز ٹربیونل تک گئے ہیں مگر جن ملز نے ٹائر جلائے ہیں وہ 14 کی 14 اب بھی جلاتی ہیں اور بلاناغہ جلاتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے آپ اس کو دیکھیں، یہ environmental hazard ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل تحفظ ماحولیات کے حوالے سے بڑا ہی hot issue ہے لیکن اس حوالے سے جہاں جہاں بھی ان کا کھوج لگایا گیا ہے ان کو spare نہیں کیا گیا اور بالکل ڈی او تحفظ ماحولیات کی زیر نگرانی ایک ٹیم بنائی گئی ہے اور ڈی سی او concerning بھی اس معاملے میں ان کے ساتھ attach ہیں۔ ان کو جرمانے بھی کئے گئے ہیں اور میں اس چیز کو on the floor of the House ensure کرتا ہوں اگر اس قسم کی فیکٹریاں یا ملز ہیں جو ابھی تک ٹائرز استعمال کر رہی ہیں اور جن پر ابھی تک grip نہیں کی گئی یہ identify کریں ہم بالکل اس پر ایکشن لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری عبدالغفور صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے میری ایک ذمہ داری لگائی تھی اور آج ہماری ایک معزز رکن نے on the floor جو باتیں کی ہیں اور باقی تمام خواتین جن کا تعلق اپوزیشن سے بھی اور حکومتی جماعت سے بھی تھا انہوں نے اس پر walkout کیا ہے اس کے لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ انسان کا جسم ایک دکان کی مانند ہے اور زبان اس کا تالا ہے جب تالا کھلتا ہے تو پتا چلتا ہے کہ یہ دکان سونے کی ہے یا کوئلے کی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب ہم یہ سب کچھ afford نہیں کر سکتے جو کچھ ہو رہا ہے اور ہم کوئی اس طرح کی language afford نہیں کر سکتے اور جس معزز ممبر نے یہ بات کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ on the floor یہ الفاظ حذف ہونے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ الفاظ کیا تھے؟

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں وہی عرض کر رہا ہوں۔انہوں نے discrimination کی جو بات کی ہے کہ میں elect ہو کر آئی ہوں اور یہ special seats پر آئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کے اندر on the floor ایسی کوئی بات نہیں ہونی چاہئے۔ یہاں سب ممبران برابر ہیں، کسی ممبر کو یہ بات نہیں کرنی چاہئے کہ میں الیکشن لڑ کر آیا ہوں۔ تمام ممبران کے حقوق بالکل برابر ہیں as a member سب اس پر بات کر سکتے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ on the floor یہاں آکر معذرت کریں گی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! وہ میں دیکھتا ہوں۔ پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! بات صرف اتنی سی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ سپیکر صاحب جب اس کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے اور میں بھی یہاں پر بیٹھا ہوں۔ ایک دو incidents اس طرح کے ہوئے ہیں تو جب Chair کی ruling آ چکی ہے کہ تمام معزز ممبران برابر ہیں تو اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ کوئی دوسری بات رہ نہیں جاتی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کیا آپ اپنا احتجاج ختم کر کے اندر آئی ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: نہیں، سپیکر صاحب نے جو بات کی ہے میں وہ بتانے آئی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ابھی میٹنگ میں تمام خواتین سپیکر صاحب کے چیمبر میں گئی تھیں۔ سپیکر صاحب سے انہوں نے اپنے دل کی پوری بات کی اور اسے تفصیلاً discuss کیا گیا ہے۔ چودھری غفور صاحب وہاں موجود تھے۔ سپیکر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ floor پر apologize کریں گی ورنہ وہ اُس وقت تک floor پر نہیں آ سکتیں اور ہر وہ ممبر جو اس معاملے کو discrimination میں لے کر جائے گا اس کے لئے بھی یہی سزا ہے لہذا سپیکر صاحب نے یہ بات کہی ہے اور وہ میں نے آپ کو convey کر دی ہے۔ چونکہ چودھری غفور صاحب نے convey نہیں کی

تھی ہم سُن رہے تھے اس لئے میں نے سپیکر صاحب کی بات convey کی ہے۔ سپیکر صاحب نے اپنے چیمبر میں یہ بات کی ہے کہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ floor پر apologize کریں گی ورنہ وہ floor پر اس وقت تک نہیں آئیں گی جب تک وہ apologize نہیں کرتیں۔ میرا فرض تھا کہ میں سپیکر صاحب کی بات آپ تک پہنچادوں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نور نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ۔۔۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ اپنی سیٹ پر جا کر بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی سیٹ پر آجائیں ناں!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! ایسی کوئی بات نہیں ہوئی جس کے اوپر یہاں پر اتنا زیادہ issue create کیا جارہا ہے۔ مجھے آج تک یہ چیز سمجھ نہیں آسکی کہ اس ہاؤس میں اس صوبے کے مسائل کی بات ہو رہی ہوتی ہے اُس وقت بھی چشمہ کینال کی بات ہو رہی تھی۔ ہم بات کر رہے تھے اس صوبے کے پانی کی، ہم بات کر رہے تھے اس صوبے کے حقوق کی۔ ایک بار نہیں بارہا یہ بات یہاں کہی جاچکی ہے اور سپیکر کی ruling بھی آچکی ہے۔ جس طرح میں ایک ایم پی اے ہوں، میرا ایک ووٹ ہے۔ ہماری جو معزز بہنیں ہیں وہ بھی معزز ایم پی ایز ہیں they are Hon' able MPAs میرا اس ہاؤس کے اندر جو privilege ہے وہی privilege اس ہاؤس کے اندر میری ان بہنوں کا ہے۔ مجھے اس complex کی سمجھ نہیں آرہی کہ بار بار ہر روز یہ تماشا اس ایوان کے اندر لگایا جاتا ہے اور گھنٹوں وقت ضائع کر دیا جاتا ہے اس complex کے اندر جو ایک status complex ہے مجھے نہیں سمجھ آرہی کہ یہ کیا بات کی جارہی ہے؟ جہاں تک شہزادی عمرزادی ٹوانہ صاحبہ کی بات ہے انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی جس کے اوپر اتنا بڑا تماشا create کیا جائے اور یہ حق کسی ممبر کو نہیں دے سکتے کہ وہ یہاں آکر یہ کہے کہ فلاں on the floor of the House نہیں آسکتا۔ اُنہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔ ہم اس بات پر بھرپور احتجاج کریں گے اگر ان کے ساتھ اس طرح کی کوئی

discrimination کی گئی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ لوگوں کے ووٹوں سے elect ہو کر آئی ہیں اور یہ خواتین بھی special seats سے elect ہو کر آئی ہیں لیکن دونوں ایم پی ایز ہیں۔ خدارا اس status complex کو ختم کریں اور اس صوبے کی بات کریں اور ہم کسی کو یہ حق نہیں دے سکتے کہ کسی ممبر کو کوئی یہ کہے کہ وہ on the floor of the House نہیں آ سکتا۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: سیمل کامران صاحبہ! دیکھیں، بات بڑی سیدھی سی ہے۔ میری بات سُنیں۔ اگر آپ اپنا احتجاج ختم کر کے اندر آئی ہیں تو بات کر سکتی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں علی نور نیازی صاحب کی بات کی بالکل تائید کرتی ہوں کہ یہاں پر بات ہو رہی تھی پانی کی، صوبے کے حق کی، جو سندھ اسمبلی میں پنجاب کے خلاف باتیں ہوتی ہیں، پنجاب کو چور کہا جاتا ہے۔ آپ مجھے بتا دیں، میں آپ سے پوچھتی ہوں کہ اس بات کا reserve seats سے کیا تعلق ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات کر لیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir, please let me finish.

یہاں پر یہ روایت ہی ڈال دی گئی ہے شاید یہ ہمیں کہہ تو دیتے ہیں کہ ہم ان کی بہنیں ہیں ہم ان کے ساتھ ممبرز ہیں، سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ۔۔۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پھر یہ چاہتے کیا ہیں؟

MRS SEEMAL KAMRAN: Mr. Speaker! Excuse me, let me finish. We are not here to make relationships.

ہم اس ہاؤس کے ممبر ہیں، براہ کرم ہمیں ممبر رہنے دیا جائے۔ پانی کی بات ہوتی ہے، گیس کی بات ہوتی ہے اور بجلی کی بات ہوتی ہے ہر issue پر ہمیں یہ کہہ کر چپ کروا دیا جاتا ہے کہ یہ reserved seats پر آئی ہیں اور آج جو discrimination کی بات کی جا رہی ہے محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ صاحبہ جن کا میں بہت احترام کرتی ہوں پچھلی مرتبہ میری پارٹی کی reserved seat پر ایم این اے تھیں وہ فنڈز میری پارٹی سے لیتی رہیں reserved seats پر as an

MNAپنجاب سے فنڈ لیتی رہیں۔ آج وہ as an MPA انہی reserved seats کے فنڈز کی وجہ سے electہو کر آئی ہیں۔ ہمیں بھی فنڈز دیں ہم بھی لڑ کر آسکتے ہیں۔ ہر بات پر، کوئی بات ہوتی ہے کسی تحریک التوائے کار پر تو یہ کہہ دینا کہ یہ ٹشو پیپرز ہیں، جبPrivilege Motion کی بات ہو رہی ہو تو یہ کہہ دینا کہ یہ خیراتی سیٹیں ہیں۔ آپ majority میں ہیں ان خیراتی سیٹوں کو ختم کر دیں۔ آپ کیوں نہیں amendments لے کر آتے؟ ہم اس ہاؤس میں بیٹھے ہیں، ہم آئین اور قانون کے مطابق بیٹھے ہیں۔ آپ اس ہاؤس میں بیٹھ کر، majority میں آکر اسی آئین اور اسی قانون کے مطابق ہمیں اُٹھا کر باہر پھینک دیں لیکن خُدارا ہماری اس طرح تذلیل کرنا بند کریں۔ ہم کس طرح عوام کی بات کریں گے، ہم کس طرح issues پر بات کریں گی، جب ہر بات پر ہمیں ٹشو پیپر کہہ دیا جاتا ہے کیا یہ discrimination نہیں ہے، خیراتی سیٹیں کیا ہوتی ہیں، minority والے بھی خیراتی سیٹوں پر آئے ہیں، ہمیں بولنے نہیں دیا جاتا اس لئے کہ ہم عورتیں ہیں اور یہ کس قسم کا انصاف ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے اپنی بات کر لی؟

جناب محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ، تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بھی اپنا walkout ختم کر کے اندر آکر بات کر رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): نہیں، جو issue چل رہا ہے میں اس پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، پھر میرا خیال ہے کہ walkout ختم کریں کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ میں walkout ختم کر کے آئی ہوں اس لئے انہوں نے بات کی ہے کیونکہ جو بات سپیکر چیمبر میں چل رہی ہے پہلے اس کو ختم تو کر لیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! میں وہی بات کرنا چاہ رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! ہم ابھی جب سپیکر صاحب کے چیمبر میں تھے چودھری غفور صاحب ہمیں باہر بُلانے آئے ہم ان کو بھی اپنے ساتھ لے کر گئے ہیں اور سپیکر صاحب نے یہ assurance دی کہ آپ اپنا بائیکاٹ ختم کریں اور جیسے ابھی ڈاکٹر سامیہ امجد نے آپ کو بتایا کہ سپیکر صاحب نے جب یہ کہہ دیا کہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ واپس آئیں اور واپس آکر معذرت کریں اور اگر وہ معذرت نہیں کرتیں تو ان کو rules کے تحت سزا دی جائے گی کہ وہ ایک دن کے لئے ہاؤس میں نہیں آئیں گی۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ آج کے بعد سپیکر صاحب کے آرڈرز کے باوجود اگر کوئی اس issue کو دوبارہ اُٹھاتا ہے، کوئی بھی reserved seats کے متعلق اس issue کو اسمبلی میں دوبارہ اٹھاتا ہے تو اُس کو بھی اُسی طرح کی punishment دی جائے گی۔ میرا خیال ہے کہ اس بات کے بعد یہاں جو ابھی نور خان نیازی صاحب نے بات کی ہے مجھے بہت افسوس ہوا انہوں نے کہا کہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ نے ایسی کوئی بات ہی نہیں کی تو میرا خیال ہے کہ یہ complexes ان مردوں کو ہیں جو ان کے ساتھ بیٹھی ہوئی خواتین ہیں وہ ان سے زیادہ perform کر رہی ہیں۔ آج جس خاتون ممبر نے یہاں پر reserved seats کا یہ سوال اٹھایا ہے ان کی اپنی کارکردگی ان دو سالوں کے اندر کیا ہے؟ وہ خود تو ایک دن یا پندرہ منٹ کے لئے اسمبلی میں آتی ہیں اور وہ یہاں پر بیٹھی ہوئی تمام خواتین کا استحقاق مجروح کر کے پانچ منٹ میں مائیک آن کرواتی ہیں، بات کرتی ہیں اور چلی جاتی ہیں یہ ان کی جنرل سیٹ کی کارکردگی ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ اس طرح کی باتیں کر کے reserved seats کی خواتین کی تضحیک نہ کریں۔ یہ تمام ان مردوں کے complexes ہیں ۔ یہ اپنے complexes کو باہر نکالنے کے لئے خواتین کو issue بناتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ جب سپیکر صاحب نے ruling دے دی ہے تو اس کے بعد اس چیز کو اس ایوان میں دوبارہ discuss نہیں ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! ruling جو ہے ناں! ایک منٹ ذرا۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): یا تو آپ اس issue پر بات کرنے کے لئے ٹائم نہ دیا کریں، اگر کوئی خواتین کے حوالے سے بات کرتا ہے تو اس کا مائیک بند کر دیا کریں یا تو یہ سب کے ساتھ برابری ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے اوپر میں اپنا decision دیتا ہوں آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): بہت شکریہ جناب سپیکر! یہاں پر ابھی نور خان نیازی صاحب reserved seats پر بڑی دھواں دار تقریر فرما رہے تھے تو اس پر میں صرف دو گزارشات کرنا چاہتا ہوں اگر بات سُن لی جائے تو یہ جو 1973 کا Constitution ہے جس کو ہم سب متفقہ طور پر کہتے ہیں۔ Constitution of Pakistan, Article 51 and 106 which is mandatory اور اس میں لکھا ہے کہ:

> Each Provincial Assembly shall consist of general seats and seats reserved for women, and non-Muslims as specified here in below;

میری humble submission ہے اپنے بھائیوں سے اور خاص طور اپنے محترم بھائی سے جنہوں نے اس کو بڑا mind کیا، اگر اس کو ختم کرنا ہے تو یا تو ہم اس کو فیڈرل میں بھیجیں کہ یہ مخصوص نشستیں ختم کر دی جائیں۔ آئین کا آرٹیکل 51 اور 106 mandatory طور پر اس بات کی اجازت دیتا ہے تو پھر بار بار یہ بات کہنا کہ یہ خیراتی سیٹیں ہیں اور یہ مانگ کر لی گئی ہیں میں ان سب باتوں کی بھرپور طریقے سے مذمت کرتا ہوں۔ شکریہ

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! میں اس سارے واقعہ کا eye witness ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ سارا کچھ غلط فہمی کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ ریکارڈ موجود ہے، ادھر لکھنے والے بیٹھے ہیں اور آپ ریکارڈ منگوا سکتے ہیں کہ لغاری صاحب جب تقریر کر رہے تھے مستی خیل صاحب نے قطعاً ان کو کوئی abusive لفظ نہیں کہا تھا۔ آپ وہ ریکارڈ منگوا کر دیکھ لیں۔ اگر decision کرنا ہے تو under pressure مت کریں۔ سپیکر صاحب اپنے چیمبر میں بھی بیٹھ کر under pressure decision نہ لیں۔ سب سے پہلے انہوں نے لفظ بولا ہے کہ یہ contradiction ہے، حقائق یہ نہیں ہیں لغاری صاحب کو انہوں نے contradictory لفظ بولنے کا کہا۔ اس وقت ثمینہ میری بیٹی کی جگہ ہے میری چھوٹی بہن ہے وہ جذباتی ہو گئیں اور انہوں نے اس کو بدتمیز کہا وہ سارے loudly اور ان کو shout کیا اور انہوں نے کہا کہ بدتمیز تم، انہوں نے دو تین چار لفظ کہہ دیئے وہ بھی آپ ریکارڈ پر دیکھ لیں۔ میں نہیں کہتا آپ ریکارڈ سے دیکھ لیں۔ اس کے بعد یہاں شور مچ گیا، جب شور مچا تو وہ دونوں آپس میں لگے ہوئے تھے۔ اس پر شہزادی عمر زادی اٹھی اور ان کی بھی ساری گفتگو ریکارڈ پر موجود ہے۔ انہوں نے قطعاً خیراتی سیٹیں نہیں کہا، انہوں نے قطعاً ان کو کوئی طعنہ نہیں دیا، انہوں نے یہ کہا کہ میں حالانکہ direct seat پر elect ہو کر آئی ہوں اور میں ہمیشہ اپنی ان بہنوں کی سپیشل سیٹ والوں کا ساتھ دیتی ہوں اور اس نے کہا کہ ثمینہ جو ہے وہ غلط کہہ رہی ہے۔ سنیں، اب بات یہ ہے کہ یہ ساری بات مستی خیل کی تقریر بھی ریکارڈ پر موجود ہے، ثمینہ خاور حیات کی بھی ریکارڈ پر موجود ہے اور شہزادی عمر زادی کی تقریر بھی ریکارڈ پر موجود ہے۔ آپ اس وقت سپیکر ہیں آپ سارا ریکارڈ منگوا کر دیکھیں، وہ چیک کریں کہ اس میں کس نے الفاظ غلط استعمال کئے اور اس پر اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ مستی خیل نے غلط الفاظ استعمال کئے ہیں تو آپ مستی خیل کو warn کریں۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میری عزیزہ نے غلط الفاظ استعمال کئے ہیں آپ ان کو warn کریں۔ اگر شہزادی عمر زادی نے کوئی objectionable الفاظ استعمال کئے ہیں، ہاں یہ خود اخذ کر لینا کہ شہزادی عمر زادی کا مقصد یہ تھا کیونکہ اس نے ایک لفظ کہہ دیا ہے یہ کہا ہے کہ میں direct election لڑ کر آئی ہوں اور اپنی بہنوں کا ساتھ دیتی ہوں۔ اس سے یہ اخذ کرنا کہ جو وہ ہمیں خیراتی کا طعنہ دے رہی تھی یہ بالکل غلط ہے۔ ریکارڈ آپ منگوا لیں، ریکارڈ آپ کے سامنے موجود ہے اس کے بعد ہی

لیکن decisionکریں

at once under pressure سپیکر صاحب ادھر بیٹھے ہوئے یہ فیصلہ صادر فرمادیں کہ شہزادی عمر زادی ہاؤس میں نہیں آئے گی تو یہ unjustified ہے غلط ہے، بالکل غلط ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔ سب تشریف رکھیں۔ حسن مرتضیٰ صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ بات صرف اتنی سی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس بحث کی اب ضرورت ہی نہیں ہے۔ جب ہم بات کرتے ہیں، رولز کی، جب ہم بات کرتے ہیں اس ہاؤس کی sanctity کی، جب ہم بات کرتے ہیں اس ہاؤس کے decorum کی اور جب ہم بات کرتے ہیں اس Chair کی تو Chair کی ruling آچکی ہے اور Chair کی ruling without facts اور without rules اور میں سمجھتا ہوں جس طرح خلیل طاہر سندھو صاحب نے فرمایا ہے آئین کے اندر enshrined ہے کہ جو direct seats پر بھی الیکشن لڑ کر آئے ہیں وہ بھی اور جو reserved seats پر آئے ہیں They are equal. اب یہاں پر بات صرف اتنی سی ہے کہ اس پر اگر کوئی معزز رکن اپنی ذاتی رائے رکھتا ہے تو ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ ہاؤس کی کارروائی کو کس حد تک affect کرتا ہے اور یہ Chair کا کام ہے کہ وہ ان ساری چیزوں کو دیکھ کر اس کے اوپر ruling دے اور وہ ruling جو ممبرز کے conduct کے متعلق ہے اس بارے میں بھی ہمارے جو Rules of Procedure ہیں وہ بڑے clear ہیں۔ اس پوری کارروائی کو ہم بالکل دیکھیں گے اس کارروائی کو study کریں گے اس کے مطابق جس کا جو role بنتا ہوگا اس کے مطابق کارروائی ہوگی۔ اب میں اس پر مزید کوئی بات نہیں ہونے دوں گا۔ چونکہ تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ سے میں گزارش کرتا ہوں کہ اس بات کے بعد وہ خواتین کے پاس جائیں ان کو بتائیں کہ اس Chair کی ruling کی بھی ایک value ہے۔ Chair کی جو ruling ہے اس کو follow کریں ہاؤس کے اندر آئیں۔ ہم نے کمیٹی بنا کر بھیجی تھی آپ ان کو ہاؤس میں لے کر آئیں۔ بہت شکریہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو ایک منٹ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ کے سامنے ہی سارا معاملہ wind up ہوا۔ آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی، اس وقت جس وقت یہ issue چھڑا ہوا تھا۔ میرے بھائی کلو صاحب نے ابھی جو بات کی ہے، بات تو مستی خیل صاحب اور میرے درمیان تھی شہزادی عمر زادی ٹوانہ صاحبہ ادھر سے کھڑی ہوئی ہیں جب مستی خیل صاحب نے مجھ سے معذرت کر لی تو بات ختم ہو چکی تھی۔ آپ نے بھی بات کو ختم کر دیا تھا۔ یہاں پر شہزادی عمر زادی ٹوانہ صاحبہ کی بات پر issue بنا ہے۔ یہاں پر reserved seat کی بات شہزادی عمر زادی ٹوانہ صاحبہ کر کے گئی ہیں اس پر جو آپ نے ابھی حکم دیا ہے کہ میں خواتین میں جا کر بات کروں اور واپس آ کر ان کا پیغام بتاؤں۔ میں آپ کے حکم کی پیروی کرتی ہوں لیکن اس مسئلے کو ختم کر دیا جائے کہ مستی خیل صاحب نے جو مجھ سے کہا اور جو میں نے ان سے کہا۔ اب جیسا کہ کلو صاحب نے کہا ہے کہ ریکارڈ کو نکلوا لیں مستی خیل صاحب نے جو بد تمیزی کے الفاظ کہے تھے انہوں نے مجھ سے معافی مانگی ہے تو پھر شہزادی عمر زادی ٹوانہ صاحبہ کا جواز ہی نہیں تھا کہ وہ کھڑی ہو کر دوبارہ بات کرتیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو میں بات کر رہا ہوں، جس طرح میں نے پہلے بات کی ہے کہ ہم سارے اس transcript کو دیکھیں گے اور خاص طور پر آپ کی اور مستی خیل صاحب کی جو گفتگو ہے اس کے اندر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کی ایک کمیٹی بھی اس کو دیکھ کر سپیکر صاحب کو رپورٹ پیش کرے۔ اس میں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب، خواجہ اسلام صاحب اور علی حیدر نور نیازی صاحب شامل ہیں۔ یہ آپ کی اور ان کی گفتگو کو بھی دیکھیں گے اور سپیکر صاحب کو اس بارے میں inform کریں گے۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! علی حیدر نور خان نیازی پارٹی ہیں۔ ان کا نام شامل نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! دو رکنی کمیٹی اس کو دیکھ لے گی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! مجتبیٰ شجاع الرحمٰن ہی ٹھیک ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب! آپ چودھری عبدالغفور کے ساتھ جائیں۔ گھرکی صاحب کہاں گئے ہیں؟ جو خواتین باہر گئی ہیں ان کے ساتھ ذرا بات کر کے ان کو واپس ہاؤس میں لے کر آئیں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب والا! اب آپ نے اس کی scrutiny کے لئے ایک کمیٹی بنادی ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ میں سب کا conduct دیکھوں گا۔ سب سے پہلے تو آپ کا شکریہ کہ یہ کام بہت پہلے ہونا چاہئے تھا لیکن میں آپ کی تھوڑی سی اور مہربانی چاہوں گا۔ آپ اس میں یہ بھی دیکھیں کہ آخر یہ ماحول کن کی وجہ سے خراب ہوتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ کچھ ایسی reserved seats کی خواتین ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔

شیخ علاؤالدین: جو واقعی بہت کام کر رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جو واقعی ہی بہت کام کر رہی ہیں لیکن میں اس بات کو repeat نہیں کرنا چاہتا آج یہاں پر language بولی گئی ہے کیونکہ اب مسئلہ چلا گیا ہے کمیٹی کے پاس۔ میں یہ چاہوں گا کہ اس کا once for all کوئی معاملہ طے کر دیں اور ان کو اگر ہم respect دینا چاہتے ہیں جو کہ ہمیں دینی چاہئے ان کو بھی بتایا جائے کہ آپ تھوڑا سا معاملات کو نہ الجھائیں کیونکہ میں نام نہیں لوں گا کہ کچھ خواتین واقعی معاملات کو الجھا دیتی ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ میری بات سنیں۔

شیخ علاؤالدین: آپ اس کو اس angle سے دیکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں بالکل دیکھوں گا۔ میری بات سنیں، آج ہی میں صبح نیشنل اسمبلی کی ایک رپورٹ پڑھ رہا تھا جس کے اندر وہ ممبران جو کارروائی میں حصہ لیتے رہے ہیں، جو ہاؤس میں اپنا حصہ ڈالتے رہے ہیں اس میں سب سے زیادہ حصہ ان ممبران نے ڈالا ہے جو reserved seats پر منتخب ہو کر آئے ہیں اور آپ اگر اپنے ہاؤس کی بھی کارروائی دیکھیں تو جو ہمارے ساتھی جنرل سیٹوں پر جیتے ہوئے ہیں۔ اگر آپ دیکھیں تو 50 فیصد بھی وہ نہیں ہیں جو اس ہاؤس کی کارروائی میں حصہ لیتے ہوں

اگر آپ اس طرح کی باتوں میں پڑیں گے تو شیخ صاحب! میں نے جو بات کرنی ہے وہ مجھے کر لینے دیں۔ بہت شکریہ

اب آج کے ایجنڈے کا اگلا item ملک محمد وارث کلو ایم پی اے چیئرمین برائے استحقاق کمیٹی کی طرف سے تحریک استحقاق نمبر 15 of 2008 اور No 3 of 2009 کے حوالے سے رپورٹ پیش کریں گے۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گی کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ غزالہ سعد رفیق صاحبہ!

محترمہ غزالہ سعد رفیق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم-جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں آپ سے صرف دو باتیں کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات کرنے سے پہلے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اپوزیشن کی خواتین آپ کے ساتھ نہیں تھیں؟

محترمہ غزالہ سعد رفیق: وہ ہمارے ساتھ ہیں اور آ رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا جی۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئیں)

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر! یہاں ایوان میں ہر روز یا ایک دو روز چھوڑ کر اسی قسم کے elected and non elected والے معاملات پیش آتے ہیں - یہاں پر ہمارے male ممبران تقریباً تین سو، تین سو پندرہ کے قریب ہیں جو elected seats پر آئے ہوئے ہیں۔ elected میرا اپنے ان سب محترم معزز بھائیوں کو یہ مشورہ ہے کہ وہ ایک ایسا قانون لائیں کہ reserved seats ختم کر دی جائیں - پھر جو خواتین سیاست کرنا چاہیں گی وہ elect ہو کر اس ایوان میں آئیں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جس طرح زندگی کے تمام شعبوں میں خواتین نے سب مردوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے میں یہ بات یقین سے کہتی ہوں کہ اگر خواتین منتخب ہو کر آئیں گی تو اس وقت ایوان میں جتنے مرد بیٹھے ہیں یہاں عورتیں بیٹھی ہوئی ہوں گی اس لئے یہ جو روز روز کی elected and non elected مرد اور خواتین کی بحث ہے اس کو ختم کیا جائے۔ دیکھیں! پہلے خاموشی سے بات سن لیں۔ ہم سب لوگ جس مقصد کے لئے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں پلیز! اسے seriously لیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: No cross talk, no cross talk پہلے انہیں بات کرنے دیں پھر آپ کو بات کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ جی، محترمہ!

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جب آپ حضرات بات کر رہے ہوتے ہیں تو ہم سب خواتین خاموشی سے بیٹھ کر آپ کی بات سنتی ہیں۔ جب خواتین بات کر رہی ہوں تو آپ لوگوں کو بھی چاہئے کہ خاموشی سے سنیں اور اس نوعیت کو اتنا گھمبیر نہ بنائیں کہ یہاں پر خواتین کا آنا بھی ممنوع ہو جائے۔ آپ سب کا بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے عظمیٰ بخاری صاحبہ بات کریں گی پھر آمنہ الفت صاحبہ!

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عظمیٰ بخاری صاحبہ نے پہلے پوائنٹ آف آرڈر مانگا ہوا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! اگر یہ خاتون ہیں تو پہلے ان کو ٹائم دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ اگر آپ کو میری بات بری لگے تو میں معذرت خواہ ہوں لیکن مجھے آپ کے رویے پر بھی تھوڑا سا شکوہ ہے۔ آپ ہمیشہ controversial issues کو encourage کرتے ہیں اور مائیک کھول کر مکمل ڈیڑھ گھنٹے کی تقریر کراتے ہیں اس کے بعد جب ہم بات کرنے کے لئے موقع مانگیں تو ہمیں ڈانٹ کر بٹھا دیا جاتا ہے۔ جو خواتین reserved seats پر آئی ہیں اگر ان کا کسی جاگیر دار خاندان سے

تعلق نہیں ہے، اگر وہ ٹوانہ اور مزاری نہیں تو ہمارا سیاست کرنے پر کوئی حق نہیں ہے، میں جاننا چاہتی ہوں کہ کیا صرف جاگیر داروں کی بیٹیوں کو سیاست کرنے کا حق ہے، مجھ جیسی middle class کی عورت کو سیاست کرنے کا حق نہیں ہے، میں ان کی بات کی تصحیح کرنا چاہتی ہوں کہ reserved seats بھی elective reserved ہیں آئین پاکستان میں ان کے لئے الیکشن کا طریق کار دیا گیا ہے اور وہ اس کے مطابق elect ہو کر ہاؤس میں آئی ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ عرض کرتی ہوں، مجھے بڑی تکلیف ہوتی ہے کہ پاکستان میں چار صوبائی اسمبلیاں ہیں ایک نیشنل اسمبلی اور ایک سینیٹ ہے ہر جگہ پر reserved seats موجود ہیں لیکن آج تک کسی اور ہاؤس میں یہ بحث نہیں ہوتی لیکن پنجاب اسمبلی میں یہ بحث ہر روز ہوتی ہے میں جاننا چاہتی ہوں کہ کیا یہ حکومت کی پالیسی ہے یا پاکستان مسلم لیگ (ن) کی پالیسی ہے کہ reserved seats کے خلاف بات کی جائے؟ جیسے غزالہ بھابی نے کہا کہ reserved seats ختم کر دی جائیں۔ اگر reserved seats ختم کرنا مطلوب ہیں تو سامنے آئیں اور سامنے آ کر seats reserved کی مخالفت کریں اور کہیں کہ ہم reserved seats نہیں چاہتے اور اس پر پابندی لگا دیں اس کے بعد اگر ہم میں اتنے guts ہوں گے اور ہم کسی جاگیر دار خاندان سے تعلق رکھتی ہوں گی تو وہ خواتین یہاں آ جائیں گی۔ وہ خواتین تو تین مہینے میں ایک دفعہ آئیں اور آ کر کسی نہ کسی controversial issue پر بات کر کے اپنی شکل دکھائیں۔ جو خواتین direct seats پر آئی ہیں میں ان کی بڑی عزت کرتی ہوں مجھے یہ بتائیں کہ ان میں سے کتنی خواتین ہاؤس میں بزنس دیتی ہیں، ہاؤس کی کارروائی میں کتنی خواتین کا بزنس ہوتا ہے اور اس ہاؤس میں ان کی کتنی attendance ہے؟ معاف کیجئے گا آپ کا ہاؤس 80 فیصد خواتین چلا رہی ہیں جو seats reserved پر آئی ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے باوجود روزانہ ہماری کارکردگی کو challenge کیا جاتا ہے۔ مجھے افسوس ہے اور میں یہ بات نہیں کہنا چاہتی لیکن میں آج اتنی hurt ہوں کہ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ جب ایک ڈکٹیٹر کی حکومت تھی، جب یہاں پر پاکستان مسلم لیگ (ق) کی حکومت تھی تب بھی اتنا کچھ نہیں ہوا جو آج پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت اور پیپلز پارٹی کی coalition حکومت میں خواتین کے ساتھ ہو رہا ہے،

معاف کیجئے گا یہ قابل برداشت نہیں ہے اور میں کہنا چاہوں گی کہ نیازی صاحب جو ایک ممبر پر پارلیمانی لیڈر ہیں انہیں تقریر کرنے کا بڑا شوق ہے وہ کبھی گورنر صاحب پر پہنچ جاتے ہیں اور کبھی صدر پر پہنچ جاتے ہیں۔پہلے اپنی standing تو دکھائیں کہ وہ خود کیا ہیں؟اگر تقریر کا مقابلہ کرنا ہے تو وہ کر کے دیکھ لیں۔اگر عورت کے ساتھ تقریر کا مقابلہ کرنا ہے تو وہ کر کے دیکھ لیں لیکن ہم اس طرح اپنی توہین ہونے دیں گے اور نہ ہی یہ ہو گی۔سپیکر صاحب سے بھی بات ہوئی ہے اور میں آپ کو بھی یہ بتانا چاہتی ہوں کہ سپیکر صاحب نے categorically یہ احکامات جاری کئے ہیں کہ آئندہ اگر اس ہاؤس میں اس قسم کی بات ہو گی اور جو ممبر یہ بات کرے گا اس کو ہاؤس سے باہر نکال دیا جائے گا اور شہزادی عمر زادی ٹوانہ جاگیر دار صاحبہ تب تک ہاؤس میں نہیں آسکتیں جب تک وہ معذرت نہیں کریں گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!یا تو پنجاب اسمبلی کو جاگیر داروں کی اسمبلی کہہ دیں تو ہم سب مڈل کلاس کی عورتیں یہاں سے چلی جاتی ہیں۔مجھے یہ تکلیف ہے کہ ہم پنجاب اسمبلی میں بیٹھی ہوئی عورتوں کے حقوق نہیں دے سکے،ہم اپنی identity ثابت نہیں کر سکتے تو ہم پنجاب کی عورتوں کے لئے کیا کریں گے؟میں بڑی معذرت اور ادب کے ساتھ گزارش کرتی ہوں کہ خدارا اس مرد عورت کی جنگ کو یہاں روک دیجئے ورنہ اس کے نتائج اچھے نہیں ہوں گے۔اگر یہ بات بار بار ہاؤس میں کی گئی تو یہ پنجاب اسمبلی کی طرف سے میڈیا میں اور عوام میں کوئی اچھا message نہیں جا رہا کہ آخر پنجاب اسمبلی میں ہی reserved seats اور خواتین question کیوں ہیں؟آپ خواتین کی کارکردگی نکالئے اور مجھ سے بحث کیجئے میں بحث کے لئے تیار ہوں کہ آپ پچھلے دو سالوں کی کارکردگی نکالیں کہ خواتین کی کیا کارکردگی ہے اور معذرت کے ساتھ بہت سارے ایسے ممبران ہیں جن کی آج تک لب کشائی بھی نہیں ہوئی جنہوں نے آج تک اپنے حلقے کا نام بھی نہیں بتایا کہ وہ کس حلقے سے آئے ہیں؟

جناب سپیکر!ہماری کسی کے ساتھ جنگ نہیں،کسی کے ساتھ ہمارا کوئی conflict نہیں ہے لیکن جب عورت اپنا حق مانگے تو اسے جنگ نہ بنا دیا جائے۔میں دوبارہ آپ سے گزارش کروں گی کہ اگر آپ کو controversial issues پر بحث کرانے کا بہت شوق ہے تو پھر ہمیں بھی موقع دیا کریں کہ ہم

بھی اپنی بات کر سکیں۔براہ مہربانی اس معاملے کو ختم کیجئے ہاؤس کا ٹائم waste ہو رہا ہے، صوبے کے لوگوں کا ٹائم waste ہو رہا ہے اور اس بحث میں ہمیں کچھ نہیں ملے گا بلکہ صرف نقصان ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آمنہ الفت صاحبہ بات کریں گی اور ان کے بعد فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے اور بار بار reserved seats کے حوالے سے خواتین کی تضحیک کی جاتی ہے۔افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ پہلے ہمیں مردوں سے گلا تھا اور آج ایک ایسی خاتون ممبر نے یہ بات کی ہے جو سابقہ دور میں خود بھی ایک reserved seat پر elect ہو کر بیٹھی ہوئی تھی۔آج وہ reserved seats کو کس طریقے سے تضحیک کی نظر سے دیکھ سکتی ہے؟ یہ ساری بحث و تکرار، یہ سارے معاملات جیسے آج میری بہن غزالہ سعد رفیق صاحبہ نے کہا ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آمنہ الفت صاحبہ !ذرا ایک منٹ۔بات اتنی سی ہے کہ ایک issue آیا۔ پہلے میری بات سن لیں پھر میں دوبارہ آپ کو floor دیتا ہوں۔جس طرح عظمیٰ بخاری صاحبہ نے بھی فرمایا۔ میں جب rules کی بات کرتا ہوں تو میں اللہ کے فضل سے پڑھ کر یہاں آتا ہوں اور میری کوشش ہوتی ہے کہ ہاؤس کو in order رکھوں اور rules کے مطابق بھی چلاؤں۔یہاں پر مجھے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں یہاں پر کوئی غلط بحث کراتا ہوں یا کوئی اس طرح کی بات کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہاں پر جو بات شروع ہوئی ہے میں اس پر بار بار ایک بات کہہ رہا ہوں کہ اس Chair کی sanctity اس ہاؤس نے برقرار رکھنی ہے جس طرح اس Chair نے ہاؤس کی عزت برقرار رکھنی ہے۔یہ آپس میں ایک mutual رشتہ ہے۔جب Chair کی ruling آچکی ہے اور وہ ruling کسی ذاتی وجہ سے نہیں آئی بلکہ وہ according to Constitution and according to rules آئی ہے کہ تمام ممبران برابر ہیں۔جب یہاں پر خواتین ممبران موجود نہیں تھیں تو میں نے یہاں پر باقاعدہ یہ بات کی ہے کہ میں یہ سارا transcript نکلواؤں گا اور جیسے آپ سب نے آکر سپیکر صاحب کے حوالے سے بھی بتایا۔ہم وہ transcript دیکھیں گے اور میں نے اس پر ایک کمیٹی بھی بنادی ہے اور وہ کمیٹی دیکھ کر ہمیں بتائے گی

کہ اس میں کس ممبر کا کتنا role ہے اور اس کے مطابق آئندہ کا فیصلہ کیا جائے گا تاکہ ہم اس ہاؤس کو اچھے طریقے سے چلا سکیں۔اب اگر ہم اس پر بحث کرنا چاہیں تو سارا دن کر سکتے ہیں اگر ہم اس پر کوئی تعمیری بات کر لیں تو وہ زیادہ اچھی ہے۔ اب آپ ایک منٹ میں wind up کر لیں۔ نیازی صاحب! ان کے بعد فوزیہ بہرام صاحبہ اور ان کے بعد آپ کو floor دوں گا۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ایسا ماحول ہی نہیں بننا چاہئے اور کسی کو یہ right ہی نہیں ہونا چاہئے۔ کوئی بھی ایسی بات نہ کرے کہ جس سے ماحول خراب ہو اور ایوان کا وقت ضائع ہو۔ آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔ آپ نے ہمیشہ بڑے درست فیصلے دیئے ہیں، آپ کی rulings بھی بڑی صحیح آئی ہیں۔ ہم آپ پر اعتماد کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ آپ کو پتا ہی نہیں تھا کہ اصل معاملہ کیا ہے اس وقت سپیکر صاحب تشریف فرما تھے۔ مستی خیل صاحب اور ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا معاملہ wind up ہو چکا تھا۔ ہمارا احتجاج صرف محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ کے خلاف ہے۔ دیکھیں، ان معاملات کے نتیجے میں آج میری بہن غزالہ سعد رفیق صاحبہ یہ کہنے پر مجبور ہو گئی ہیں کہ یہ reserved seats ختم کر دیں۔ یہ ایک بہت بڑی controversy شروع ہونے جا رہی ہے اس چیز کو یہیں پر بند کریں۔ آپ اس کے خلاف ایک بڑی strong ruling لے کر آئیں۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ وہ قوتیں جو خواتین کی seats ختم کروانا چاہتی ہیں وہ آج ایک معزز ممبر کے منہ سے یہ نکلوانے میں کامیاب ہو گئی ہیں کہ خواتین کی seats ختم کر دی جائیں۔ یہ جتنی بھی خواتین بیٹھی ہیں سب تندہی سے کام کرتی ہیں، تن، من اور دھن کے ساتھ کام کرتی ہیں، دن رات ایک کرتی ہیں اور آج یہ کہنے پر مجبور ہو گئی ہیں کہ خواتین کی seats ختم کر دی جائیں اس چیز کو روکا جائے۔ میں نشاندہی کرتی ہوں کہ یہ سلسلہ خواتین کی seats کو ختم کرنے کی طرف جا رہا ہے لہذا اس کو روکنے کی کوشش کریں اور اس حوالے سے آپ کی بہت strong قسم کی ruling آنی چاہئے۔ ہمارا احتجاج اسی حوالے سے ہے کہ یہ بحث کس سمت جا رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اب فوزیہ بہرام صاحبہ بات کریں گی اور ان کے بعد میں کسی اور کو اس حوالے سے بات کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہمیں بھی بات کرنے کا موقع دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں کتنی دیر سے کھڑی ہوں، مجھے ایک منٹ کے لئے بات کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، اب اس بحث کو ختم کریں۔ چلیں، فوزیہ بہرام صاحبہ کے بعد میں آپ دونوں کو floor دیتا ہوں۔ غزالہ سعد رفیق صاحبہ! میں آپ کو بھی time دیتا ہوں۔ ابھی تشریف رکھیں۔ جی، فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں ہاؤس کے تمام ممبران کو یہ message دیتی ہوں، معزز ممبران جو بیٹھے ہیں اور جو نہیں بیٹھے میں سب کو یہ message دیتی ہوں کہ 1990 میں پورے پاکستان سے صرف ایک عورت یعنی میں منتخب ہو کر اس ہاؤس میں آئی تھی۔ 1987 کے general election میں بھی پورے پاکستان کے اندر صرف میں اکیلی خاتون ممبر تھی تو اس وقت کون سا مردوں نے مجھے ہار پہنا دیا تھا یا کوئی award دے دیا تھا؟ جب internationally طور پر یہ بات کہی گئی کہ مجھے ایوارڈ دیا جائے تو اس پر بھی تمام مرد ممبران نے کوئی اثر نہ لیا۔ 1988 میں دوسری خواتین ممبران بھی تھیں، نجمہ حمید جیسی سینئر ممبر بھی تھیں لیکن کبھی اس قسم کا توہین آمیز رویہ میں نے اسمبلی کے اندر نہیں دیکھا جو کہ میں اب دیکھتی ہوں۔ مرد تو مرد رہ گئے، شہزادی عمر زادی ٹوانہ صاحبہ بھی خواتین کی reserved seats پر معترض ہیں حالانکہ وہ خود پچھلی دفعہ general election کی بجائے (ق) لیگ کی reserved seat پر ممبر بنی تھی۔ آج وہ الیکشن جیتی ہیں تو انہیں reserved seats پر اعتراض ہو رہا ہے۔ میں نے اس دفعہ national election lose کیا۔ میرے پاس ایک forum تھا جسے بطور عورت استعمال کر کے میں اس ہاؤس میں آئی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ خواتین کی عزت و وقار کو کسی صورت بھی مجروح نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے آئین پڑھا ہوا ہے، بہت سے مرد ممبران سے بھی میں سینئر ہوں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ خواتین کی عزت و وقار کبھی اس ہاؤس میں رد نہیں ہوا۔ سپیکر صاحب کے والد صاحب بھی میرے ساتھ ممبر تھے۔ وہ اسمبلی گریجویٹ اسمبلی بھی نہ تھی اس کے باوجود میں نے جو عزت و وقار اس وقت دیکھا وہ آج نہیں ہے۔ میاں محمد نواز شریف صاحب اس وقت وزیر اعلیٰ تھے ان کے دور میں خواتین کی جو عزت میں نے دیکھی وہ اب نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت زیادتی

ہے۔کوئی راہ چلتا آدمی ہمیں کچھ کہے تو وہ اور بات ہے لیکن اگر ہمارے ساتھ بیٹھے ہوئے مرد حضرات اس طرح کا رویہ اپنائیں تو یہ اچھی بات نہیں ہے۔ آج سپیکر صاحب نے بہت اچھی بات کہی ہے کہ آئندہ جو ایسی بات کرے گا وہ اس ہاؤس میں نہیں بیٹھے گا۔ شہزادی عمر زادی ٹوانہ صاحبہ جب پچھلی دفعہ خود reserved seat پر آئی تھی تو اس وقت یہ reserved seats باعزت تھیں۔ آج اگر وہ جنرل الیکشن میں کامیاب ہو گئی ہیں تو انہوں نے پورے ہاؤس کی عورتوں کی انتہائی توہین کر دی ہے۔میں یہ کہوں گی کہ ہاؤس کی کارروائی سے ان کے یہ الفاظ حذف کئے جائیں۔ آپ علی حیدر نور نیازی صاحب کو بھی وارننگ دیں کیونکہ یہ جب اٹھتے ہیں "آؤ دیکھا نہ تاؤ" خواتین کے خلاف باتیں شروع کر دیتے ہیں۔ کیا یہ اپنی ماں کو بھول جاتے ہیں، کیا یہ اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو بھول جاتے ہیں؟ یہ انتہائی سخت رویہ ہے، اس سے حکومت پر بھی حرف آسکتا ہے۔پنجاب اسمبلی کے اندر ہی ایسی باتیں کیوں ہوتی ہیں؟ آپ مہربانی کر کے اس چیز کا تدارک کریں۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین سید حسن مرتضیٰ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں point of personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران کی طرف سے No, No کی آوازیں)

جناب چیئرمین: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، آپ سب خواتین تشریف رکھیں۔ نیازی صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ نیازی صاحب! میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ آپ مہربانی فرمائیں، تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، بسراء صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے floor دیا۔ گزارش یہ ہے کہ آج ساتواں یا آٹھواں موقع ہے کہ ہمارے ہاؤس کا قیمتی وقت ایسی باتوں پر ضائع کیا جا رہا ہے۔ خلیل طاہر سندھو صاحب نے بڑی important

بات کہی ہے کہ جب یہ بات آئین میں موجود ہے تو پھر اس پر ہمارے ہاؤس کا قیمتی وقت کیوں ضائع کیا جا رہا ہے؟

جناب شیر علی خان: جناب چیئرمین! آپ نے ان کو کیوں floor دیا ہے؟ ہمیں تو آپ بات کرنے کی اجازت نہیں دے رہے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں، بسراء صاحب کو میں نے floor دیا ہوا ہے، پہلے انہیں اپنی بات مکمل کر لینے دیں ان کے بعد میں آپ کو بھی floor دوں گا، آپ بات کر لیجئے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آج کم از کم دو گھنٹے ہو گئے ہیں کہ ہمارے ہاؤس کا وقت ضائع ہو رہا ہے حالانکہ اس ہاؤس کا ایک ایک لمحہ انتہائی قیمتی ہے۔ آج یہ ساتواں یا آٹھواں موقع ہے کہ ایک ایسی بات پر ہاؤس کا وقت ضائع ہوتا ہے جو کہ آئین میں طے ہے۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! بہت شکریہ۔ اس حوالے سے سپیکر صاحب کی ruling آ چکی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ پلیز، بیٹھ جائیں۔ بسراء صاحب! میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں sum up کر رہا ہوں۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آج کے بعد ایسے ہی کسی topic پر کسی ممبر کی تضحیک یا تذلیل کی جائے تو اس کو scrutinize کر کے اس کے منطقی انجام تک پہنچائیں تا کہ آج کے بعد ہاؤس کا قیمتی وقت ضائع نہ ہو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: اس حوالے سے سپیکر صاحب نے باقاعدہ کمیٹی بنا دی ہے۔ وہ اس معاملے کو دیکھ لیں گے۔ جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب چیئرمین! میں اتنی دیر سے کھڑی ہوں، آپ ہمیں بھی موقع دیں۔

جناب چیئرمین: اب وہ بات کر رہی ہیں، آپ کی خاتون ہیں، آپ خود جتنا احترام خواتین کا کرتی ہیں وہ آپ کے سامنے ہے۔اب میں نے انھیں floor دیا ہے، بات تو کرنے دیں۔ آپ kindly تشریف رکھیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! انھوں نے پہلے بھی بات کی ہے، اب پھر وہ ایک گھنٹہ بات کریں گی۔

جناب چیئرمین: اب وہ ایک گھنٹہ نہیں بلکہ relevant بات کریں گی۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب چیئرمین! میں point of personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے کیوں اجازت نہیں دے رہے؟ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران کی طرف سے No Niazi no کی آوازیں)

جناب چیئرمین: نیازی صاحب! یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔ آپ ایک سیکنڈ بیٹھ جائیں۔

کورم کی نشاندہی

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب چیئرمین! اگر آپ مجھے بات کرنے کی اجازت نہیں دیتے تو پھر میں کورم point out کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: چلیں، ٹھیک ہے۔ یہ آپ کا privilege ہے۔ کورم point out ہو گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب چیئرمین! میں ایک گزارش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: نیازی صاحب نے کورم point out کر دیا ہے۔ گنتی ہو لینے دیں، پھر آپ گزارش کیجئے گا۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! آپ نے عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کو پہلے floor دیا ہے، بعد میں نیازی صاحب نے کورم point out کیا ہے لہذا عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کو اپنی بات مکمل کر لینے دیں پھر گنتی کروائی جائے کیونکہ نیازی صاحب بعد میں آئے ہیں۔

جناب چیئرمین: بعد میں بھی آئے ہیں لیکن کورم point out ہو گیا ہے اس لئے اب کارروائی نہیں ہو سکتی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب چیئرمین! آپ نے مجھے پہلے floor دے دیا تھا، یہ بعد میں آئے ہیں اور انھوں نے آ کر کورم point out کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین: میں نے floor آپ کو دیا تھا لیکن اب انھوں نے کورم point out کر دیا ہے۔ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم نہیں ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 10۔ فروری 2010 صبح 00-10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔